

فکر میر

طه حسين



سوانح عمری عبدالعق صاحب بی. اے (علیگ)

سنہ ۱۹۲۸ ع

انجمن اُردو پریس - اورنگ آباد (دکن)

ایک ہزار

طبع اول



# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
الف-۱	مقدمہ	
۱	حمد	۱
۲	نعمت	۲
۳	سبب تالیف ذکور میسر	۳
۴	بزرگان مہر کا ورود ہند اور قیام دکن و اکبر آباد	۴
۵	میسر صاحب کے باپ کا ذکر	۵
۶	باپ کی اپنے پیار سے گفتگو دربارہ بیوید	۶
۷	باپ کی نلتین عشق	۷
۸	باپ کی سیرت اور ان کے نصائح	۸
۹	لاہور کا جانا اور ایک ریاکار درویش کی ملاقات	۹
۱۰	شاہجہاں آباد دہلی میں آنا	۱۰
۱۱	باپ کی نظر حقیقت اثر کا ایک نوجوان پر اثر خاص	۱۱
۱۲	شادی کی مذمت	۱۲
۱۳	نوجوان کی وارفتگی اور بیوی سے بیزاردی	۱۳
۱۴	میسر علی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سرگردانی	۱۴
۱۵	نوجوان کا آگرہ پہنچ کر باریاب ہونا	۱۵
۱۶	دنیا فانی اور جسم ناپائیدار ہے اس پر ارشاد سرشد	۱۶
۱۷	فقر اور غنا کا فرق و امتیاز	۱۷
۱۸	نوجوان کی تکمیل ریاضت و شہرت عروس نو	۱۸
۱۹	کی فاق میں وفات	۱۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	میر صاحب بعمر ہفت سالگی اور نوجوان کی	۱۹
۲۰	رفاقت و مصیبت	
۲۰	نوجوان کاسل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر	۲۰
۲۱	لڑکے کی بیعتابی و سراسیمگی	۲۱
۲۲	میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عقیدت	۲۲
۲۵	میر صاحب چچا کے ساتھ ان بزرگ کے ہاں جاتے ہیں	۲۳
۲۵	درویش کی پیشین گوئی میر صاحب کے حق میں	۲۴
۲۶	پند و مواعظت درویشی	۲۵
۲۶	صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اس کو نصیحت	۲۶
۲۷	ایک گوٹھے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا	۲۷
۳۵	بایزید درویش کی ملاقات	۲۸
۳۶	بایزید کے کلمات پند	۲۹
۳۸	دوسری ملاقات	۳۰
۴۳	تیسری ملاقات اور درویش کی وفات	۳۱
۴۷	میر تقی کے کلمات معرفت	۳۲
۴۹	حفظ قرآن عم بزرگوار	۳۳
۴۹	نقل عجب و پیشین گوئی وفات میر متقی	۳۴
۵۱	مسئلہ رویت میں گفتگو	۳۵
۵۱	بیماری و وفات عم بزرگوار	۳۶
۵۴	میر تقی نے اپنا لقب عربیہ مردہ رکھا۔ میر صاحب	۳۷
	کا رنجیہ و الم	
۵۵	احمد بیگ جوان کا آنا اور ارادہ حج کو ترک کر کے	۳۸
۵۷	مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا	۳۹
	وفات میر محمد تقی	
۶۰	بے مروتی برادر	۴۰
۶۱	حقیقت من فن ریش بعد واقعتہ درویش	۴۱
۶۱	میر صاحب کا دعائی بیان اور شہر الامیر کا	۴۲
۶۱	روزنامہ مستور کا	

نمبر شمار	مضمون
۴۳	اسپر الا سرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ دہلی جانا اور ان کے ماموں سردار الدین علی خان آرزو کی بد سلوکی
۴۴	میر صاحب کی حالت معجونانہ
۴۵	اعلیٰ کے معالجے سے میر صاحب کا صحت پرانا
۴۶	میر جعفر سے تعلیم حاصل کرنا
۴۷	دیکھتے ہیں سید سعادت علی کی شادردی
۴۷	رعایت خان کا توسل
۴۸	شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا
۵۰	مصدق شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت نشین ہونا
۵۱	صفدر جنگ کی وزارت
۵۲	سادات خان ذوالفقار جنگ اور بخت سنگھ کی نزاع
۵۳	میر صاحب کی نازک مزاجی
۵۴	نواب بہادر کی ملازمت
۵۵	جنگ وزیر ہا افغانان
۵۶	غوروز جنگ کی وفات اور میر صاحب کا مطول پڑھنا
۵۷	نواب بہادر کا قتل * میر صاحب کی بیگاری اور سہا نرائین دیوان وزیر کی ملازمت
۵۸	وزیر کی بغاوت اور بادشاہ اور وزیر میں جنگ اور وزیر کی شکست
۵۹	ساموں کی ہمسائیگی چھوڑ کر امیر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کی
۶۰	راجہ جنگل کشور کی قدر دانی اور شادردی
۶۱	راجہ ناگرمیل کا عہدہ نیابت وزارت پر سوا اقبالی ہونا
۶۲	شاہ درانی کا دوسرا حملہ
۶۳	راجہ ناگرمیل کا مصالحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا
۶۶	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	راجہ جگن کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا	۶۴
۷۸	میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھہ مدت کی	
۸۰	پیشانی کے بعد قدر دانی	
۸۱	چند سانحات کا اجمالی ذکر	۶۵
	فوج دکن کی چڑھائی دلی پر	۶۶
	دھوکے سے بادشاہ عالمگھر ثانی اور انتظام الدولہ	۶۷
۸۱	خان خازن کا قتل	
۸۳	درانیوں کا دکنوں کو شکست دینا	۶۸
۸۵	درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی	۶۹
۸۸	درانیوں سے دکنوں کی جھڑپ	۷۰
۸۹	بھاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا	۷۱
	میر صاحب کا راجہ کے ساتھ گماں جانا اور	۷۲
۹۱	پیشانیء حال	
	درانیوں اور دکنوں کی مشہور خونریز جنگ	۷۳
۹۳	پانی پت میں	
	راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی	۷۴
۹۸	وزیر درانی سے	
	درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت	۷۵
۹۹	گدی کی پرورد آستان	
۱۰۳	میر صاحب کا آگرے جانا	۷۶
	قاسم علی حسن ناظم بنگالہ سے شجاع الدولہ	۷۷
۱۰۴	کی بد عہدی	
	جنرل سفیکہ کی دست درازی اور نجیب الدولہ	۷۸
۱۰۶	کی گو شمالی	
۱۱۰	حقیقت حال لشکر بادشاہ و وزیر	۷۹
	دکنوں کی شکست پر شکست اور سکپار راو کا	۸۰
۱۱۳	شکستہ دل ہو کر وفات پانا	



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۱۵	دکنیوں اور جواہر سنگھ کی لشکر آرائی - شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کر کے بھاگ جانا	۸۱
۱۱۶	شاہ درانی کا ستلج کے اس طرف تک آنا اور سکھوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر واپس جانا	۸۲
۱۱۶	جواہر سنگھ، راجہ مادھو راؤ میں تنازع اور جنگ	۸۳
۱۱۷	راجہ مادھو راؤ کا بیسار ہو کر مرجاٹا اور لوائی کا خاتمہ	۸۴
۱۱۸	جواہر سنگھ کا قتل، اس کے بیٹے کی جانشینی اور مارا جانا، کھیری سنگھ کا جانشین ہونا	۸۵
۱۱۸	ابتدی اور خانہ جنگی	
۱۲۱	میر صاحب کا راجہ کی جانب سے بطور ایلچی بادشاہ کے لشکر میں جانا اور عہد و پیمانہ کرنا۔	۸۶
۱۲۱	راجہ سے شکر رنجی	
۱۲۱	سغد ہوا کی قوت اور بادشاہ کی ذلت	۸۷
۱۲۲	میر صاحب کا لشکر شاہی کے ہر سوکڑے پاس جانا اور مایوس ہونا	۸۸
۱۲۲	بادشاہ کو بھوکا کر دکنیوں سے لڑنا اور ناکام رہنا	۸۹
۱۲۳	شہر کا سلامت رہنا	۹۰
۱۲۵	مغلوں کا شہر بدر ہونا اور دکنیوں پاس چلے جانا	۹۱
۱۲۷	بادشاہ حسام الدین خان کا مغلوں کے حوالے کر دینا	۹۲
۱۲۸	نصف خان کا بادشاہ کی رائے سے جاتوں پر حملہ کرنا اور کامیاب ہونا	۹۳
۱۳۱	بادشاہ ملک کا تیسرا حصہ دیلے پر مجبور ہوا	۹۴
۱۳۲	عبدالاحد خان سکھوں سے مل کر راجہ پتھالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے	۹۵
۱۳۲	نواب شجاع الدولہ قندھار فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روئے مروت کڑھ و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں	۹۶

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۳۳	شجاع الدولہ افگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پانا ہے	۹۷
۱۳۵	مہر صاحب کی خانہ نشینی	۹۸
۱۳۵	وفات شجاع الدولہ	۹۹
۱۳۹	وفات مستنار الدولہ اور حسن رضا خاں کی نیابت	۱۰۰
۱۳۶	بادشاہ کی طلبی پر نجف خاں کا آنا اور عبد الاحد خاں کا گرفتار کرنا اور اُس کا مرض سل میں مبتلا ہونا	۱۰۱
۱۳۸	آصف الدولہ کا سید صاحب کو طلب کرنا	۱۰۲
۱۳۹	نواب آصف الدولہ سے ملاقات	۱۰۳
۱۴۰	دہلی میں نجف خاں کا انتقال اور مرزا شفیع کی وزارت	۱۰۴
۱۴۳	گورنر کا لکھنؤ آنا اُس کا استقبال اور مہمانداری	۱۰۵
۱۴۵	بادشاہ کو فرنگیوں سے ملنے کے لئے اکبر آباد لانا	۱۰۶
۱۴۶	شہزادہ جواد بخت کا نواب وزیر اور فرنگیوں کے پاس آنا	۱۰۷
۱۴۶	گورنر کا واپس کٹکتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھیج دینا	۱۰۸
۱۴۷	مہر صاحب کا نواب وزیر کے ساتھ شکار میں جانا اور شکار نامہ موزوں کرنا	۱۰۹
۱۴۸	مڑھتوں کا تسلط	۱۱۰
۱۵۰	غلام قادر کا چور و ستم اور بادشاہ کی آنکھوں تکال لینا	۱۱۱
۱۵۱	عبوت و خانہ	۱۱۲



اُمید تھی میرا اردو کے ان چند مسلم اساتذہ میں سے ہوں جن پر اردو ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ اہل ذوق میرا صاحب کے کلام کو سرا اور آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑ پڑ کر سر دھلتے ہیں۔ جب تک یہ زبان دنیا میں قائم ہے یہ ذوق کبھی کم نہ ہوگا۔ میرا صاحب خود بھی اسے سمجھتے تھے، کیا کہہ گئے ہیں۔

جانے کا نہیں شور سخن کا میرے ہرگز

ناحشو جہاں میں مرا دیوان رہے گا

یہ محض شاعرانہ فعلی نہیں، حقیقت حال ہے جس سے کسی

کو انکار نہیں ہو سکتا۔

اردو ادب کے شائقین میں کون ایسا ہوگا جو اس باکمال شاعر کے حالات سننے کا مشاہق نہ ہوگا، جس نے اردو شاعری کو (غزل کی حیثیت سے) اکتھامے کمال تک پہنچا دیا تھا اور جس کے بعد اسے پھر یہ رتبہ کبھی نصیب نہ ہوا۔ پھر حالات خود اس کے اپنے لکھے ہوئے۔ آپ بیٹی میں جو سزا ہے وہ جگ بیٹی (تاریخ میں کہاں۔ مورخ ہزار بے لاگ ہو اور تحقیق، تلاش میں سر مارے، آپ بیٹی کے لکھنے والے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بعض اوقات اس کے ایک بے ساختہ جملے سے وہ اسرار حل ہو جاتے ہیں جو مدتوں تاریخوں کی ورق گردانی کے بعد بھی میسر نہیں ہوتے۔ اگر ہر شخص جس نے دنیا دیکھی بھالی ہے اور کچھہ کیا بھی ہے اپنی بیٹی آپ لکھ چاہا کرے تو ادب کے خزانے میں یہ جواہرات انمول ہوں۔

(پ)

ذکر میر ایسا ہی اصول موافق ہے —

اردو میں شعرا کے تذکروں کی کچھہ کسی نہیں اور کونسا تذکرہ ہے جس نے میر صاحب کا ذکر نہ کیا ہو اور ان کی تعریف کے پل نہ باندھے ہوں مگر حالات کے نام سے وہی چند باتیں ہیں جن سے نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ تحقیق کی پواس بجھتی ہے۔ بعض ان میں سے میر صاحب کے ہم عصر اور جان پہچان والے بھی ہیں اور بعض ان کے معتقد بھی، لیکن وہ کلام کی تعریف کو حالات کی تحقیق پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال سے یہ ہے بھی صحیح؛ آدمی فارسی ہے کلام باغی ہے۔ مگر کلام کو آدمی سے جو تعلق ہے وہ کیونکر جدا ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ میر صاحب کے متعلق بہت سی سنی سنائی، ضلع، سلاط، درایتیں چلی آتی ہیں جن کے پڑھنے کی کوئی کسوٹی نہ تھی۔ اب ذکر میر کی بدولت بہت سی باتیں جو اندھیرے میں تھیں اُجالے میں آگئیں۔

جیسا کہ اُس زمانے میں راج تھا، میر صاحب نے یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ ان کا تذکرہ نکات الشعرا بھی فارسی ہی میں ہے، لیکن ذکر میر کی زبان زیادہ رنگین، شیریں اور فصیح ہے، کہیں کہیں مسجع اور مقفی ہو گئی ہے مگر سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے۔ جگہ جگہ اپنے والد اور دوسرے بزرگوں کے قول یا ان کی پند و موعظہ یا گفتگو جو سراسر حقانیت اور اخلاق سے منسوب ہے ایسی پاکیزہ زبان میں اور ایسے موثر طریقے سے بیان کی ہے کہ کتاب میں خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔

میر صاحب کو (جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا) لڑکپن ہی میں یتیمی کا داغ سہلنا پڑا اور ظالم پیمت انہیں وطن سے دلی تہیج لایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت غلیہ کے اقتدار کا اقتاب گہنا رہا تھا، اور عقل و ہمت اور اخلاق و استقلال اہل ملک سے رخصت ہو چکے تھے۔

تعمیر، اگرچہ ہذاہوستان کی جہاز اور سلطنت مغلیہ کی راج دہانی

( ج )

تھی مگر ہر طرف سے آفات کا نشانہ تھی۔ اس کی حالت اس صورت کی سی تھی جو بیوہ تو نہیں پر بھواؤں سے کہیں دکھیاری ہے۔ اوالعزم تیمور اور باہر کی اولاد اُن کے مشہور آفاق نصرت پر بے جان تصویر کی طرح دھری تھی؛ اقبال جواب دے چکا تھا ' ادباز و انحطاط کے سامان ہوچکے تھے اور سیاہ زر زوال گردو پیدھر سنڈ لارھا تھا؛ بادشاہ سلامت دست نگر اور امیر امراض محل اور پریشان تھے۔ سب سے اول نادر شاہ کا حملہ ہوا حملہ کیا تھا خدا کا قہر تھا۔ نادر کی بے پناہ تلوار اور اس کے سپاہیوں کی ہوس ناک غارت گری نے دلی کو نوچ کھسوت کے ویران و برباد کر دیا تھا۔ ابھی یہ کچھ سنہینے ہی پائی تھی کہ چند سال بعد احمد شاہ درانی کی چڑھائی ہوئی؛ پھر مرہٹوں، جاٹوں، دھلموں نے وہ اودھم مچائی کہ دہی سہی بات بھی جاتی رہی۔ غرض ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، طوائف الملوک اور ایتھری کا منظر نظر آتا تھا۔ یہ حالات میر صاحب نے اپنی آنکھوں دیکھے اور دیکھے ہی نہیں؛ اُن کے چر کے سے اور ان انقلابات کی بدولت نا کام شاعر کی قسمت کی طرح تھوکریں کھاتے پھرے۔ یہ دلی کے اقبال کی شہم تھی جس کی سحراب تک طلوع نہیں ہوئی۔

میر صاحب نے اُن تباہیوں اور بربادیوں اور آپس کی خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں کے منظر اپنی آنکھوں دیکھے، ان میں شریک رہے، ان کے زخم کھائے اور پھر انہوں اپنی اس آپ بیتی میں ایسے پر درد الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آنکھوں کے سامنے اپنے اعمال کا نقشہ پھر جاتا ہے۔ میر صاحب نے ان تمام واقعات اور حالات کو بڑی صحت اور خوبی سے لکھا ہے اور اس زمانے کی تاریخ کے لئے یہ کتاب بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ بعض مقامات پر وہ سورج کی حیثیت سے راسے بھی دیتے ہیں۔ مثلاً پائی پت کی آخری جنگ میں مرہٹوں کے طریقہ جنگ کے متعلق فرماتا ہے میں "حقیقت ہر دو لشکر اُنکے اگے دکھنیاں بجنگ کریا کہ

طور قدیم آٹھا ہون سی جنگیدند ، اغلب کہ غالب می گردید ند ۔  
 ہم اس جگہ تاریخی حالات و واقعات پر کچھ لکھنا نہیں  
 چاہتے ، جن لوگوں کو مغلیہ سلطنت کے آخری ایام کی تاریخ کا  
 شوق ہے ان کے لئے یہ حصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ یہاں ہم  
 صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کتاب سے ہمیں میر صاحب  
 کی زندگی کے متعلق کیا کیا نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور  
 کون کون سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں ۔

۱۔ آپ حیات میں فیز گلزار ابراہیمی میں میر صاحب کے  
 والد کا نام میر عبداللہ لکھا ہے ۔ میر صاحب اس کتاب میں  
 ہر جگہ میر علی متقی لکھتے ہیں اور کہیں ایک مقام پر بھی  
 میر عبداللہ نہیں آیا ۔ والد کی عادات و خصائل ، اشغال و  
 افکار ، اخلاق و اطوار کو بڑی خوبی سے لکھا ہے اور سب کچھ  
 بے کم و کاست بیان کر دیا ہے ۔ چنانچہ ان کا ذکر کرتے کرتے لکھتے  
 ہوں ” جوان صالحے عاشق پوشہ ہوں ، دل گرمی داشت ،  
 بخطاب علی متقی امتیاز یافت “ ۔ اس جملے میں خطاب کے  
 لفظ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اصلی نام کچھ اور ہو ۔  
 ساری کتاب میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ سوائے اس کے  
 ان کا کوئی اور نام بھی تھا جہاں کہیں انہوں نے والد کا ذکر کیا ہے تو  
 علی متقی یا درویش کے نام سے کیا ہے ۔ سید امان اللہ میر صاحب کے  
 والد کے مرید خاص تھے ۔ اور گھر بار چھوڑ کر مرشد ہی کے قدموں میں  
 آ پڑے تھے ۔ میر صاحب کے بچپن کا زمانہ انہیں کے پاس گزرا ،  
 وہ انہیں ہر جگہ عم بزرگوار لکھتے ہیں ۔ وہ ایک درویش سے  
 ملنے جاتے ہیں ، میر صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں ۔ درویش  
 پوچھتا ہے کہ یہ کس کا لڑکا ہے ۔ سید امان اللہ جواب دیتے ہیں  
 ” فرزند علی متقی “ ۔ اس طرح باپ کے مرنے کے بعد جب  
 پہلی بار دلی گئے اور خواجہ محمد باسط نے انہیں نواب  
 نصائب الدولہ امیرالامرا کے ہاں پھنس کیا اور امیرالامرا نے  
 دریافت کیا کہ یہ کس کا لڑکا ہے تو وہاں بھی یہی نام پٹایا

اور وہ فوراً پہچان گئے۔ اُن کے والد کا ایک پیر بہائی ایک مدت کے بعد اُن سے ملنے آقا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ کیسا آنا ہوا تو وہ کہتا ہے کہ پیر میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے ”... اما یکبار بخوردن تو باعلی متقی ضرور“۔ غرض اُن کے والد کا نام کتاب میں بارہا آیا ہے، میر صاحب کی زبان سے ہو یا کسی دوسرے کی زبان سے، لیکن ہر جگہ علی متقی ہی لکھا ہے۔ اس سے وثوق ہوتا ہے کہ اصلی نام یہی تھا —

۲۔ بعض لوگوں نے اُن کی سیادت میں بھی شبہ کیا ہے جس کا ذکر آب حیات میں مذکور ہے۔ آزاد نے یہ قصہ تذکرہ شورش (قلام حسین) سے نقل کیا ہے جس نے سب سے پہلے یہ افتوا باندھا ہے۔ لیکن میر صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر اپنے والد کے نام کے ساتھ ”میر“ کا لفظ لکھا ہے اور اپنے والد اور دوسروں کی زبانی ایذا نام بھی میر محسن تقی لکھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے کہ جب انہوں نے میر تخلص کیا تو اُن کے والد نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو، ایک دن خواہ مخواہ سید ہو جاؤ گے۔ والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی، اس وقت نہ شعر کہتے تھے اور نہ شعر گوئی کا خیال تھا۔ شعر کا ذوق دلی میں آکر پیدا ہوا۔ یہیں انہوں نے تحصیل علم کی، یہیں شعر کہنا سیکھا اور یہیں اُن کے کلام کو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی اور آخر دم تک دلی ہی کو یاد کرتے رہے —

۳۔ یہ ممکن نہیں کہ میر صاحب کا ذکر ہو اور خان آرزو (سراج الدین علی خان) کا نام نہ آئے۔ خان آرزو فارسی کے بڑے اُستاد اور محقق اور شاعر تھے، کبھی کبھی ریختے میں بھی کچھ کہتے آتے تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ میر صاحب پہلی بڑی سے تھے اور جب وہ مر گئے تو اُن کے والد نے خان آرزو کی مشیرانہ سے شادی کی، لیکن میر صاحب کے بہان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بہائی خان آرزو کے حقیقی بہانچے تھے اور میر صاحب

اور ان کے چھوٹے بھائی موسیٰ بیوی سے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ میر علی متقی کی پہلی بیوی خان آرزو کی بہن تھیں۔ یہ حال اس میں شک نہیں کہ خان آرزو مرہو صاحب کے سوتیلے ماسوں ہوتے ہوں۔ تمام تذکروں میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے بابا کے مرنے کے بعد خان آرزو ہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انہیں کے فیضِ قربت سے علمی استعداد اور شاعری کا ذوق حاصل کیا۔ جب میر صاحب کا تذکرہ نکات الشعر \* چھپ کر شایع ہوا تو اس بیان پر تصدیق کی مہر لگا گئی۔ اس کتاب میں میر صاحب نے خان آرزو کا بڑے ادب سے ذکر کیا ہے اور ان کے کمال اور سخن فہمی کی بے حد تعریف کی ہے اور مرزا معز (فطرت) موسیٰ خان کے حال میں انہیں "استاد و پھر و مرشد بندہ" لکھا ہے۔ ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آزاد کا یہ قول نہایت ناگوار گزرتا ہے کہ "خان صاحب حلفی مذہب تھے میر صاحب شیعہ" اس پر نازک مزاجی غضب! غرض کسی مسئلے پر بگڑ کر الگ ہو گئے۔" قیاس یہی ہوا کہ یہ بھی آزاد کا ایک چٹکلا ہے جو حسبِ عادت لطف داستان اور رنگینیء بہان کی خاطر لکھے گئے ہیں۔ لیکن جب یہ کتاب (ذکر میر) ہماری نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ آزاد بڑی پتہ کی بات لکھے گئے ہیں۔ میر صاحب خان آرزو کے دل آزار برتاؤ اور بے مروتی کے نہایت شاکہ ہیں۔ ایک تو لڑکپن اور ناتجربہ کاری، دوسرے یتیمی کا تازہ تازہ داغ، پھر غریب الوطنی اور بے روزگاری، اس پر بے مروت بھائی اور سنگ دل ماسوں کا یہ سلوک، میر صاحب کی زندگی قلمخ ہو گئی۔ غیور تو وہ بچپن ہی سے تھے، جیسا کہ خود ان کے والد نے اس کا اعتراف کیا ہے، ان کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ نوبت جنوں تک پہنچ گئی۔

\* یہ تذکرہ انجمن ترقی اردو کی طرف سے شایع ہو چکا ہے

+ آبِ حیات، تذکرہ میر

+ دیکھو صفحہ ۹۰۔



اب قابل غور یہ ہے کہ میر صاحب کے ان در بیانات میں اس قدر تفاوت اور تضاد کہوں ہے حالانکہ نکات الشعرا بھی دہلی ہی میں لکھا گیا اور ذکر میر بھی وہیں شروع کی اور سوائے آخر کے کچھ اوراق کے ( جس کی صراحت آگے چل کر کی جائے گی ) ساری کتاب وہیں لکھی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تذکرہ میر صاحب کے خیال میں ایک ایسی چیز تھی جو مقبول ہونے والی تھی اور چونکہ اس قسم کا یہ پہلا تذکرہ تھا ( جیسا کہ میر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے ) اس لئے یقین تھا کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے اور ہرکس و ناکس کے ہاتھ میں جائے گا، انہوں نے اس ناگوار اور بدنما ذاتی اور خانگی قضیے کو چھوڑنا مصلحت نہ سمجھا اور تقاضے قدرت نے یہی مناسب خیال کیا کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے، لیکن جب وہ آپ بیٹی لکھنے بیٹھے تو رہا نہ گیا، ساری رام کہانی کہہ سنائی۔ اور سچ بھی ہے وہ آپ بیٹی ہی کو جس میں بری بھلی جو کچھ بھی گزری ہو صاف صاف نہ لکھ دی جائے، اب وہ واردات قلب ہو یا حالات و واقعات، آپے ہوں یا دوسرے کے، جو کچھ آنکھوں نے دیکھا یا دل پر گزرا سب ہی لکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب کبھی دوسرے ہاتھوں میں جائے گی یا مقبول ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے، آج تک یہ کتاب گمنامی میں رہی، یہ محض اتفاق ہے کہ آج اس کی اشاعت کا موقع نکل آیا ورنہ جہاں اور بہت سے جواہر پارے خاکا میں مل گئے یہ بھی کھڑے مگڑوں یا کسی عطار کی پیڑوں کی نظر ہو جاتی۔

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور چلا آتا ہے، خان آرزو میر صاحب کے استاد تھے صحیح نہیں ہے۔ ہاں وہ اتنی بات کے تصور وار ضرور ہوں کہ دوبارہ جب دہلی آئے تو ساموں ہی کے ہاں آگے تھیرے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ” یعنی چندے پیش از ماہم بکتایے چند از بازار شہر خواندم“ اس کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم کے حال لکھا ہے کہ کیونکہ اتفاق سے راستے میں میر جعفر سے ملے،

ہوی اور اُن سے فارسی پڑھنی شروع کی، اتفاق سے جب وہ اپنے وطن  
 پٹنہ چلے گئے تو میر سعادت علی سے جو امروزہ کے بادشاہ تھے،  
 ملاقات ہوئی، انہوں نے میر صاحب کو ریختہ میں شعر سوزوں کرنے  
 کی ترغیب دی اور اس وقت سے ان کی شعر گوئی کی پڑیاں پڑی۔  
 میر صاحب نے بھی ایسی جان توڑ کے محکمت کی اور وہ مشق  
 بہم پہنچائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اُن کی شہرت سارے شہر میں  
 پھیل گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ  
 شاعر پیدا ہوئے تھے۔

۴۔ میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے کا حال بھی عجیب تھانگ سے  
 بہانہ کیا گیا ہے اور آزاد نے تمک سوچ لگا کر اُسے ایک افسانہ بنا  
 دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آزاد کے سحر نگار قلم نے اس  
 وقت اور موقع کی اور میر صاحب کی قطع وضع اور ان کی  
 بے کسی اور استغنا کی ایسی سچی تصویر کھینچی ہے کہ ڈراما کا  
 لطف آجانا ہے اور آنکھوں کے سامنے عبرت کا نقشہ پھر جانا ہے۔  
 لیکن لکھنؤ پہنچ کر سارے میں اُتونا، مشاعرے میں جانا، اُن کی  
 پرانی وضع پر اہل مشاعرہ کا ہنسنا اور شمع سامنے آنے پر غزل  
 میں حسب حال فی البدیہہ اشعار کا پڑھنا حقیقت سے بعید ہے۔  
 یہ صحیح ہے کہ دلی اُچڑ گئی تھی، قدردان اُٹھ گئے تھے، اہل  
 کمال کس میرسی کی حالت میں تھے اور اُن کا ٹھکانا صرف ایک  
 ہی رہ گیا تھا یعنی لکھنؤ کا نوابی دربار جو اُس وقت بہار پر  
 تھا۔ زمانے کے ہاتھوں تلگ آکر ہر بنا کمال قدردانی کا بھوکا اپنے  
 عزیز وطن سے منہ موڑ کر وہیں جا پہنچتا تھا۔ میر صاحب  
 اگرچہ دلی میں تلگ حال اور شکستہ دل تھے مگر بڑے  
 شیور تھے۔ وہ بعض اور لوگوں کی طرح درسوں پر بار ہونا یا  
 احتیاج لے کر پہنچتا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے تھے۔  
 جس طرح شجاع الدولہ نے ازراہ قدردانی مرزا سواد کو  
 دلی سے بلا بھیجا تھا اسی طرح آصف الدولہ نے نواب سراج الملک  
 کو فریاد آواز دے کر بھیجا۔ میر صاحب کو لکھنؤ بلا یا۔ لکھنؤ پہنچ

یو اب سالانہ جنگ کے ہاں گئے جو اُن کے حال پر پہلے ہی سے سہریان تھے ، انہوں نے فوراً بندگان عالیٰ کی خدمت میں اطلاع کی - چار پانچ روز بعد بندگان عالیٰ سرخوں کی لڑائی کے لئے تشریف لائے میر صاحب بھی وہاں تھے - محض فراست سے سمجھ گئے کہ میر صاحب ہیں ، نہایت لطف و عنایت سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ نشست کے مقام پر لے گئے - اپنے شعر میر صاحب کو مخاطب کر کے سناے اور پھر میر صاحب سے کلام سنانے کی فرمائش کی - مگر میر صاحب نے اپنی غزل کے صرف دو چار ہی شعر سناے - اس سے ظاہر ہے کہ میر صاحب فقہروں کی طرح لکھنؤ نہیں گئے جیسا کہ آزاد نے بیان کیا ہے بلکہ عزت سے بلائے گئے اور آخر دم تک اسی عزت سے رہے -

۵ - میر صاحب کی بددماغی اور نازک مزاجی کو بھی بڑے سبب سے بیان کیا گیا ہے ، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ نازک مزاج ضرور تھے ، اس کا راز اُن کی ابتدائی تربیت اور پرورش اور بعد کے حالات میں ہے - میر صاحب کے والد بڑے پائے کے درویش تھے - لوگ اُن کے قدم لیتے اور ہاتھ چومتے تھے ، بڑے بڑے لوگ ان کے منگے کی تمنا کرتے تھے - ایسے حالات میں درویش دماغ دار نہ ہو تو ممکن ہے ، لیکن صاحبزادے کے دماغ کا کیا پوچھنا وہ تو آسمان ہی پر ہوتا ہے - سوداگرانِ الٰہ جو اُن کے والد کے سرپرست خاص تھے ، میر صاحب انہیں چھٹا کہتے تھے - سید صاحب نے انہیں بڑے چاؤ چوچلے سے پالا - یہ شب و روز انہیں کے پاس رہتے ، انہیں کے ساتھ کہا نے انہیں کے ساتھ سوتے ، جب کبھی کسی درویش سے منگے جاتے تو میر صاحب کو ساتھ لیتے جاتے اور یہ اُن کی ملاقاتوں اور صحبتوں میں حاضر رہتے - اُن کے والد کی خدمت میں بھی اکثر درویش اور صوفی حاضر ہوتے ، یہ چپکے چپکے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہتے تھے - انہوں نے اس کتاب میں جو اپنے والد کی نسلین اور دوسرے درویشوں کی باتیں اور اقوال لکھے ہیں وہ سب درویشی میں

تو بے ہوئے ہیں۔ یہہوں سے اُن میں غمورت ، استغنا ، قضاوت اور بے نیازی کی شان پیدا ہونے لگی تھی۔ ابھی دس گیارہ ہی برس کی عمر تھی کہ دھری پتیمی دیکھنی پڑتی ، ایک تو چچا جو باپ سے زیادہ ناز بردار تھا داغ مفارقت دے گیا ، دوسرے اُسی سال باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھر عزیز واقارب کی طوطا چشتی خصوصاً بھائی کی بے سروتی اور ماموں کی بدسلوکی اور دل آزاری ، اس پر پسر و سامانی اور پریشانی ، ان سب پر مزید ملک و حکومت کی ناگفتہ بہ حالت ، جہاں آئے دن نئے نئے انقلابات اور دلخراش واقعات ، خانہ جنگیاں اور ہربادیاں برپا رہتی تھیں۔ ان سب نے اُن کے دل پر ایسے چر کے ڈیئے کہ تن بدن کا ایک ایک تار بلبل اُٹھا۔ اسی نے اُن کے کلام میں فصاحت کے ساتھ وہ سوز و گداز اور درد پیدا کر دیا جو اُن کے بعد آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

آزاد نے خان آرزو سے ناچاقی کی وجہ میر صاحب کی نازک مزاجی ہی قرار دی ہے اگرچہ اُس کے تسلیم کرنے میں کسی قدر تامل ہوتا ہے ، تاہم دوسرے واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نازک مزاج ضرور تھے۔ مثلاً سادات خان ذوالفقار جنگ بخشی کے ہاں ملازم ہیں ، ایک روز خان موصوف شب ساہ سوں مہتابی پر بیٹھے تھے اور قوال کا لڑکا ان کے سامنے بیٹھا کچھہ گارھا تھا ، اقلے میں میر صاحب پہنچے ، خان نے کہا میر صاحب اسے اپنے رینختے کے دوچار شعر بتا دیجئے تو یہ اپنے طور پر درست کر کے گا لے گا۔ میر صاحب نے کسی قہر ترش ہو کر کہا کہ سچھے سے یہ نہیں ہو سکتا ، تو اُس نے اپنے سر کی قسم دی اور خوشامد کی تو میر صاحب نے چار و ناچار چند شعر اُسے یاد کرا دیئے لیکن یہ بات انہیں ایسی ناگوار گذری کہ اُس کے بعد سے خان صاحب کے ہاں جانا چھوڑ دیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ خان موصوف نے بہت مدت سماجت کی مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ مگر اس شخص کی صورت کو دیکھئے کہ اُس نے اس کا کچھہ خیال نہ کیا

( ک )

اور محض میر صاحب کی خاطر سے اُن کے بیٹائی میر معتمد رخصتی کو اپنے پاس سے گھوڑا لے کر نوکر رکھ لیا۔ راجہ جنگل کشور جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وکیل ہنگالہ تھے اور بڑے امیر آدمی تھے، شوق اور قدر دانسی سے میر صاحب کو گھر سے اٹھا کر اپنے ہاں لے جاتے ہیں اور اپنے شعر اصلاح کے لئے پیش کرتے ہیں مگر میر صاحب اس کے کلام کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے اور سب پر خط لکھ بیچ دیتے ہیں۔ راجہ ناگر مل جو میر صاحب کا بڑا دردان تھا اس کی رفاقت محض اس وجہ سے چھوڑ دی کہ جو معاہدہ وہ اس کے اہم سے بادشاہی امرا سے کر کے آئے تھے اس پر اس نے عمل نہ کیا۔ بادشاہ بڑے اشتیاق سے بار بار بلاتے ہیں مگر یہ نہیں جاتے۔ غرض میر صاحب کو اپنی وضع کا بڑا پاس تھا اور ابتدائی تربیت اور فقر و فاقے نے وضع داری کے ساتھ نازک مزاجی بھی پیدا کر دی تھی۔

۶۔ اس کتاب میں بعض مقامات ایسے آتے ہیں کہ ان کے پڑھنے کے بعد اُن کی بعض نظموں کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب اُن کے سوتیلے ماموں خان آرزو نے اپنے بھانجے (میر صاحب کے بڑے بیٹائی) کے اشتعال سے انہیں طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور اُن کی خصوصیت اور دل آزاری اور بدسلوکی حد سے بڑھ گئی تو اس بے کسی اور بے نوالی کے عالم میں اُن کے قلب پر اس کا بڑا صدمہ ہوا اور بہت ہی دل شکستہ اور دل گرفتہ رہنے لگے۔ اس غم و فصے کی حالت میں ان پر ایک چٹون کی سی حالت طاری ہو گئی اور انہیں چاند میں ایک عجیب صورت نظر آنے لگی، اس رزم کے ساتھ وحشت و دیوانگی بڑھنے لگی اور حالت نازک ہو گئی۔ اس تمام کیفیت کو میر صاحب نے بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد آپ اُن کی مثنوی ”خواب و خیال“ پڑھئے تو اس واردات کی سچی تصویر اور اس خواب کی پوری تعبیر نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض خواب و خیال نہیں بلکہ ایک

( ل )

واقعہ تھا جو اُن کے سایوس اور حزیں دل پر گزرا تھا —  
اس منڈوی کے شروع میں اپنی پریشانی حالی کا ذکر کیا  
ہے کہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیگانے ہو گئے ، یاروں نے بے وفائی  
کی - اور عزیز و اقربا نے بے بروقی - ناچار وطن چھوڑنا پوا  
اور یہ پہلا وقت تھا جو گھر سے قدم باہر نکالا —

چٹا اکبر آباد سے جس گھڑی  
درو بام پر چشم حسرت پڑی  
کہ ترک وطن پہلے کیوں کر کروں  
مگر ہر قدم دل کو پتھر کروں  
اب دلی پہنچتے ہیں —

پس از قطع رہ لے دلی میں بغمت  
بہت کپیٹتے ہاں میں نے آزار سخت  
جگر چور گردوں سے خون ہو گیا  
سجھتے رکتے رکتے جنوں ہو گیا  
اب اس کے بعد یہ جنوں کی کیفیت بیان کی جو  
عجب و شریب ہے —

میر صاحب کو دو بار کاماں جانا پڑا اور دونوں بار پریشان  
حالی اُن کے ہمرکاب تھی - پہلی بار ، جب دیکھا شہر کی حالت  
دھنیے کے قابل نہیں رہی تو راجہ ( نائبرمل ) سے اجازت چاہی  
کہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جاؤں ، یہاں رہنے  
کی تاج نہیں - راجہ نے اپنی صلاحیت سے اجازت دی -  
میر صاحب نوکل علی اللہ نواحیوں کے ساتھ چل کھڑے  
ہوے اور بہ ہزار پریشانی کاماں پہنچے - یہ ذیحصہ کی  
آخری تاریخ تھی - عشرہ وہیں بسر کیا اور عاشورے کے روز  
وہاں سے آگے چلے - دوسری بار جب راجہ جاتوں کے ہاتھوں  
سے تنگ آکر اپنے تمام متوسلوں کے ساتھ قلعے سے نکل کر  
نوج کرتے ہوئے کاماں پہنچتے ہیں تو میر صاحب بھی بے سبب  
ملازمت اس قافلے کے ساتھ تھے - یہ عالم بھی پریشانی کا تھا

اور غالباً اسی حالت میں انہوں نے ایک شخص کو ٹکھایا ہے :

زمانے کی شکایت مڑوں فرماتے ہیں —

کا ما سے قلعہ کام آٹھایا مڑے قڈیوں

دلی میں پیدا نہ پھرایا مڑے قڈیوں

ہم چشموں کی نظر سے گرایا مڑے قڈیوں

حاصل کہ پوس سرسہ بڈایا مڑے قڈیوں

مڑوں مشمت خاکا منجہ سے اسے اس قدر خیار

تلاش معاش مڑوں جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے متعلق

کٹی بند لکھے ہوں ، ایک یہ ہے —

جانا جہاں نہ تھا مجھے ، سو بار واں گیا

ضعف قوی سے دست بدیوار واں گیا

محتاج ہو کے ناں کا طلب گار واں گیا

چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار واں گیا

اس جان نا توں پہ کیا صبر اختیار

آگے چل کے کہتے ہیں —

حاجت مڑی روا دل پردوں نے نہ کی

تاثیر اشک سرخ و رخ زرد نے نہ کی

تدبیر ایک دم بھی دم سرو نے نہ کی

دل جوی سپری حیلہ کسی فرد نے نہ کی

طاقت دہی نہ دل میں ، گنا جان سے قرار

اور بند تو دو آخر کے ہیں جو میر صاحب کی حالت اور مزاج

کا سچا نقشہ ہیں —

ہاں سر ہمد خراب سے تشبیر کیا کروں

تشفیق کے حال کی تعبیر کیا کروں

خونہا ہوائے چشم کی تقریر کیا کروں

زردی رنگ پتھر کی تشکر یہ کیا کروں

آیا جمع مڑوں مڑوں مڑوں متوہشی بہار

حالت تو یہ کہ سبکو شہوں سے نہیں فراغ

دل سوزش درونی سے جیتتا ہے چون چو داغ

سویکہ تمام چاک ہے سارا چنگر ہے داغ

ہے نام مجلسوں میں سرا سر یہ داغ

از بسکہ یہ دعا فی نے پایا ہے اشتہار

اسی طرح سے شہر آشوب اور مستزاد ( جو دلی کے حال پر

لکھی ہے ) اور خاص کر جو نظم دیا کے نام سے ہے ان کا لطف

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آتا ہے - آخری نظم ( دنیا ) کے پڑھنے

کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے گویا اس کتاب کے آخری صفحے کے لفظ

لفظ کو نظم کر دیا ہے - غرض میر صاحب کے کلام کے سمجھنے اور

لطف حاصل کرنے میں بھی اس کتاب سے بہت کچھ

دھندلای ہوتی ہے -

۷ - ذکر میر میں جہاں اُس زمانے کی معاشرت اور حکومت

کے بہت سے واقعات ملتے ہیں وہاں ایک یہ بات بھی صاف نظر

آتی ہے کہ اُس زمانے میں ہندو مسلمان کی کوئی بکٹ ہی

نہ تھی - اُس سے بڑا بڑا کونسا زمانہ ہوگا جب کہ ملک میں

ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، لوٹ مار کی وبا پھیلی ہوئی تھی

اور دوال اور تنہا ط کا انتہائی وقت آگیا تھا، تاہم ہندو مسلمانوں کے

تعلقات آپس میں اسیے تھے جیسے بھائیوں بھائیوں میں ہوتے ہیں -

وہ لڑتے بھی تھے، ملتے بھی تھے، مگر اُس دوستی مقصدت اور

لڑائی بجزای میں مذہب و ملت کا کوئی امتیاز نہ تھا - یہ آفت

اُس زمانے کی لائی ہوئی تھی جس میں بدبختی سے دونوں

میتل ہوں؛ اس کا انجام سب سمجھے ہوئے ہیں مگر اپنے وہم کے

بہتوں لچار ہیں - خود میر صاحب کئی راجاؤں کے متوسل تھے،

اُن کی مروت اور اہمیت کا ذکر کس مقصدت اور عزت سے کرتے

ہیں - راجہ ناگر مل کی شرافت اور وضعاری دیکھئے، چانوں

کی چھوڑ دستی اور مردم آزادی سے آزردہ شوکر دلیرانہ قلعہ چھوڑ

باہر نکل کر جاتے ہوں تو اپنے ساتھ بیسی ہزار گھروں کو جو انہوں



(س)

کی وجہ سے آباد تھے اور اکثر اُن کے متوسل تھے اور جن میں  
ہندو مسلمان سب ہی تھے ، ساتھ لے کر جاتے ہیں ۔ یہ وقت  
خطرے سے خالی نہ تھا ، میر صاحب لکھتے ہیں ” راجہ نظر پر خدا  
کردہ اچھے لڑکے سردار پست بکار پردہ باغ دو پسر بچراعت تمام  
سوار شد و بیرون قلعہ آمد چنان ہمت باسداں عربا کماشت کہ  
ناموس نگرے ہم انجا نگراشت ۔ از لطف دادار بے شمال و بہ ہمن  
نیمت خوب در دو سہ روز مع این قافلہ گراں داخل کما گشت “ ۔  
اگرچہ ملک کی حالت بہت خراب و خستہ اور ابتر تھی ، عام و  
خاص ، نواب اور راجہ سب خود غرضی میں مبتلا اور ناواقفیت  
اندیشی میں گرفتار تھے ، مگر پرانی وضع دازیاں برابر چلی جا رہی  
تھیں ۔ بزم ہو یا رزم ، غم ہو یا شادی ، معاملات ہوں یا مطائبات  
اُن میں وہ تنگ دلی اور تعصب نہ تھا جس کا جلوہ ہمیں آج کل  
نظر آ رہا ہے ۔ بد اخلاقی اُن میں بھی نہیں ، بد معاملگی اُس وقت  
بھی نہیں ، غمخاری اور بے وفائی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا ، مگر  
وہ سہا عیب جسے مذہبی تعصب کہتے ہیں ، اس سے اُن کے  
سہنے پاک تھے ۔

18- میر صاحب بڑے مہذب اور بیا وضع شخص ہیں وہ کہیں  
مذہب کا ذکر یا بحث نہیں کرتے ، تاہم ضمناً بعض واقعات سے  
اُن کے مذہب اور مشرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے ۔ اپنے والد کے  
متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں ” روزے در خدمت شیخ سوال کرد کہ  
بندہ انچہ عقائد خود درست کردہ ام بند خدمت تالی و اشع اُست “  
اما در حق حاکم شام چہ فرمایند “ ۔ شیخ نے فرمایا ” کہونگا “  
کچھ مدت بعد سہ اندھیرے منکرہ خان خواجہ سرے شہنشاہی  
کی مسجد تشریف لائے ، میرے والد کے نوکر وضو کے لئے پاس  
لانے کو دوڑے ، والد خود تپے اور آفتاب تپے کر ہاتھ سہہ سہہ نے  
لگے ۔ فرما نے بگے ” اے تالی منشی میں عمر بڑھ کر بھی اُس کا زہ  
زبان پر نہیں لیا نہں “ اس کا تکرر کس زبان سے ادا کروں “ ۔  
والد کہتے تھے کہ اس کے بعد سے میں نے بھی اس کا زہ

” گیبھی نہیں لیا —

سبھان اللہ، کس خوبی اور حکمت سے تلتین کی ہے یہ بزرگ شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی، میر علی متقی کے پیر و مرشد تھے۔ اور میر علی متقی کا شیخ سے یہ کہنا کہ ”میر نے جیسا کہ آپ پر ظاہر ہے، اپنے عقائد درست کر لئے ہیں“ شیخ کے اثر کو ظاہر کرنا ہے۔ میر صاحب بھی آخر اسی باپ کے بیٹے تھے، ابتدا میں درویشوں میں تربیت پائی، خود درویش منس واقع ہوئے تھے، اسی لئے ان کا مشرب وسیع اور دل صاف تھا۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ جب میر صاحب سادات خاں ذوالفقار جنگ کے پاس تھے تو ایک لڑائی میں وہ بھی ساڑھ تھے، لڑائی قصبہ سامر کے پاس ہوئی جو اجمیر سے بیس کوس ہے۔ غرض ملہار راؤ کے بیچ میں پڑنے سے لڑائی موقوف ہوئی اور صلح صدای ہو گئی۔ میر صاحب نے اس موقع کو خدمت سمجھا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر جا پہنچے۔ اس ماجرے کو ان چند الفاظ میں بیان کرتے ہیں، ”من پس از صلح ہر اے حصول سعادت زیارت درگاہ فلک اشتباہ خواجہ بزرگ رفتم“ —

۹۔ میر صاحب کی وفات کا سال تو صحیح صحیح معلوم ہے، سنہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) میں انتقال ہوا، ناسخ نے تاریخ کہی ہے ”واویلا مرد شاعران“۔ لیکن پیدائش کا سال معلوم نہ ہونے سے ان کی عمر کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آزاد لکھتے ہیں کہ سو برس کی عمر پائی۔ مصحفی اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں ”عمرش تخمیناً قریب یہ ہشتاد است“۔ تذکرے کی تالیف کا سنہ ۱۲۰۹ھ، اس حساب سے تقریباً ۹۶ سال ہوتے ہیں۔ جبران نے ان کی عمر ۸۰ ہی برس لکھی ہے۔ اگرچہ میر صاحب نے اس کتاب میں اپنی پیدائش کا سنہ نہیں لکھا تاہم بعض حالات اور قرائن ایسے موجود ہیں جن سے ان کی عمر اور پیدائش کا تخمینہ معلوم ہو سکتا ہے —

جب سہ ماہی نئے نئے پڑھیں میر صاحب عم ہور گوار

(ت)

کر کے لکھتے ہیں) انتقال ہوا اور رنج و غم سے ان کی حالت بہت نڈھال ہوئی تو ان کے والد ان کو سمہجانے لگے، اس میں ایک یہ فقرہ بھی فرمایا ”کہ ماہ سن! نہ طفل حالہ، الحمد للہ کہ وہ سالہ“۔ اور اسی سال میر علی متقی کا بھی انتقال ہو گیا۔ گویا باپ کی وفات کے بعد ان کی عمر دس سال کی تھی یا زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی ہوگی۔ باپ کے مرجانے سے اس چھوٹی سی عمر میں فکر معاش ہوئی جس کی تلاش میں وہ اکبر آباد کے آس پاس بہت کچھ پھرے۔ جب مایوس ہوئے تو شاہ جہاں آباد کا قصد کیا۔ نواب سکنام الدولہ امیر الامرا نے ان کے باپ کے حقوق کا خیال کر کے مہر صاحب کا ایک روپیہ روز مقرر کر دیا اور یہ روزینہ نادر شاہ کے حملے تک ملتا رہا، اس جنگ میں نواب صاحب کے مارے جانے سے زندہ ہو گیا۔ نادر کا حملہ ۱۱۵۱ھ میں ہوا۔ اس کتاب کے اختتام پر میر صاحب نے اپنی عمر ساٹھ سال بتائی ہے اور کتاب کی تاریخ اس قطعہ سے نکالی ہے۔

مسمی با سسی شد اے با ہر

کہ ایں نسخہ گرد ہعالم سمر

ز تاریخ آکہ شری بیگساں

فزای عدد بسمت و ہفت ار ہراں

کتاب کا نام ”ذکر میر“ ہے جس کے عدد ۱۱۷۵ ہوئے

ہیں، اس میں ۲۷ ملاے تو ۱۱۹۷ھ سے۔ اس میں سے اکثر

ساتھ مذہب کئے تو ان کی پیدائش کا سال تقریباً ۱۱۰۷ھ

نکلتا ہے۔ اس حساب سے نادر کے حملے کے وقت ان کی

عمر کوئی پندرہ سال کی سمجھنی چاہئے۔ اس حادثے

کے بعد وہ پھر دہلی چلتے ہیں اور جنگ روز اپنے صاحبوں

خان آرزو کے سپرد ہوئے تھے۔ ایک مدت کے بعد جب

راجہ ناگرمیل کے ہمراہ اکبر آباد چائے کے اتھانے سے فر

کہتے ہوں کہ تیس سال بعد وطن میں آنا ہوا ، یعنی اس وقت اُن کی عمر ۱۳۵ ، ۱۳۶ برس کی ہوگی —

آب حیات میں لکھا ہے کہ میر صاحب نے دلی ۱۱۹۰ ھ میں چھوڑی لیکن کنشن ہند ( اور گلزار ابراہیم ) میں اُن کے لکھنؤ جانے کی تاریخ ۱۱۹۷ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اُس وقت سرزا محمد رفیع سودا اُس جہاں فانی سے عالم باقی کو سدھار چکے تھے ۔ سودا کا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ھ میں ہوا ۔ میر حسن اپنے تذکرے میں میر صاحب کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہوں کہ اُس وقت وہ دلی ہی میں ہیں ۔ حسن کے تذکرہ کا سنہ قالیف ۱۱۹۳ ھ ہے ۔ عرض لطف ہی کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب لکھنؤ سنہ ۱۱۹۷ ھ میں پہنچے ۔ اس حساب سے میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے اور ذکر میر کے ختم ہونے کا ایک ہی سال ہونا ہے اور اُس وقت اُن کی عمر ساٹھ تھی ۔ اب اگر سنہ پیدائش ۱۱۳۷ ھ اور سنہ وفات ۱۲۲۵ ھ ہو تو میر صاحب کی عمر تقریباً ۸۹ برس ہوتی ہے ، بہر حال ۹۰ سے زائد کسی حال میں نہیں اور مہری راے میں یہی صحیح بھی ہے —

۱۰ . ذکر میر ایک نادر الوجود کتاب ہے ۔ ہماری زبان میں ایک نہیں بیسویں تذکرے شعراً کے لکھے گئے ہوں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر کسی تذکرے میں اس کتاب کا نام نہیں ۔ آزاد نے بہت تفصیل سے میر صاحب کے کلام اور تصنیفات کی فہرست دی ہے مگر ذکر میر کا ذکر اس میں بھی نہیں ۔ سوائے ڈاکٹر سپرنگر کے کہ اس نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں ۔ یہ متضد اتفاق ہے کہ یہ کتاب خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب بانڈی مسلم ہائی اسکول اتارہ کے ہاتھ لگا گئی اور اُن کی عنایت سے ہمیں ٹیکھٹی نصیب ہوئی اور اُس کے نکلنے غرت کا سوتل سنہ ۱۳۰۰ میں مولوی صاحب کے اِس لطف و کرم

کا بیحد مستون ہوں۔ یہ نسخہ بہت صاف اور اچھا لکھا ہوا ہے۔ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۸ ع) کی ہے یعنی میرزا صاحب کی زندگی ہی میں لکھا گیا اور کیا تعجب ہے کہ انہوں نے نسخے کی نقل ہو۔ کہیں کہیں مشکل الفاظ اور مستورات کے معنی بھی دئے ہیں جو ہم نے بجز سہ چھاپ دئے ہیں، البتہ مضامین کے عنوان اس میں نہیں تھے یہ ہم نے اضافہ کئے ہیں۔ جب پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اور ہنٹل کالج لاہور کو، جو علم و ادب کا خاص ذوق رکھتے تھے، یہ معلوم ہوا کہ میرزا آزاد اس کتاب کے شایع کرنے کا ہے تو انہوں نے مجھے فوراً لکھا کہ ایک نسخہ اس کا میرے پاس بھی ہے، کہو تو بھیج دوں، چنانچہ انہوں نے میرے لکھنے پر اپنا نسخہ، مجھے مستعار ہدایت فرمایا جس کا میں بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے کتاب کا چھپنا روک دیا اور اتارے کے نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا اس سے بعض بعض جگہ بہت مفاد ملی۔ پروفیسر صاحب کا نسخہ ایسا اچھا لکھا ہوا نہیں ہے جیسا اتارے کا ہے اور ناقص بھی ہے یعنی ایک چوتھائی سے زائد کم ہے۔ معلوم ہونا ہے کہ آخری حصہ میرزا صاحب نے بعد میں بڑھایا ہے، چنانچہ لکھنؤ خانے کا حال لاہور کے نسخے میں مطلق نہیں۔ جہاں کہیں ان دو نسخوں کی عبارت میں اختلاف تھا، اس اختلاف کو ہم نے حاشیے میں (ن) کا نشان کر کے لکھ دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں میرزا صاحب نے کچھ لطیفے بھی جمع کرائے ہیں، بعض پرانے اور قابو پختی ہیں اور بعض خود ان کے زمانے کے ہیں اور یہ نفاذ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض ان میں سے ایسے فقرے ہیں کہ ان کے لکھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں، اس سے اس زمانے کا ذوق معلوم ہوتا ہے ورنہ میرزا صاحب کی تہذیب اور مہارت کا کیا کہنا ہے، اس وجہ سے نیز اس لئے کہ یہ ایک شہر متعلق چیز تھی ہم نے یہ لطیفے اس کتاب سے خارج کر دیئے ہیں۔

(د)

اُس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایک بات کی حسرت رہ جاتی ہے کہ میر صاحب نے اپنے زمانے کی شعر شاعری، مشاعروں اور ہم عصر شعرا کا مطلق تذکرہ نہیں کیا، حالانکہ اُس وقت اُردو شاعری کا دلی مہن خوب چرچا تھا، خود بادشاہ شاعر اور شاعروں کے قدر دان تھے۔ اُس کے علاوہ خواجہ میر درد، میر سوز، سودا، میر حسن، میر اثر اور اور بہت سے نامور شاعر وہاں موجود تھے۔ خود میر صاحب اپنے تذکرے نکات الشعرا میں لکھتے ہیں کہ مجلس ریختہ خواجہ صاحب کے ہاں ہر مہینے ہوتی تھی بعد ازاں اُن کے ایما سے میر صاحب کے ہاں ہر مہینے کی پنڈر ہوئی کو ہونے لگی۔ حیرت ہے کہ میر صاحب نے بھول کر بھی اُس کا کہیں اشارہ نہیں کیا یا تو اسے میر صاحب کا ضبط سمجھنا چاہئے یا یہ کہ یہ چیزیں انہوں نے نکات الشعرا کے لئے اٹھا رکھی تھیں۔ جو کچھ بھی ہو مگر یہ بات ہے ہرے تعجب کی کہ آپ بیتمی مہن اسی چوڑ کا ذکر نہ آئے جو میر صاحب کا سب سے بڑا کمال ہے اور جس سے اُن کو بقاے دوام ہے۔

عبدالحق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد | حمد بے حد مر سخندورے را کہ یکے بیت یکتائی او  
 | بعالم نوید\* و قنای لاتعد صنعت کرے را کہ گوهر  
 معنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ  
 سخن را جلوہ بر+ زبان میدهد†، تعلیم کرے کہ ہر فرد عاجز  
 سخن را زبان میدهد، خالقے کہ خلق عالم را فوژد، صنایعے کہ  
 خاک را آدمی سازد، دارنده کہ بے اطف او نگاہداشتن " خود  
 معال است، نگارنده؟ کہ صورت نویسی ○ او کرا سجاں است۔  
 علیہ کہ در احاطہ علم او ہر مرکب و بسیط این جااست کہ  
 "ان اللہ علیٰ کل شیء معیط"۔ حکیمے کہ دائے رازہاست، قدیمے  
 کہ ہستی او را سزااست۔ رازقے کہ نان دہد، مالکے کہ جان دہد۔  
 وحیمے کہ عذر گذہگار فیوشد، کریمے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔  
 شمس یک ذرۃ از ظہور او قہر یک شمعہ از نور او۔ چیزے  
 فیست کہ بے ذر او کفی، غرض کہ "اللہ نور السموات و الارض"۔  
 ناز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد، ہر کہ سرفرود می آرد  
 نومید نہیگذاارد۔ آفرینندۃ کہ چہا آفرید، و بینندۃ کہ

\* اے مشہور شد | اے زبان دادن و تعلیم کردن  
 † یعنی یاد می دهد | (ن) و (ن) داشتن  
 (ن) یہ فقرہ نہیں ہے ○ نقل نویسی

فہانک ہونے کس دیکھ۔ ہر چند چرخ کج رفتار ہا من کج باز انا چشم  
دارم کہ روے مرا بر خاک نیندازد۔\* زبانے فیست کہ نام او ازو  
نہی آید؛ جاتے فی کہ نغہٴ وصف او نہی سراید۔ خدیویریکہ از  
دل ہونہ کس خبر دارد؛ بصیریکہ ہمد را در نظر دارد۔ فیازے  
باید کہ گلہاے ناز او چیند؛ چنہے شاید کہ تازے کاری او بیند۔  
فردیکہ بفرک نیت موصوف؛ احدیکہ بوحدانیت معروف۔ رفیعے  
کہ بدرگاہ ارماک فروں سہیجے کہ الحاج ہر عاجزے شنود۔  
قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک برنگارد؛  
مگر او خود را خود ستاید و از عہدہ کہالات خود بر آید۔

فی + الذمت = درود نا معدون بر فصیحے کہ گویے  
نعت | فصاحت از میان بود؛ و تحیيات نا معدون بر بلایجے کہ  
بخدا رسید؛ و بخود نسیپرد۔ شاہے کہ از سر تا پا قدر و  
جلال است؛ ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است۔ پیشوائے کہ  
بے اقتدایے او کارے نوپیکشاید؛ رهنمائے کہ بے رہنوائی او  
راہے نہی نماید۔ امیریکہ فرمان او بجان و دل پذیریم؛ و  
دستگیرے کہ ادر دست دہد؛ دنبال او گیریم۔ صبیحے کہ  
صباحت او روشنگر آئینہٴ عالم؛ مایحے کہ ملاحمت او نمک رخسارہ  
آدم۔ نگارے کہ خاک زیر پایے او بہاے جانے بہارے کہ سایہ  
رو عام سبز او جہانے۔ یاری گویے کہ چشم معشریان بر شفاعت  
او؛ فی فی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ صلے آندہ علیہ و آلہ

\* روے بر خاک انداختن۔ مذمت نکردن + (ن) 'فی'  
نہیں ہے۔ آ بخود کردن معرود شدن (ن) پہلا فقرہ  
دوسرا فقرہ ہے اور دوسرا فقرہ پہلا ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**حمد** | حمد بیحد مر سخزورے را کہ یکتہ بیت یکتائی او  
 بعالم نوید و تذائے لاتعد صنعت گریے را کہ گوهر  
 معنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ  
 سخن را جلوہ برآ زبان میدہد\* تعلیم گریے کہ ہر فرد عاجز  
 سخن را زبان میدہد۔ خالقے کہ خلق عالم را فوژد۔ پانعمے کہ  
 خاک را آدمی سازد، دارفدہ کہ بے لطف او نگاہداشتن خود  
 محال است، فکر فدہ ۴ کہ صورت نویسی ۵ او کرا مجال است۔  
 علیہ کہ در احاطہ علم او ہر مرکب و بسیط این جااست کہ  
 ”ان اللہ علی کل شیء محیط“۔ حکیمے کہ دانائے را ژہاست قدیمے  
 کہ ہستی او را سزااست۔ رازقے کہ نان دہد۔ مالکے کہ جان دہد۔  
 رحیمے کہ عذر گذرگار فیوشد۔ کریمے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔  
 شمس یک ذرہ از ظہور او قہر یک شہ از نور او۔ چیزے  
 نیست کہ بے نور او کنی۔ غرض کہ ”اللہ نور السہوات و الارض“۔  
 فان او از بسکہ نیاز را دوست میدارد۔ ہر کہ سرفروں می آرد  
 فوسید نہیگن آرد۔ آفرینندہ کہ چہا آفرید۔ و بینندہ کہ

\* اے مشہور شد      اے زبان دادن و تعلیم کردن  
 ۴ یعنی یاد می دهد      ۵ ان و (ن) دانستن  
 ۶ (ن) یہ فترہ نہیں ہے      ۷ نقل نویسی

نہاں ہمہ کس نیک۔ ہر چند چرخ کج رفتار باسن کج باز آتا چشم  
 دارم کہ روے مرا بر خاک فیندازد\*۔ زبانے قیست کہ نام او ازو  
 نہی آید، جانے نی کہ نغمہ وصف او نہی سراید۔ خبیریکہ از  
 دل ہمہ کس خبر دارد، بصیریکہ ہمہ را در نظر دارد۔ نیازے  
 باید کہ گلہاے ناز او چینند، چشمے شاید کہ تازہ کاری او بینند۔  
 فرقیکہ بفرق نیت موصوف، احدیکہ بوحدانیت معروف۔ رفیعے  
 کہ بدرگاہ او ملک نرو، سہیعی کہ العجاج ہر عاجزے شنود۔  
 قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک بونگارند،  
 مگر او خود را خود ستاید و از عہدہ کہالات خرد بر آید۔

نعت | فی: المذمت = درود نامعدود بر فصیحے کہ گوے  
 فصاحت از میان بردے، و تعجبات نامعدود بر بلیغے کہ  
 بخدا رسیدے، و بخردن نسیپردے، شاہے کہ از سر تا پا قدر و  
 جلال است، ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است، پیشوائے کہ  
 بے اقتدائے از کارے نوپیکشاید، رہنمائے کہ بے رہ نہائی او  
 راہے نہی نہاید۔ امیریکہ فرمان او بجان و دل پذیریم، و  
 دستگیری کہ اگر دست دہد، دنبال او گیریم۔ صبیحے کہ  
 صباحت او روشنگر آئینہ عالم، ملیحے کہ صلاحیت او نمک و خسارہ  
 آدم، نکارے کہ خاک زیر پای از بہائے جانے بہارے کہ سایہ  
 رو عام سبز او جہانے، یاری کرے کہ چشم معشریان بر نفعاعت  
 او، نی نی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ صلی اللہ علیہ و آلہ

\* روے بر خاک انداختن = مذمت نمودن (ن) 'فی'  
 نہیں ہے، بخود کردن سے مغرور شدن (ن) پہلا فقرہ  
 دوسرا فقرہ ہے اور دوسرا فقرہ پہلا ہے۔

الطیہین اطہرین کہ ہر یکے امام المؤمنین و شفیع الہد امین  
است۔ بعد حمد خالق و دوزخ معبود کی موجودگی و درود نامحدود  
و ثنائے نامحدود پر ان صاحب مقام معبود۔

سبب تالیف ذکر میر  
میں گویا فقیر میر محمد تقی الہتخلص  
بہیر کہ دریں ایام بیکار بودم و در

گوشہ تنہائی بیچارہ احوال خود را متضمن حالات و سوانح  
روزگار و حکایات و نقلہا نگاشتہ و بنامہ خاتمہ این نسخہ  
موسوم بہ ذکر میر براہ طائف گزارشتم۔ امید از یاران زماں  
آنست کہ اگر بر خطایہ اطلاع یابند چشم عنایت بپوشند و در  
اصلاح بکوشند۔

بزرگان من با دار و دستہ خود از  
اور قیام دکن و اکبر آباد  
فا مساعادت ایام کہ صبح در این  
اوقات شام می نہاید از حجاز رخت

سفر ہر بستہ بسرحق دکن رسیدہ۔ ناکشید فیہا کشیدند  
و نا دید فیہا دیدند۔ از آنجا وارد احمد آباد گجرات گشتند۔  
بعضی فروکش کردہ □ از ہم گذشتند و بعضی ہمت بریں گماشتند  
کہ پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند۔ چنانچہ جد کلان  
من بہ مستقر خلافت △ اکبر آباد توطن اختیار کرد۔ این جا

(ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن)  
□ (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن)  
□ (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن) (ن)

از آب گردش بر بستر افتاد و جهان آب و گل را دعا گفت †۔  
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کبر ہبت برے بستہ  
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی † بہ فوجدارے  
 گرد اکبر آباد سر افزا گشت۔ آن میانہ میزیست، چون سن  
 شریفش بہ پنجاہ □ کشید، مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند  
 روز بتبرید △ پرداخت، ہنوز صحت کامل نشدہ بود کہ بگوالیار  
 رفت، بسبب حرکت عذیبی □ کہ در فقاہت سم است، بجا افتاد Q  
 و جامہ گذاشت۔ و او و پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ  
 نبود، جوان برد و حکایت او پس سر شد † —

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد، ترک  
 لباس کرد و پا بدامن کشید۔ تحصیل علم

ظاہر کہ ہے او ○ بعالم معنی رسیدن دشوار است، در خدمت  
 شاہ کلیم العہ اکبر آبادی کہ از گھل اولیایے آنجا بود، کرد۔ و  
 از ریاضت (۱) شاقہ ہے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید  
 تصدیح بیحد کشید، و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانقہ (۲)

- † بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا  
 † بیسار شد † ترک کردن (ن) اے وخصت کرد  
 † (ن) برد نہیں ہے † اے صعلت بسیار  
 □ (ن) سالگی △ (ن) بتدبیر □ دشوار  
 Q بجا افتادن و جامہ گذاشتن بمعنی مکت (قیام) کردن و مردن  
 † (ن) و نہیں ہے † یعنی فراموش شد  
 ○ (ن) آن (۱) ریاضات (۲) بمعنی حد معین

درویشی رسید ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحی عاشق پیشه بود، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت -

نقل است روزی در خدمت شیخ  
سوال کرد که بنده آنچه عقاید خود  
درست کرده ام، بخدمت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے  
گفتگو در باره یزید

است۔ اما در حق حاکم شام چه میفرمایند۔ فرمود "خواهم گفت۔"

بعد مدتی آخر شب که هنوز کابل صبح، پویشان نشده بود،

در مسجد محرم خان خواجه سرای شاهجهانی تشریف آورد،

غلامان پدر من رویدند، که برای وضوے شیخ آب بهم رسانند۔

پدر خود برخاست و آفتابه بدست گرفت۔ دست و دهن باب

کشیده، گفت که ای (علی متقی) نام او در مدت العهر

بوزبان من نیامده است، زبان ندارم که شکر این بجا آورم۔

پدرم میگفت العهد لته که ازان باز نام او من هم نگرفتم ام۔

روز و شب بباد الهی من پرداخت حق

باپ کی تلقین عشق

تعالی روت اورا بر خاک نینداخت۔

چون دماغش میرسید، میگفت که ای سر عشق بورز□:

عشق است که درین کارخانه متصرف است، اگر عشق نهی بود،

نظم گل صورت نهی بست، بے عشق زندگانی وصال است، دل باختہ

\* یعنی ضبط الامور : اے دست و رو دست (ن) کشید و

□ (ن) بوزبان : رسیدن دماغ بمعنی شگفتگی شدن

□ (ن) نوار

عشق بودن کھانست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم  
 هرچه هست، ظهور عشق است، آتش سوز عشق است، آب  
 وقتار عشق است، خاک قرار عشق است، باد اضطراب عشق  
 است، موت مستی عشق است، حیات هشیاری عشق است،  
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جمال  
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناه  
 بعد عشق است، بهشت شوق عشق است، دوزخ شوق عشق است۔  
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاهدیت و صدیقت و  
 خلوصیت و مشتاقیت و خلیت و حمیپیت برتر است۔  
 جمع بر آند که حرکت آسمانها حرکت عشقی است، یعنی  
 بمطلوب نمیرسند و سرگردانند :-

بے عشق نباید ہون، بے عشق نباید زیست

پیغمبر کدھانی، عشق پسرے دارن

روز حیران کار، □ شب زندقہ دار، اکثر روئے نیاز بر خاک،  
 مدام مست شوق، و دامن پاک، چہرہ نورانیش رونق افزای بزم  
 صبح خیزان، △ آفتابے بود، اما از سایۂ خود ہم گریزان۔  
 ہر گاہ بخون آمدے، گفتے: کہ اے پسر عالم ہذکامۂ بیش نیست،  
 باید کہ بدیں آستین بپوشانی و گود علائق بر دامن خود  
 نشانی۔ عشق الہی را پیشۂ خود کن، روزے دار پیش است،  
 اندیشۂ خود کن۔ ہر کد اہل است، میدانے کہ دنیا سہل است۔

\* (ن) موخر (ن) مقدم (ن) حالیت (ن) آسمانی

\* (ن) □ (ن) △ (ن) خیزان نہیں ہے

□ (ن) بریں

زندگانی وہی\* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسمان بستن است و در بند فسحت امل بودن مہتاب بگز پیہودن۱۔ انداز رفتنی ناری۲ بے خبر۳ آہ نشوی۴ فکر زانے بکن۵۔ تا حرج راہ نشوی۶۔ رو بکسے آر کہ عالم را آئیند او سیگویند۷ اختیار خود بکسے سپار کہ او را در خود سی جویند۸ اگرچہ مقصود حاصل است۹ اما طلب شرط است۱۰ ہر چند ہبہ اوست۱۱ لیکن ادب شرط است۱۲۔ (نکتہ) معیت حق با خالق۱۳ چون معیت روح است با جسم۱۴ ترا بے او وجودے نہ۱۵ و اورا بے تو نہونے نہ۱۶۔ عالم پیش از ظہور عین او بود و بعد از ظہور او عین عالم است :-

[مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما نہی توان کہ اشارت بدو کنند]

دار، پیش، II درویش پرستے، شکستہ	پادپا کی سیرت اور ان کے نصائح
دلے، مشتاق شکستے، نیاز مند	
عجیبے، در وطن غریبے، وسیع المشرب	

فقیر کامل۱۷ چون آب در ہر رنگ شامل۔ ہر گاہ مرا در بغل کشیدے۱۸ و بنظر آن شہقت رفتگ کاغی مرا بے دیدے۱۹ گتھے کہ اے سرمایہ جان ایر چہ آئیسے۲۰ است کہ در دلت فہانست۲۱

\* (ن) ونسی پیش کار دیسودہ کردن (ن) اے پیہودہ  
 I (ن) بزآن بکس یعنی ہلاک نشوی (ن) اے  
 تلگ شدن در راہ (ن) نکتہ (ن) کند  
 II (ن) درویش و درویش ہر (ن) و (ن) ہرنگ  
 R (ن) من (ن) آتس

و چه سوزیست که ترا با جان است من خلدت میگردم او  
میگریست؛ قدر نشد اختم تا میزنیست - مردے بود؛ بهال خودی \*  
کسے را بار دوشے نشدے -

یکے بعد از نماز اشراق روعے توجه بہن آورد و مرا سرگرم بازی  
یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت  
از تربیت خود غافل مشو؛ درین راه نشیب و فراز بسیار  
است؛ دیدہ دیدہ برو -

نشان پایے تو فرد حساب زندگیت

قدم شہرہ درین کہند خاک دان بردار

این چه بازی است کہ اختیار کردے؛ و چه ذاہم وار یست کہ  
برخود شہوار ساختے - محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین  
رفتن او آسہانہا رفتے؛ آن باش کہ قریان ہر آن او دلہا و  
جانہا - تذلل لب دلے باش کہ ہمیشہ بہار است؛ آن سادے □ شو  
کہ یک پرکار است - و در آسہان دو رنگ درنگ ندارد  
بشتاب؛ فرصت غنیمت شہوار؛ و خود را در باب -

صورت متبرکش معنی مجسم در تمام عالم اجسام یک  
آدم مؤقرے کہ عذن اختیار از دست خود ندادے - متقمے کہ  
چشم نامحرہ بر دست و پائے △ فیفتان؛ اگر میدیدے میگفتے  
کہ شاید ماک و این عزیز) (سو از یک گریبان برآورده اند

\* یعنی محو حال (ن) اے وارفتہ حال خود

؛ (ن) 'بسیار' نہیں ہے (ن) 'خود' نہیں ہے

؛ (ن) اے والد و عاشق □ (ن) اے شمار △ (ن) او

؛ کذاہے از انصاف



الطیبین اظاہرین کہ ہر ایکے امام الہرؤمتین و شفیع الہد نہیں  
 است، بعد حمد خالق ودون، معہون کلی موجود، و درود نامعدود  
 و ثناء نامعدود، بران صاحب مقام معہود۔

سبب تالیف ذکر میر | میگوید فقیر میر محمد تقی الہتخلص  
 بہیر کہ دریں ایام بیکار ہوں و در

گوشہ تنہائی پیار، احوال خود را متضمن حالات و سوانح  
 روزگار و حکایات و نقلہا نگاشتم و بنام خاتمہ این نسخہ  
 مرسوم بہ "ذکر میر" بر طائف گزاشتم۔ امید از یاران زمان  
 آنست کہ اگر بر خطای اطلاع یابند، چشم عنایت بپوشند و در  
 اصلاح بکوشند۔

بزرگان من بنا دار و دستہ خود از  
 نا مساعدت ایام کہ صبح در این  
 اوقات شام می نماید، از حجاز رخت

بزرگان میر کہ زود ہند  
 اور قیام کن و اکبر آباد

سفر بر دستہ سرحد نکون رسیدند، نا کشید تیرہا کشیدند  
 و نا دید تیرہا دیدند۔ از آنجا وارن احمد آباد کجرات گشتند۔  
 بعضے فروکش کردہ □ از ہم گذشتند و بعضے ہمت بریں گماشتند  
 کہ پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند۔ چنانچہ جد کلان  
 من بہ مستقر خلافت △ اکبر آباد توطن اختیار کرد این جا

۴ (ن) را نہیں ہے (ن) بہ قوم و قبیلہ  
 ۵ (ن) از نہیں ہے (ن) رسید □ (ن) شد  
 □ توقف نمودن و فرود آمدن (ن) الخلافت

از آب گردش\* بر بستر افتاد، و جهان آب و گل را دعا گشت†۔  
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کھر همت بری بسته  
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی‡ به فوجداری  
 گردن اکبر آباد سر افرازی گشت۔ آدمیانه میزیست، چون سن  
 شریفش به پنجاه □ کشید، مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند  
 روز بتبیرید Δ پرداخت، هفوز صحت کامل نشده بود کہ بگوالیار  
 رفت، بسبب حرکت عنیفی ¶ کہ در نقاھت سم است، بجا افتاد Q  
 و جامہ گذاشت۔ و ج او دو پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ  
 نبود، جوان مرد و حکایت او پس سرشد | —

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد، ترک  
 لباس کرد و پا بدامن کشید۔ تحصیل علم  
 ظاہر کہ ہے او ○ بعالم معنی رسیدن دشوار است۔ در خدمت  
 شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی کہ از گھل اولیائے آفجا بود، کرد۔ و  
 از ریاضت ⊕ حاقہ ہے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید  
 تصدیق بیحد کشید، و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانہ ¶

\* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا  
 † بیمار شد ترک کردن (ن) اے رخصت کرد  
 ‡ (ن) ہر نہیں ہے \* اے محنت بسیار  
 □ (ن) سالگی Δ (ن) بتدبیر ⊕ دشوار  
 Q بجا افتادن و جامہ گذاشتن یعنی محنت (قیام) کردن و مردن  
 ¶ (ن) و نہیں ہے † یعنی فراموش شد  
 ○ (ن) آن (ن) ریاضت (ن) بمعنی حد معین

دارویشے رسید ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحی عاشق پیشہ بود، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت ۔

فقل است روزے در خدمت شیخ  
سوال کرد کہ بندہ آنچه عقاید خود  
درست کردہ ام، بخدمت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے  
گفتگو در بارہ یزید

است۔ اما در حق حاکم شام چہ میفرمایند۔ فرمود "خواہم گفت۔"  
بعد مدتی آخر شب کہ هنوز کاکل صبح \* پریشان نشدہ بود،  
در مسجد محرم خان خواجہ سرای شاہجہانی تشریف آورد،  
غلامان پدر من دویدند، کہ برای وضوے شیخ آب بہم رسانند۔  
پدر خود برخاست و آفتابہ بدست گرفت۔ دست و دهن باب  
کشیدہ + گفت کہ اے (علی متقی) نام او در مدت العمر  
بوزبان + من نیامدہ است، زبان ندارم کہ شکر این بجا آر۔  
پدرم میگفت الحمد للہ کہ ازاں باز نام او من ہم نگرفته ام۔

روز و شب بیاد الہی من پرداخت حق  
تعالیٰ روے اورا برخاک فینداخت۔

باپ کی تلقین عشق

چون دماغش میرسید؟ میگفت کہ اے پسر عشق بورز□:  
عشق است کہ درین کارخانہ متصرف است، اگر عشق نہی بود،  
نظم دل صورت نہی بست۔ بے عشق زندگانی وصال است، دل باختہ

\* یعنی ضبط الاسود اے دست و روشست (ن) کشید و

□ (ن) بوزبان □ رسیدن دماغ یعنی شکستہ شدن

□ (ن) نواز

عشق بودن کمالست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم  
 هرچه هست، ظہور عشق است، آتش سوز عشق است، آب  
 رفتار عشق است، خاک قرار عشق است، باد اضطراب عشق  
 است، موت مستی عشق است، حیات ہشیاری عشق است،  
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، سلام جمال  
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناہ  
 بعد عشق است، بہشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است۔  
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاہدیت و صدیقیت و  
 خلوصیت و شدائقیت و خلایت و حبیبیت برتر است۔  
 چہے بر آفتد کہ حرکت آسمانہا حرکت عشقی است، یعنی  
 بمطلوب نمیرسند و سرگردانند۔

بے عشق نباید بود، بے عشق نباید زیست

پیغمبر کذشانی، عشق پسرے دارد

روز حیران کار، □ شب زندہ دار، اکثر روئے فیاض بر خاک،  
 مدام مست شوق، و دامن پاک، چہرہ نورانیش رونق افزای ہزم  
 صبح خیوان، △ آفتابے بود، اما از سایۂ خود ہم گریزان۔  
 ہرگاہ بخود آمدے، گفتے: کہ اے پسر شام ہنگامہ پیش زیست،  
 باید کہ بدیں، || آستین بیفشانی و گرد علائق بر دامن خود  
 قشانی۔ عشق الہی را ہمیشہ خود کن، روزے در پیش است،  
 اندیشہ خود کن۔ ہر کہ اہل است، میدانند کہ دنیا سہل است۔

\* (ن) موخر، (ن) مقدم، (ن) حالیت، (ن) آسانی

□ (ن) و، △ (ن) خیوان، نہیں ہ

|| (ن) بریں

زندگانی وہی\* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسہان  
 بستن است و در بند فسحت امل بودن بہتاپ بگز  
 پیہودن۔ انداز رفتنی داری، بے خبر، اہ نشوی، فکر  
 زائدے بکن، تا حرج راہ نشوی\*۔ رو بکسی آر کہ عالم را  
 آئینہ او میگوبیند۔ اختیار خود بکسی سپار کہ او را در خود  
 می جویند، اگرچہ مقصود حاصل است، اما طلب شرط است،  
 ہر چند ہمد اوست، لیکن ادب شرط است۔ (نکتہ) معیت حق  
 با حلق، چون معیت روح است با جسم، ترا بے او وجودے نہ  
 و اورا بے تو نمودے نہ۔ عالم پیش از ظہور عین او بود  
 و بعد از ظہور او عین عالم است :-

□ مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما فی توان کہ اشارت بدو کنند △

ذریعہ پیش، لا ذریعہ پرستی، شکستہ	یاپ کی سیرت اور ان کے نصائح
دلے سر مستان شکستے، فیماز مند	
عجیبے در وطن غریبے، وسیع المشرب	

فقیر کاسل، چون آب در ہر رنگ شامل۔ ہر گاہ مرا در بغل  
 کشیدے، و بنظر شہقت رنگا کاھی سوار دیدے، گفتے کہ  
 اے سرمایۂ جان این چہ تیشے ہے است کہ در دلت نہانست۔

\* (ن) اوشمی ہوس      کار دہمہ د کربن      (ن) اے بہبودہ

ن (ن) بزادے بکسی      پہننی ہڈک نشوی      (ن) اے

ننگ شدن در راہ      ان نکتہ      △ (ن) کند

لا ان ذریعہ و ہر وہل      (ن) و      (ن) بزرگ

ر (ن) میں      (ن) انس

و چه سوزیست که ترا با جان است - من خذک میگردم او  
میگریست: قدر نشناختم تا میزیست - مردے بود، بحال خودی\*  
کسے را باروشے نشدے۔

یکے بعد از نماز اشراق روے توجه بہن آورد و مرا سرگرم بازی  
یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت  
از قربیت خود غافل مشو: درین راہ نشیب و فراز بسیار  
است، دیدہ دیدہ برو :-

نشان پایے تو فرد حساب زندگیست

قدم شہرہ درین کہنہ خاک دان بردار

این چه بازی است کہ اختیار کردہ و چه ناہمواریست کہ  
برخود ہموار ساختہ - محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین  
رفتن او آسہانہا رفتہ آن باش کہ قربان ہر آن او دلہا و  
جانہا - عندایم لمے باش کہ ہمیشہ بہار است: آن سادہ □ شو  
کہ یک پرکار است - و در آسہان دو رنگ درنگ فدا رہ  
بشتاب: فرصت غنیمت شہار و خود را در یاب -

صورت متبرکش - معنی مجسم: در تمام عالم اجسام یک  
آدم مؤقرے کہ عذبان اختیار از دست خود فدا رہ - متقیے کہ  
چشم فاسحرم بر دست و پایے Δ فیفقدان: اگر میدیدے میگفتے  
کہ شاید ماک (این عزیز) سر از یک گریبان بر آوردہ اند

\* یعنی محو حال (ن) اے وارفتہ حال خود

□ (ن) 'بسیار' تریوں ہے (ن) 'خود' نہیں ہے

□ (ن) اے غبار Δ (ن) او

(ن) اے والد و عائق

(ن) کفایہ از اتحاد

و رفتگان ہم پائے استقامت باین خوبی کم-فشارده آمده  
باخلاق سنجیده، متصف باوصات حمیدہ، طبعش مشکل  
جانش درد مند، مژگان نم، حال درهم —

فعلت ست یک را ز سرکن پر  
بخانه در آمد، کهنه دانه و نشسته  
برد؛ ذات اے داه امر؛ ز بسیار گرسند  
ام، طاقت صبر فدازم ادر پارک فانی

لاهور کا جانا اور ایک  
ریاکار درویش کی  
ملاقات

بہم رسد زندہ سچانم - او گفت فعدن اسباب است - ہا ز گفت  
گرسند ام - داه برخاستہ رفت ؛ ز بدال آرد ز روغن آرد تا  
فان بیژن - ان بار بے طاقتی بسیار کرد، داه بے دماغ شد  
و گفت کہ صاحب این فقیر است، ان جا ناز را دلی فیست -  
گفت اے داه تو با دل جمع فان بیژن من برائے دیدن درویش  
بہ لاهور میروم ⊠ رسالیکہ از گریہ شبش لکڈ ابرترے شدہ  
بود، برداشت و پا براہ گذاشت - چون داه دید بے سزا Δ شد  
میروک دویدہ ⊙ و گریہ کنان در دامن آویخت ہیچ فائدہ نکرد،  
ناچار آجے بر آئینہ ریخت ⊡ - ہر جا کہ فروں می آمد رواقیت  
خدائے کریم کار میگرد - بعد از چاندے بد لاهور رسید و آن درویش  
ریاکار را دید، بر کنار رود خانہ کہ بہ "راوی" شہرت دارد  
نشستہ می ماند و عالیوی را باب میرافندہ: بنام خفشان نمود

\* (ن) 'اند' نہیں ہے + (ن) ہر + مضطرب  
⊠ ماما (ن) اے سزا ⊠ (ن) و ملاقات کردہ می تہم  
Δ (ن) اے دماغ ⊙ (ن) دویدہ ⊡ آجے بر آئینہ ریختن و حسرت  
از قید شکن یعنی روندہ رود و نیاید ⊙ یعنی فریب می داد

مشہور بود۔ چند الفاظ زبان دری بر زبان داشت، نا فہم  
چند کہ نہی فہمیدند پیش او خط بہ بینی میکشیدند۔ گفت  
کہ من تائید دین معہد علیہ الصلوٰۃ والسلام میکنم، بے حقیقتان  
مرا مغوی میدانند۔ پدرم بر آشفت و گفت کہ اے بے تہ دین  
پیدمہر ما محتاج تائید ہرچو توے نیست، فہمیدہ بگو کہ اینجا  
شمشیر در میان است، مبادا کہ کشتہ شوی۔ آخر در اول ملاقات  
صحبت بے سزہ \* شد۔ بتوش روی تہاسی از آنجا برخاستہ در  
تکیہ فقیرے شب گزرائید۔ چون صبح سفید شد آن سیدہ گلیم از  
در معذرت در آمد۔ پدر من گفت کہ حالا سوئے ندارن، دیروز  
سفید گفتم ام + اسروز سفید تر خواہم گفت۔ چون پردہ از  
روس کار برخاست بے لطف است، برو سر خود گیر، نشوون کہ  
بدھن ہا افتی †۔ ہر چند از عرق خجالت تر آمد، اما بسیار از  
آب بد پر آمد۔ وقتیکہ آن † مجلس بے لطف بر شکست —  
دفعہٴ این عزیز بار سفرے کہ فداشت  
توکلت علی اللہ بر بست و در عرصہ  
د د وازدہ Δ روز از کروراہ

شہاجہان آباد دہلی  
میں آفا

شہاجہان آباد دہلی رسید و بذنہ قہرالہین خان پسر  
شیخ عبدالعزیز عزت کہ دیوان صوبہ بود و قرابت قریبہ فداشت

\* (ن) قروتی (بے سزہ) † بے پردہ گفتم ام

‡ بدھن افتادہ رسوا سی شوہ † یعنی شرمندہ شد

(ن) خجالت † (ن) صحبت بے سزہ پاشیدہ شد و

( ) یعنی تمام شد Δ (ن) 'دوازدہ' نہیں ہے

○ یعنی واہ



رحل اقامت انداخت. عزیزان شهر هجوم آوردند و باعث قتل تمام آب بدستش ریختند. آن مرد را که شراب عشق از هوش برده بود، اگر نشستی بے خود نشستی و اگر برخاستی چون مست سر انداز برخواستی، مستانه و بیخودانه حرف سر کردی، دم جاسرؤش آتش شوق بر کردی. † بسیارے دست ارادت بدست او دادند، اکثرے بتذییر نگاهش از پا افتادند، غسانہ رضوے او از کھال رسوخ میگریفتند و بہ بیهاران شهر میدادند، هر که میخورد بہ می شد. از بس گریستی، گریه اش در گلو گریه گشتی، نالہ کہ از دانش سر بر زدے. از آسھان کوشتی. آوازہ در افتاد کہ درویشے باین حالت وارد شهر است. امرا التھاس ملاقات نمودند قبول نکرد کہ من فقیر و شہا امیر، میان من و شہا نسبت نہی گنجد. امیرالاسرا صمصام الدواد نظر بر حقوق سابق باز آغاز کرد کہ مرا از دیارت دیدار محروم نباید گذاشت، اگر از اطف اشارہ رود این رو سیاہ داخل صحبت رؤسایمان شود. تبسھے کرد و گفت برائے ملاقات مناسبت شرط است، امید کہ معذور داری و بحال خودم را دنداری. چون از کثرت خلق تنگ شد، دل شبی؟ برخواست، و بعد از نواز تہجد از شهر بدر زد. هر چند در تلاشش نفس سوختند، اما بگرد او فرسیدند، و نقش پائیکہ نشان از و دیدند. (المصنفہ)

\* کفایہ از خدمت کردن † یعنی مشغول نمودن  
 † (ن) بہرہ نہیں ہے ‡ نصف شب ؟ (ن) نالہ

بیابان کار کے گہرے فاک تنگ

کہ عیسیٰ از سر سوزن\* برون شد

در دو سد روز بہ بیابانہ کہ سہ + منزلے اکبر آباد شہریست  
قدیم و آبادی شرفاست، غریبانه وارد شد، و بیگسانہ بر در  
مسجدے نشست --

(حکایت) سید پسرے، لالہ رخسارے،  
خوش پر کارے، † بنظر در آمد، چشمے  
چرائندے و از جذبے (کاماش بسوے  
خرد کشید، تغیرے در احوال آن

باپ کی نظر حقیقت  
اثر کا ایک نوجوان  
پر اثر خاص

غیبت پری راہ یافت، چون پریہارا † بے ہوش افتاد، و سر  
در پای این دیوانہ رہ نہاد۔ عزیزان فرہیدند کہ حال پسر  
نہ آہ دگر دُونست، از تاثر نظر دروش جگر خون است۔  
گفتند کہ ”رحمے بر حال این جوان کن۔“ ہم آہے طلبید و  
دعاے برو ہمید۔ چون آب از کلو فرو ریخت ♀، آن پسر  
بضرب آمد و معتقدانہ زافر زده ☒ گفت، ”اگر چندے مہمان  
من باشند و قدمے کہ بردارند، بر چشم نیاز مند گذارند، عین  
بندہ ترازیست؛ و گر نہ در عالمے کہ حضرت تشریف دارند،  
ناز پیش نہی رون، کہ آنجا بے نیاز یست۔“ فرمود کہ

\* از سر سوزن برون شدن کنایہ از داد مشکل گذار بآسانی رفتن

† سر + سید بر آمدہ جوان کی نما می کرد

(ن) جذب اے بمعنی دیوانہ (ن) آہ کہ، نہیں ہے

♀ (ن) رفت ☒ بمعنی دو دانو

”در عالم دوستی مضایقه ندارد - اما من \* بسریا نشسته ام +  
 فردا رفتنی در پیش دارم - حاضران گفتند ”ما تابع مزاجیم“  
 مبالغه کردن سوء ادبست، لیکن این قدر هست کہ اگر بخائنه  
 این پسر تشریف شریف ارزانی فرمایند، و چیزے تناول  
 نہایند، دور از عنایتے نخواهد بود“ -

چون پاس عزت اکابران آنجا منظور داشت، گفت ”قبول  
 است، اما خاطر فقیر گاہے شاد و گاہے ملول است، کسی متعرض  
 احوال نشود“ - گفتند ”چه یارا، و کرا گوارا، اگر خلایک مزاج  
 بہ ظہور آید، این سعادت بشقاوت گر آید“ - عرض کہ آن  
 جہاعت بخائنه پسر برد و این مرد ہم آنجا چیز خورد - اتفاقاً  
 همان شب شب + کہ خدائی او برد، پاره از شب گذشتہ، با  
 کہ خدایان شہر پیش آمد و گفت ”اگر حضرت ہم قدم رنجہ  
 فرمایند و رونق بزم عروسی فرمایند، موجب سر بلندیست“ -  
 گفتا ”مبارکست - اما افسوس کہ خدائی مانع خدا  
 پرستیست“ -

شادی کی مدامت | (فائدہ) اے عزیز ہمیدانی کہ لفظ  
 دامان، مرکب است از دام و کلمہ آد،

کہ فارسیان برائے نسبت آردی \* از عالم آباد و نوشاہی یعنی ہر  
 کہ کدخدای شد، گرفتار دام بلا شہد من مردے ام وارستہ، و چون

\* (ان) من نہیں ہے + آمادہ رفتنی + (ان) شب  
 نہیں ہے (ان) سی است (ان) سی آردہ

برق اڑان دامگہ جستہ، سرا باین کارها چہ کار؛ برو کہ آدم  
 درین امر ناچار است، بندہ نیز در ابتدای جوانی از شراب  
 عیش مست بودم، آخر غیر از خمار کہ رنجیست، حاصلی  
 ندیدم؛ چون خدای عزوجل ازین گرفتاری رها کنیم دان،  
 خود را بہسہارا دوختم و بسان شمع بر سر یک پا سوختم؛  
 اکنون تودہ خاکسترے بیش نیستم، دل کجا کہ ہوس انگیزد،  
 دماغ کوکہ فقیر بہر تہاشا برخیزد۔ ازین مشعلہا کہ شہواہ تو  
 اند، بوی قتیلہ می آید۔ تو کہ غزالے عجب است، کہ ہم  
 نہیں کنی، اگر فہم درستی داری، بکنہ این نکتہ برس کہ "الذہ  
 بس باقی ہوس"۔

الحاصل آن پسر بخانہ عروس در آمد  
 و این فقیر لاؤبالی از شہر ہر آمد۔  
 در مدت یک و نیم روز بہ اکبر آباد

نوجوان کی وارفتگی  
 اور بیوی سے بیزارگی

رسید، و با دل جمع در خانہ خرد وا کشید۔

(حکایت شوق) وقتی کہ آن جوان کل  
 رخسار و آن سروتہ رو رفتار، آگاہ شد،  
 کہ درویش دل آگاہ شد عروس را  
 بخاند آورد و آنجا آب ہم نخورد؛

سہو علی متقی کی تلاش  
 میں نوجوان کی  
 سرگردانی

یعنی ہمان دم اشک ریزان، افتان و خیزان، سر بصحرا فہاد و قدم  
 در تلاش او کشاد۔ ہر کرا در راہ میگذشتہ احوال درویش می پرسید،  
 گاہے این طرف، گاہے آن طرف می شدانت۔ یا سہزے کہ از و

دان؛ کہہ رنجیست، نہیں ہے، یعنی محکم، پہلے راہبر

نشان دهد، قیافت ناچار آھے از جگر برکشید و گفت اے خضر  
 راه چون من نابلدے رو نہاے تو ہر طرف سوگردانم، از طرفے  
 بر آ، از خاک بر گرفته باشی، اگر بدین افتادگی دستگیری  
 نہائی، گنجے یافته باشم، اگر در این خرابہ بہ نظر درائی،  
 جیبے کہ گل درو می افداختم، چاکست؛ سریکہ بر باش فاز  
 داشتیم، برو خاکست، رحمے کہ پائے رفتنم کوتاہی مہی کند،  
 لطفے کہ جز آوارگی کسی ہجراہی نہی کند، وقت است از لطف  
 بے پایان در یاب، حور شیدی، آخر بر ذرۂ خود بہ تاب، چہ واقع  
 شد کہ آسودگی از من رو بہتافت؛ چہ پیش آمد کہ آوارگی  
 مرا دریافت۔ (لمصنفہ ا)

سختت در کار خویش حیرانم

چہ بدن خورد من نوی دانم

چون گرد باد وحشت آمادہ ام، سگر از طاق دلت افتادہ  
 ام، ہر چند از کم پناے خود در آزارم، اما هنوز سر توج  
 میخارم؛ گر بدشتتم، آوارۂ را غم، ور بکم، سارم سنگداغم، رحسارم  
 کہ بر گل تر، قوا خوانی کردی، از تاب آفتاب تقسیدہ،  
 چشم کہ بر غزال سیاہی زدی، "قریب بہ سفیدی رسیدہ۔  
 تو آفتابی، و من سایۂ افتادہ، تو سوار دولتی، و من پا  
 پیادہ؛ از ہر غباری کہ بلند می شود، منتظر تو می باش؛  
 چون بچشم نہی آئی، ناچار از فائہ گلو میخراشم؛ تو تمام

\* یعنی فراموش شدہ ام . یعنی امید دارم . بمعنی

کفایت کردن " فتح کردی = یعنی امید کلان

اجزای یعنی کاملی، از حد شانلان چرا غافلۃً - فالہ می کشید  
 و راہے سیرفت، گاہے می ایستاد و گاہے سیرفت - کہ فناگاہ پیرے  
 از پس پشت رو نمود و زبان بہ لطف و نرمی کشود کہ  
 "اے جوان کرا میجوئی و اینہا چیست کہ می کوئی، علی متقی  
 در اکبر آباد است، برو دست پا چہ مشرے" - چون از مژدہ  
 بگزش او رسید، لے کہ در سیدہ قرار فہی گرفت، تسلی گردیدہ  
 قدم بہ آرمیدگی در راہ نہاد، لب بہ ادائے شکر الہی  
 کشاد -

شب در میان داخل شہر مذکور نہ  
 نشان جوین، نام پرسان، رسید و  
 بقدم پیوس مستعد + گشت - اشک

فوجران کا گروہ پہنچا کر  
 باریاب ہر فنا

شادی برخسارۃً او کہ رنگ مہتابی داشت، دوید، رنج نامی کامی  
 براحت حصول کامی کہ در خیالش قبول، انجامید - درویش جگر +  
 ریش، فظوے برجہائش کرد کہ ہمان نظر پاک صاحب کہانش  
 کرد: لطیفے فرمود، کہ بہ تہریر نہی کناجد، دادہی کرد، کہ بہ  
 گفتن راست نہی آید - سرش در کنار کشید، و از لطف بے اندازہ  
 پرسید کہ "اے میر امن اللہ! بسیار در آب و آتش؟  
 بودی، یعنی گرم و سرد زمانہ آزمودی، غم جدائی اقوان فخر و  
 خورد، خانہان من خانہان تو، من و غلامان ہبہ از آن تو، خلکی  
 کہ طرفہ دریائے جوی خوش بستہ، شادیکہ چون سرو دامن

\* یعنی مضطرب مسو - ان + مستعد + (ن) دل  
 † (ن) آنہی و آب

بالا زده برجسته باید که در جمع کنی، و دروازه را بر روی  
 خود کشی، چندی بخون فرو روی تا خدا را سوس خود کشی —  
 (فائده) بشنو که وقت دانهوا است،  
 و نکته ها در راه؛ جامه که عبارت از  
 جسم باشد، عاریتی است، لباس عاریت  
 را پاک باید داشت و جان را که اشارت

دنیا فانی اور جسم  
 فاپائدار ہے۔ اس پر  
 ارشاد مرشد

با تست، در بند این و آن نباید گذاشت (مصنفه)

پاس جان کن تن ندارد اعتبار

قالب خاکی مزارے پیش نیست

خود را معین و در خون تامل کن، نظر بر خدا دار و  
 توکل کن، فیاض بهرسان که نیاز دوام بکار نمی آید؛  
 گداخته شو که دل بیگداز کاری نمی کشاید۔ بخود سپردن \*  
 عیب است، کارها را بخدا سپار، و از خود زبون ترے را،  
 هم بدست کم بر مدار، ضرور بد نمود است؛ زینهار زینهار از و  
 رو بگردانی، مشق نیازے کن که بدل چسپیدنی بهرسانی تا  
 توانی هلاقی را بر گردن خود میند، بعبت خود را زیر این بار  
 میسند، دل از نقش غیر به پرداز، تا خانه را رفت و روپ نه کنی  
 قابل مہمان نشود، با موافق و نا موافق بساز تا آدم اخلاق پیدا  
 نه کند، انسان نشود۔ رفتگی۔ با همه کس کن که همین مذهب  
 درویش است؛ چون غریبان بسر بر، که رفتگی در پیش است؛  
 عالم درسگاہیست آنجا رسم دیر ماندن نیست؛ عالمیان

ماتمیان افد برائے تسلی ایشان دسے بایست؛ این دشت خوفناک  
 است؛ این جامار و مور\* بعضاً راه میروند، در فکر زاندره باش  
 که قافلہ ناگاہ میروند۔ خواہی کہ صحیح بر آئی، ازین بیمار  
 خافہ آب حکیمانہ بخور، طعام پرهیزانہ —

(نکتہ) فقیر آنست احتیاج بہ چیزے  
 کہ داشته باشد نداشته باشد، و غنی  
 آنکہ سہلکت عدم بغیر از خود

فقر اور غذا کا فوق  
 و امتیاز

گذاشته باشد؛ فقر بهامی افتد "البد غنی و انتم الفقراء"۔  
 بدانکہ درین چمن یک گل تر است اما بہ ہزار رنگ جلوہ گر  
 است؛ یعنی یکے است دلدار و جلوہ ہا بسیار۔

معشوق در حقیقت گر بنگری یکے است  
 ہر کس بہ جلوہ دل خود شاہ می کند

یکے را بہ بین و یکے را بدان  
 یکے را بجو و یکے را بخوان

دوئی کجاست ز نیرنگ احوالی بگذر  
 کہ یک نگاه میان دو چشم مشترکست

برو چیز بخور و بخواب، کہ از گرد راه رسیدہ، پا را  
 بفراغت دراز کن کہ محنت بے حد کشیدہ۔ یہ غلامی اشارت  
 کرد کہ باش نرم زیر سرش بگذار و خود را در ہیچ وقت  
 از خدمت او معاف نہارد —

\* کنایہ از جائے خطرناک + (ن) 'از' نہیں ہے  
 † (ن) 'باشد' نہیں ہے



حاصل کہ آن عزیز بفرغت دل می ماند  
و پدرم برادر عزیزش می خواند؛  
صبح و شام بخدمت درویش آمدے  
و کسب کمال کردے۔ یک لحظه از

ذوجوان کی تکمیل  
ریاضت و شہرت عروس  
نوکی دق میں وفات

مراعات خاطر او غافل نہی بود، ہر روز درے از مقامات  
درویشی بڑخش می کشود۔ بہ افدک مدت فقیر کامل شد، کارش  
بجائے کشید کہ اگر چشمک زدے، عجائبات نہودے و اگر  
آستین افشاندهے، کرامت ظاہر ہدے۔ آقران او چون، خبر  
یاقتند، مشتاقانہ از وطن شتافتند۔ ہمسرش برنج باریک\*  
مبتلا گشت و بعد از چندے ازین عالم در گذشت۔

القصہ آوازہ درویشی این مرد بلند شد، خلق برو گرد آمدند؛  
عزات گزید و در ملاقات مردم مصلحت ندید۔ چون سالے برین  
پگذشت، پدرم گفته فرستاد کہ اکنون در فیض بروے عالمیان  
باید کشاد۔ شام کہ از حجورہ خود بر آمد، بافد ازیکہ ملک تر آمد،  
درویش را سلام داد و در قدم افتاد، گفت اے سید عجب  
سکہ درست، سردی کہ سکہ بزر کردی، ہوس آدم را سگ  
روے یخ ☞ می نہاید، و نفس سرگن ☉ سر شیخ ☞۔ توسنگ  
قناعت بر شکم بستے و تہنا بر تہنا نکستی۔ ع  
این کار از تو آید و مردان چنین کنند

\* یعنی دق      ☞ یعنی وضع مضبوط      ☉ کار خوب  
سر انجام کردن      ☞ یعنی مضطرب      ☉ فتنہ      ☞ سرکش

من دران آیام هفت سائہ بودم با  
خوہم سائوس ساخت و در گریہانم  
انداخت، یعنی با مادر و پدرم  
نگذاشت و بفرزندہی خویشم برداشت؛

میر صاحب بعہر ہفت  
سالگی اور نوجوان کی  
رفاقت و سعبت

لہجہ از خود جدایم نہی کرد، و بناز و نعم سی پرورد۔ چنانچہ  
روز شب با او سی ماندم و قرآن شریف، بہ خدمت او  
سی خواندم —

(نقل) روزے برائے سیر جمعہ بازار رفتہ ہوں، نظرش  
بر پسر روشن فروشی اُفتاد، جوان چربے \* ہوں۔

دل از دست داد، پائے ثباتی کہ داشت  
از پیش رفت، یعنی تاب نہیاورد  
و از خویش رفت۔ چون روئے دل \*  
ازوندید، دست بدل، بر گردید۔ ہر چند

نوجوان کامل کی نظر  
معرفت اثر کا اثر ایک  
لڑکے پر

بہ ضبط خود سی پرداخت، اما دل بیتاب باونہی ساخت۔ دست  
بر دوش غلام داشتے تا قدم بر زمین گذاشتے۔ بدین سان راہ  
سی رفت، با خود سی گفت، اے عزیز! کسے این چنیں بد  
سی بازد کہ تو باختی، و خود را رسوائے کوچہ و بازار ساختی۔  
یا آن عنان ناری، یا این پے اختیارے! - حرکتے کہ تو کردی،  
از طفلی نشون، راہے کہ تو رفتی، کورے فروں۔ دل ہہچو چیزے  
نہوں کہ کسے تواضع طفل تہ بازار کند، دل تفتہ کسے شدی

\* دولت مند + یعنی التفات + یعنی بے قوار

(ن) بر دل نہادہ

کہ در آفتاب گرم • بیرون نیامده؛ وارفقہ + شخصے  
 گر دیدی کہ در پئے دل گاتے نرفته - این چشم گویاں تر شود،  
 گوئی کہ منتظر بود، همین کہ دید بدل چسپیدہ - و این دل  
 طپان تر گردن ہماذا کہ بہانہ می جست، ہمیں کہ دیدہ من  
 باشد، طپید - چشم را تا کے نگہ دارم، از دل تا کجا خبر دارم  
 در جوانی چشم نہ کشودم، اکنون پر افشانی نمودم (۱) اگر خون  
 راجع می کنم دل از طپیدن قیامت می انگیزد، وگر بضبط می  
 پردازم، اشک سیلاب سیلاب میریزد - حیوانم کہ چہ سازم و چہ  
 تدبیر فہایم، تا این گزہ سخت از کار خود کشایم، چارہ بجز  
 توجہ پیر (۲) نہی بینم، ہرچہ بادا باد، میروم و می نشینم -  
 بہمان حالت تباہی، در دیدہ اشک، و بر لب آہی، نزدیک بنہار  
 شام، دست بر دوش غلام، در صحبت درویش آمد - حاضران  
 برائے او جا کشادند (۳) - اشارت کرد، تادار صدر مجلسش جا دادند -  
 گفت کہ اے برادر کجا بودی؟ امروز دیر تر رومے نمودی؟  
 عرض کرد کہ برائے سیر جمعہ بازار رفتہ بودم، فرمود مگر نہ  
 شنیدہ بودی (مصنفہ)

مستہند عشق میداند کہ سونامی کند

دیدن طفلان تہ بازار رسوا می کند

برو، از تاریکدان خود تا ہشت شبانہ روز بیرون میا، و سر  
 این داستان زینہار مکشا - حق تعالی کریم است، شاید کہ اورا

• از خانہ + یعنی عاشق + یعنی علاقہ پیدا کرد

۱) تقلید جوانان کردن (۲) (ن) درویش (۳) یعنی تعظیم کردند

بیارک و ترا عزیز نگهدارد —

<p>اتفاق چنین افتاد که هنوز یک هفته نشده بود که شامگه آن ماه دو هفته از منزل خود برآمد و بے تاب بر دکان</p>	<p>لڑکے کی بیتابی و سراسیمگی</p>
---	--------------------------------------

فشست. پا دکانے استاد ہوں، پرسید چه حال داری کہ اسشب برنگ دیگر بنظر می آئی، و بیقرار تومی نہائی؟ گفت حالتی کہ می کشم، نہی تو انم بر زبان آورد، اساترا آشنا میدانم، اگر بانو گفته شود مضایقه ندارد. امروز روز ششم است کہ درویشے ازین راه می گذشت، چشمش بر عنائی من افتاد، ساعتی بخود فرو رفته باستان، من کہ پیش خود برپا بودم، ملتفت نشدم، ناچار دم سرد، از دل گرم بر آورد و رفت. حالیا صورت او از نظرم نہیرون، و خیالش از خاطر من معدو نہی شود؛ اگر بیدارم شوقش نہی گذارد و گر در خوابم چشم بر نہی ندارد. چه سازم و دل را بچه پردا زم؟ نامش از کہ پرسم، نشافش از کہ جویم، رہ را بکجا بوم، غم را بکہ گویم؟ گفت، آن درویشے است قام بر آورده، مردے است بخود نسپرد، خلقے بر آستانش رو نہاده، عالمے دست ارادت باور داده، برادر خورد علی متقی کہ مشہور آفاق است و در زیر این سقف منقش طاق. آستانے او کہ خاکش تبرک میبرند بیرون شهر پناہ متصل عیدگاہ است، ہمراہ من بیا و از بند غم برآ، عرضکہ آن مرد

کم بغل جو انرا بحضرت پدرم آورد - حقیقت حال شنیدہ گفت  
 کہ آخر عشق بے پروا حیف + بے پروائی گرفت - ایہا بغلامے کرد  
 کہ بروہ و با برادر عزیز بگوید کہ بیبا، مطلوب تو ترا  
 می جوید - ہر گاہ این اشارت مع البشارات بان جگر خستہ  
 در بروے خود بستہ رسید، دست افشان و پائے کوبان از  
 کلبہ احزان بیرون دوید - نخستین سر نیاز را بیباے بوس  
 پیر بر افراخت - آن گاہ دست شوق در بغل جوان افداخت، یعنی  
 بکام دل در بر کشید و آن نعل مراد را بہرک خود دید - پیر  
 ہر دو را دست بسر کرد تا بطور خود بنشستند - چوں صحبت  
 در گیر شد و سر حرف وا، درویش گفت کہ اے جوان رعنا! من  
 فقیر ام و دل بے مدعا دارم؛ وابستہ زلف خود ام، نخواستہ  
 دانست، خدا دانہ کہ سررشتہ دل در کجا بند است؛ و این جان  
 سراپا، خواہش، برائے چہ آرزو مند - زینہار برخود نہ جذبی!  
 و حرف بسر زلف □ فزنی، مبادا کہ افسوس کنی - درویش  
 اگوچہ از دائرہ سپہر واژون بیرون افدا، اما ایشان را بیک  
 پرکار نہیگذارند؛ یعنی احوال ما مردم مختلف است - برو کہ  
 رنجے کشیدہ باشی - گفت کہ رنجے کشیدم ایکن گنجے یافتم -  
 جاروب کشی این آستان را تروت می دانم - امید کہ محروم  
 نہ گذاری و چشم نطف از من ہوننداری - ہر صبح می آمد و  
 می نشست، کبر خدمت بر میان جان می بست -

\* کم سایہ + ہملی انتقام + (ن) بدشینند و باہم کسب کنند  
 (ن) ہمہ آ یعنی معرور نشوی □ یعنی بہار سخن نکندی  
 ؛ یعنی بیک طور نمی گذارند

یکے درویش در حالتے نشستہ بود، جوان بسر وقت او افتاد، جوان عزیزش خواند و برابر خود بہ نشاند۔ نظرے در کارش کرد، کہ بکام دل رسید۔ و بہمان لقب شہرۃ عالم گردید۔ اکابران شہر عزتس می کردند، سریدان خاص رشک برو می بردند۔ آخر برو حالتے طاری شد کہ بے دہل \* رقص میدان معنی شد آری، چون نظر درویشان اقر می کند، خاک ناچیز را زور می کند۔

(حکایت) درویش جگر ریش، یعنی  
میر صاحب کے چچا کی  
عم بزرگوار، در ہفتہ یک بار، برائے  
ایک درویش سے عقیدت  
دیدن فقیرے "احسان الہ" نام

کہ بادشاہ خود بود، می وقت۔ چار دیواری سیم گل آ کردہ،  
بکہاں پاکیزگی، در بند دیوارہاے بلند، مشہور بہ تکیۃ فقیر،  
آن طرف عید گاہ اکبر آباد، داشت۔ بر دروازۃ آن دل برشتہ،  
این در مصرع بزر نبشتہ :-

خاطر آسودہ خواہی راہ آمد شد بہ بند

چاک در پیراہن دیوار از دست در است

ہرکہ در اورا میزد و آواز می داد، خودش می آمد و لب

بہ جواب می کشاد کہ احسان الہ در خانہ نیست، زود برو،

این جا مالیست۔

\* بے دہل رقص کنایہ از پہلوان زبردست

† یعنی سفیدی

یکے عم من قصد دیدن او کرد و سرا  
 همراه برن - چون نزدیک بہ دروازہ  
 رسید، ہمان جواب شنید، یعنی  
 احسان اللہ درخانہ نیست - این مرد

میر صاحب چچا کے  
 ساتھ ان بزرگ کے  
 ہاں جاتے ہیں

گفت، اگر احسان اللہ نیست، امان اللہ است - خلدید و در را  
 وا کرد - جوانے دیدم، شیر اندام، خورشید سوار، ہیبت حق از  
 جہتہ او نمودار، چادر یزدی بر سر، آفتابی در کمر، چشم سرخش؛  
 آب چشم از عالمے گرفتہ، شیر از عشق الہی بر درہں خوابیدہ،  
 مصافحہ بہ میان آمد - در سایۂ اراکہ بے تاک بنشستند و  
 احوال ہم دیگر گرفتند - گفت کہ اے میر امان اللہ من کہ در  
 ہرے خرد کشیدہ ام، آدمی باب صحبت نہ دیدہ ام، دل ترا  
 بسیار میخواستہ، تا نہی آئی میکاہد - بارے این پسر از کیست؟  
 گفتا، فرزند علی متقی و گریبان انداختہ عاصی است -  
 فرمود کہ این بچہ هنوز سوزہ بال است۔

اما چنیں معلوم سی شود کہ اگر بخوبی  
 پر بر آورد، بیک پرواز آن طرف  
 تر آسپان خواہد رفت - باین بابا بگو،

درویش کی پیشین گوئی  
 میر صاحب کے حق میں

بدیدن درویشان ہمت بر گہارد کہ ملاقات ایشان برکت  
 بسیاری دارد - پارہ فان خشک در آب تر کردہ بخوردن من دان  
 طعمے باین لذت نخوردہ بودم - هنوز ذائقہ من بیاد او خمیازہ  
 می کشد و مزہ او فراموش نہی شود۔

پلک و موعظت درویش | (نکته) گفت که اے یار عزیز! معرفت  
الہی، غزال وحشی، ابن صحرائے

پر غبار است، و جسم آدمی مرکب و جان او شہسوار، اگر صید  
شد، از ضایع شدن مرکب چہ میروند، و گر مرکب رو بعدم کرد  
و آن صید ہم رم کرد، حسرتے دست بہم میدہد، کہ عذاب الیم  
تر از و نباشد۔ عذاب قبر عبارت از ہمین حال است۔

(موعظہ) بیا و بگذر از غرور و هوس، نفس شوم سگپست  
ہر زہ سرسبز، اگر بگفتہ او راہ رفتی، برسہان او بچاہ  
رفتی، † و گر بخود کشی ‡ از خود بگذری، راہے بسر کوچہ  
آدمیت بری۔ نادان قباحت طول امل را در نہی یابد، عاقل  
از پئے خود برسہان نہی قابداً۔

(نکته) آسمان خیمہ شب بازی است، اشکال عجیب و  
صور غریب ازین پردہ برون می آیند و می روند۔ ابن آمدن  
و رفتن باختیار شکل و صورت نیست، سرشتہ کار بدست  
دیگرے هست۔ دل بدنیہ فد نہی کہ دنیا زال بے حفاظیست ①  
چون پلار از میان میروند، ہم بستر پسر می شود۔ کسانیکہ  
اہل سیرت اند و غیرت دارند، مطلقاً روے توجہ باین نہی  
آرند۔ (حرفہای فقیرانہ) شیخان ربائی، از راہ خود نہائی،  
باین عہر کوتاہ کہ تا چشم بہم میزنوی، بیایان می رسد

\* بمعنی رس و ہرزہ سرس بمعنی ہرزہ گرد۔

† بمعنی بسبب او جبکہ گرفتار شدی ‡ جہد بلوغ

① بمعنی دشمنی خود نمیکند ② بمعنی بے شدم



خود را چه قدر دراز بسته اند،\* و در چار دیواری عناصر، که عبارت از دنیا باشد، و از سر او زود باید برخواست، چون خشت چنان مربع نشسته اند، بمعنی بی خبر و بظاهر هوشیار اند، یعنی از ته کار خبر ندارند، خلوت با صفای ایشان، سراسر کدورت است. ملاقات با چنین مردم، چه ضرورت است - شایسته صحبت آن بینوایان برگ بزنند که بار سایه درخت هم بر خود نمی پسندند؛ یا آن فقیران برهنه تن اند که با خدا در یک پیرهن† اند؛ یا آن پهلوانان نطعی پوش اند که در جهان نفس اساره می گوشند؛ یا درویشان جگر ریش، بیگانه یار و خویش، سر هائے نیاز بر خاک، چون آب روان پاک، شیران این انجام،Ⓚ خون دل آشام، بگردند و نهیجوشند، سیل اند و نمی خروشدند؛ خاک شویان سر کوجهٔ سعبت، نهد مویان بیابان وحشت، بندگان با خدا واصل، دور گردان نزدیک بدن، دل داده گان جلوه یار، خاک افتاده گان سایه دیوار، آشنایان بحر حقیقت، مجردان بادیهٔ طریقت؛ آوارگان بمنزل رسیده، آفتابه از سایه شان رسیده؛ خاک نشینان بر فلک رفته، عزلت گزینان ذام گرفته؛Ⓛ آشفگان دشت مهر و وفا، غنچهٔ خسپان گلزار حیا؛ سنگ سخت بالین سر، علامت شیدائی در بر، سنگ بر شکم بزدند و فداوند، نان خود را بر شیشه نهانند؛△ طعام لذیذ اگر دست دهد، بسوسه

\* بمعنی مغرور اند      † یعنی متعهد اند      Ⓚ بمعنی بوشه

Ⓛ یعنی مشهور      △ یعنی حریص نیستند

او نگرایند؛ فان جوان\* را بنان خورش پیر تناول نمایند؛  
 طرفه زرد رخساراند؛ نام برگشته بیماریاراند؛ مزاج پیوری  
 دارند؛ برای دیدن کسی که می میرند؛ بسوی او نمی بینند -  
 در سر ضروری دارند تا تیغ ناز معشوق نه نشینند؛ از پا نمی  
 نشینند - محبوب حقیقی که متحد با اویند؛ از کمال شوق روز  
 و شبش میجویند - جنگ آوراند که به هفتاد و دو ملت  
 سر بسر کرده اند + کیهیا گرانند که خاک فاجیز را هزار بار  
 ز کرده اند - متصرف این کارخانه درویشانند؛ یعنی هر چه  
 هستند؛ همین ایشانند - آنچه خواهی دست بدعا افراشته  
 میدهند؛ یعنی حاصل هر دو جهان دست برداشته میدهند -  
 سخن درویشان بگو؛ همت ازیشان بحر تا باشی ازیشان باش  
 (یعنی ازان درویشان باش) راه در بای ننگر دار حقیقت که  
 قفل است؛ کلید آن زبان ایشان؛ سجاده بر آب افکندن و بی  
 اندیشه رفتن تصرف درویشان -

چون شام خلدید<sup>ک</sup> گفت ای یار عزیز! نماز مغرب رسید؛  
 اگر چه دل نمی خواهد که ترا دل دهم<sup>ل</sup> اما پیش از غروب  
 آفتاب و طلوع که وقت خضوع و خشوع است؛ نمیتوان نشست؛  
 برو؛ سلام من بعلی متقی خواهی رسانید - دست بسر کرد  
 و در را بر بست - عم من از آنجا که آمد پیش پدرم رفت  
 و سلام فقیر گفت - هر دو دست را بسر برد و فرمود که دیدن

\* نان گرم + یعنی صلح کرده اند + یعنی راه بسته است  
 ک یعنی شام شد ل یعنی رخصت کلم

احسان الله را احسان الله باید شهون و میوفته باش و سلام من  
 نیز می گفتم باش روز چهارم دست مرا گرفته باز بدش رفت  
 و دستک زد؛ آواز داد که در خانه نیستم. گفت؛ اگر نیستی  
 بارے کیستی که بخانه آشنای من جا گرفته؟ خنده کرد و در  
 را گشاده. سعادت عجیبی دست بهم داد، یعنی \* سخنان نغز  
 شنیدیم، و لطف بسیاری ازو دیدیم. گفت که ای یار عزیز  
 عشق از روزی که مرا بر کار بسته است + و نقش محبت  
 درست در دلم نشسته، هیچ چیز اینجا بچشم من نمی آید و  
 دل مطلقاً بدلیا نمی گواید. تجرد پیشه ام، بی اندیشدام، اگر  
 عالی برهم خورد؛ جمعیت خاطر مرا گنده نشود. و اگر آسمانی  
 بر زمین بیفتد، دلم که دارم، از جا فرو نهد. هر گاه چشم من بندم،  
 نظر بروی کسی می کشایم، که از دل صد پرده نازک تراست  
 یعنی از نگاه کرم رنگ می بازی، چون سر بگریبان فرو  
 می روم، تماشاخانه دلبری می شوم، که جلوه او از برق هزار  
 مرتبه شوخ تراست. یعنی دلم با دلم نمی سازد. معشر خرام من  
 اگر خرامد، عالی ته و بالا گردد. بلند بالائی من، چون قد بر  
 افرازد، قیامت برپا شود. خاک راه او شو که سران را قاج  
 سو گردی، پائمال او باش که سرمه چشم اهل نظر شوی. دلم  
 بهرسان که او پستند، جانی پیدا کن که با او پیوند. دست  
 بدست به از خودی ده که از این راه، این راه دور دست  
 بدست است. † زینهار دست بر سردست منه † که چون دست

\* (ن) بسے + یعنی مرا مقور کرده است † یعنی نزدیک

‡ (ن) آید † یعنی بی کار مباحث

و پاخشک شوند ، راه پست است —

( نکته ) اے یار عزیز ! سرگ عجیب استعالہ ایست کہ در پیش است ، از خصمانہ خود غافل مباش ، یعنی خود را بہ چشم دشمن بہ بین کہ دوستی ہمیں است۔ حال جان ہشیار ، بعد مفارقت بدن ، حال مستی است ، معشوق در کنار ، چون آنجا تجدد امثال نیست ، پس از روزگار دراز ، آن مستی کہ عبارت از لوث دنیا باشد ، زایل شود ؛ دفعتاً ذوق وصل را در یاد و اے بر حال جان قا آگاہ کہ ازین عالم دور افتد و بآن عالم نسبت نداشته باشد ، متأسف بہاند ؛ ہمیں دو حال را عارف دوزخ و بہشت میخواند —

( موعظہ ) اے یار عزیز ! دل اگر درد خور است در خور است ، غم اگر دل خور است ، شایستہ تر است ؛ دل معزون می جویند نہ شایستہ طرب ؛ جان درد ناک میخوانند نہ درمان طلب ؛ روستہ نیاز بسوئے او آر کہ بے نیاز است ، کارها را بہ او سپار کہ کار ساز است ؛ پارا در دامن کش ، و توکل کن ، سر را بگریبان انداز و تامل کن ؛ اگر جان بہ نیاز آید علقا است ، دل اگر گداز شود ، کپیہیاست — ( لہ صنفہ )

مدعا فایاب و راه جستجو دور و دراز

پا بدامن ہمیشیں ناچار میباید کشید

( نکته ) اے یار عزیز آن معشوق یکتا پیرهن ، بہر رنگی کہ میخوانند ، جامہ می پوشد۔ گاہے گل است و گاہے رنگ ، جائے لعل است و جائے سنگ ؛ بعضے از گل دل خوش می سازند ، برخی با رنگ عشق میبازند ؛ جمعے لعل را معتبر

سیدانہ ، جہالتیے سنگ را خدا می خوانند - ہشیار ! کہ این مقام منزلة الاقدام است ، چشمے باید کے بر غیر او را نشوون ؛ دلے شاید کہ از جائے خود فرود ، دشمن و دوست همه از اوست کہ دلہا در تصرف اوست ؛ ہدایت و ضلالت ہر دو مظهر اویند ؛ مست و ہشیار همه اورا میجویند - معراب از ابروے او پیدا آمد ، میخانہ از چشم او ہویدا شد ؛ مناجاتیان عبادت و طاعت گزیدند ، خراباتیان جام بوسر کشیدند ؛ در معراب بہ اقامت خم باید شد و در شیرہ خانہ \* با حال در ہم ؛ یعنی مراعات ہر شان لازم ؛ و پاس ہر مرتبہ واجب —

! نکتہ ) اے یار عزیز ! ہستی واجب معحتاج بوجہان نیست۔

ہر کہ بر حق دلیل می گوید

بچراغ آفتاب می جوید

ہمیں کہ آفتاب بر آمد ، روز شد ، اگر مالکے در میان فباشد ،  
فلک بیفتد ، جبل نہ ایستد ، خور قتاید ، مہ نشتابد ، آتش  
فسوزد ، ہوا نہ سازد ، ابر نیارد ، برق فتازد ، آب فرود ،  
گیاہ نشود ، گل نہ سد ، چمن نخندد ، ٹہر نہاید ، شجر نہاید۔  
حق سبحانہ تعالیٰ را کہ کریم می گویند ، نظر بر قلبہ این  
صفت ، سررشتہ بندگی از دست نہاید ، کہ آنجا صاحبے  
است ؛ وقتے کہ می نوازد ، خاک را آدمی می سازد - دے کہ بہ  
بے فیازی ہر دازد ، آدمی را خاک - پیغمبر ما کہ در شان اوست  
"اولاک لها خلقت الافلاک" ، تمام تمام + شب نماز خواندے

و این همه ایستاده ماندے کہ قدم مبارکش آساس بہم رساندے۔  
 کسائیکہ مہدیوںکے می گفتند یا رسول اللہ چرا کار را بر خون  
 تنگ گرفتے؟ تو انی کہ عالمے را از بند غم و رھائی۔ متبسم  
 شدے، و فرمودے، چه باید کرد، عالم بندگیست۔ عزیز من!  
 نسبت بندگی و صاحبی بسیار نازک است بندگی پیش آر کہ  
 از روئے صاحب شرمندگی نہ کشی۔

سخن این جا رسانیدے بود کہ جلودارے  
 از صوبہ دار شہر رسید و نیاز از  
 التماس نہودے، گفت کہ نصرت  
 یارخان برائے قدمبرس می رسد۔ فرمود

صوبہ دار شہر کا ملاقات  
 کو آنا اور اُس کو  
 نصیحت

کہ خرش باشد، ہر چند دھن ملاقات فقیران ندارد، اما مرا از  
 روئے او شرم می آید کہ بارہا بر گشتہ رفتہ است، اگر این بار  
 ہم بیرون خدا داند کہ با ملاقات شود یا نشود۔ چون بدروازہ  
 رسید، از قیل فرود آمدے، دوید بسعادت پا بوسی سر بر آسماں  
 رسانیدے پنج اشرفی نذر گذرانیدے گفت کہ ”خوش آمدنی  
 و صفا آوردی“ عرض کرد کہ زہے طالع من کہ بخدست شریف  
 رسیدم، و روئے مبارک را بکام دل دیدم۔ چون روے دل از فقیر  
 دید، رو انداخت، کہ گاہے بہ نگاہے این روسیہ را باید فواخت۔  
 گفت کہ دل قوی دار کہ روئے تازه داری، یعنی خدائے عزوجل  
 ترا اینجا بر روئے کار آوردے است، اغلب کہ آنجا ہم رو سفید  
 بر آئی۔ شکرانہ این نعمت، رہ انداختگان را بنوازی یعنی رو از

سنگ و آہن مدار و روئے ایشان بر خاک مینداؤ: از خدا رو \*  
 دار و بر خود مچین: در کار غربا روئے کسیے مبین: † زینہار کہ  
 از بے کسان رو فتابی، میدا کہ در عرصات رو قیابی ‡۔ حالا  
 برو کہ یار عزیز شیشہ جان و نازک مزاج است و من در پاسداری  
 این مرد لاعلاج۔ صوبہ دار چون غریبان خاکسار پارہ رو بر  
 زمین مالیدہ آستافہ فقیر را بکہاں اعتقاد بوسید و رفت۔

درہمان حال پسر خوفندہ سادہ روے  
 سر غولہ موئے، عودے رنگے، سیر  
 آہنگے۔ طنبور بردوش، حلقہ زر در  
 گوش از آن راہ گذشت۔ نظر فقیر بر

ایک گویئے لڑکے کا آنا  
 اور درویش کو زہر  
 دینا

آن افتاد، اختیار دل بدستش داد، بعم من گفت کہ ”این را  
 بخوان و بنشان“۔ چون آن پسر آمد و نشست، خود بخود این  
 شعر آمدہ، قتلان را در دو گاہ کہ پردہ ایست مشہور و بیگاہ  
 سیخوافندہ بر خواند۔

بیاکہ عہر عزیزم بچستجوئے تورفت

ز دل نرفتی و جانم ز آرزوئے تورفت

فقیر را تواجد دست بہم داد و حظ بسیارے برداشت۔ گفت  
 اے عزیز امشب پیش فقیر بہان و چیزہارا کہ میدانی بطور  
 خود بخوان۔ التماس نہود کہ سعادت و بر جان منت۔ چون شام

\* یعنی شرم دار    † یعنی ضرور مکن    ‡ یعنی رعایت

کسے مکن    † یعنی عزت نیابی

قربیب بود، سارا رخصت کرد و در را بر بستہ بیاد الہی بہ نشست - شفیقہ شد کہ فقیر قصد نہاڑ خفتن \* نہودہ، اشرفی ہا را زیر بالین گذاشت - خوانندہ سیدہ دل دید و بعد از ساعتی بہ بازار رفت، کاسہ شیرے درو زہر داخل کردہ آورد و بہہالغہ پیش از پیش بخورد فقیر داد - بہجود خوردن شیر حالش دگر گشت، دست و پاؤدن آغاز نہود، یعنی زہر کار گر افتاد۔ آن بے چشم و روئی نا درست اشرفیہا را گرفت و گریخت - فصف شب آہ آہ دلخراش فقیر خواب از چشم ہمسائیکان برداشت - مضطرب دویندہ، محتضروش دیدند، کسان تلاش آن عیار طرار بسیار کردند، چنان در پردہ گلیم شب پنہاں شد کہ بہ نظر کسی نیامد۔ چون شب بسر دست آمد، چشم فقیر بطاق افتاد و جان شیریں را بتلخی تہاسی داد - اعیان شہر افسوس گزان، پشت دست گزان بر جنازہ او حاضر شدند، و موافق وصیتش در تکیہ فقیر بخاک سپردند - ہنوز آن مکان زیارت گاہ عزیزانست - (لمصنفہ)۔

فلک زین گونه خون بسیار کرد است

عزیزان را بسے آزار کرد است

آسمان خم تنک + عشوہ ہائے لاجوردی دارد، و ناز

ہائے ہر مزی: ہر روز با خاک افتاد گان می ستیزد، ہر شب

قتلہ تازہ می انگیزد - کسی را بزہر ہلاہل ہلاک می سازد،

و کسی را بہ تیغ ستم بخاک می اندازد۔ مستمان شوق را باید



کہ از گردش این ایمن نشوند، تا سخت نخورند از جائے خود  
فروند۔

<p>( حکایت ) عم مرا ذوق صحبت درویشان و شوق دیدن این جگر ریشان بیشتر بود۔ روزے از شخصے</p>	<p>بایزید درویش کی سلاقات</p>
---	-----------------------------------

شنید کہ درویشے بایزید نام، متصل سرائے گیلانی، کہ بنائیش  
سیلاب بہ آب رسانیدہ ہوں، در یکے از حجرہ ہائے او، کہ چون  
دل عاشقان ہزار رہ دارد، افتادہ میباشد، دیدنی است۔ چون  
از و نشان درویش یافت، دلش را آرزو گرفت و ہبہ  
چیز از فکر افتاد۔ سرا از سر وا کودہ، بسرعت تمام  
رفت۔ جوانے دید، بلند بالا، با کھال استغناء، ملکہ وارد  
این عالم، فی فی عزیز تر از جان آدم، بالش از سنگ، بستر از  
خاک، ہر ساعت مہیایے ہلاک، شکستہ دل و کشادہ رو، برشتہ  
جان و فتمیلہ مو، دادادہ، خاک افتادہ، خون را بخدا سپردہ،  
راہے بکام دل بردہ، اگر خوش چشمے از پیش او رفتے، بالائے  
چشمہ ابرو نگفتے، با کسی ہر نخوردے، بہ بے کسی بسر بردے۔  
چشم را اکثر اوقات بستہ میداشت و دل را بے یاد حق  
نہی گذاشت۔ فان را بر غبت ندیدے، آب را از گلو بریدے،  
باریک بین و مشکل پسند، در لباس قلندران برگ بندہ۔  
پرسید کہ چہ نام داری، و از کجائی؟ در د مغد و عاشق پیشہ  
سی فہائی!۔ گفتا، "این جانییم و میر اسان اللہ نام دارم۔"  
گفت بنشین کہ با تو دمسے چند خوش برارم۔ سی گفت کہ

چون زبان بازی \* بھیان آمد \* سر کرد کہ اے عزیز راہ ہا بریدم  
 رنجہا کشیدم، از خون رمیدم، در کوچہا دویدم، چون ابر ایستادم،  
 چون برق افتادم، عمرے سرگردان شدم، مدتی دل پریشان شدم،  
 چندے با چشم تر گشتم، آوارہ دشت و درگشتم، شبہا نطفتم،  
 روزہا فگفتم، دست در دامن امیران زدم، سر بر دروازہ  
 فقیران زدم، تا آن شوخ چشم را بر من گذرے افتاد و بحال  
 دگر گون گشتہ من نظرے کرد :-

دیر بر سر آن غزان دور گرد آمد مرا

از طپیدن ہائے دل پہلو بدرد آمد مرا

اگر می خواہی کہ در زمرہٴ سختی کشان او باشی، باید  
 کہ دل از آهن و جگر از سنگ تراشی۔

با یزید کے کلہات پندہ | (سخنن غریب) اے عزیزاگر آن محبوب  
 سراپا ناز پیش چشم است، بہشت  
 جاوید؛ و اگر از نظر رفت، همان دوزخ عاشق نا امید۔ بداند کہ  
 سر کلافہ پیدا نہی شود، یعنی ہر سا ہیچ ہو یاد نیست۔ تمیدانم  
 کہ زاهدان ریاضت پیشہ چہ در سر دارند و بے خودان شوق  
 آن مست سرافداز از کہ خبر۔ جمعے را خلش خواہشے، جماعتے  
 را کوش کاششے۔ کسانیکہ حق شناسند مقبرا از امید۔ و یاسند،  
 عزیزانیکہ ناخدا یندی، دلہاگان رضایند؛ جان عاشقان را کہ  
 بتلخی کار است۔ خون ایشان شیرین بسیار است۔ رنج را بر  
 خون گوارا کن تا شایان راحت تنوی: کار را بسیار با خون

تنگ بگیر تا بفراغت روی - دل برداشتن ازین عالم خوب است،  
 اگر معرفت حق میسر نشود، اینهم خوبست - عمارت دنیا در  
 گرییدن\* است، بنای این بر وهم گذاشته اند، طاق آسمان  
 نیلی افتادنی است در هوایش معلق داشته اند - اگر بمقصود  
 رسیدنی خواهی، در دل راه کن، هرچه از دست کوتاه خدمتت  
 بر آید، نده کن؛ اگر آشنای دریائی، ته دار حقیقت نمی توانی  
 شد، بارے بر کران باش، یعنی اگر دفعتاً بر مردن خود قادر  
 نیستی، آمادۀ دان جان باش - خود را از قید دیر و مسجد  
 و رهان؛ یعنی با خدا باش و در همه جا بهمان -

(فائده) عارفان دو گروه اند، مردم یک جماعت نقش  
 دیوار اند، گوئی که زبان ندارند - یعنی حیران تازه کاری آن  
 صنعت گر پرکار اند، دیده اند، آنچه دیده اند؛ فهمیده اند،  
 آنچه فهمیده اند - مردمان جماعت دیگر را چون بادام، زبان  
 مغز دار است، یعنی هر یکی زبان دان چشم سخن گوے دندار  
 است هر گاه شرح طرز دیدن او می کند، هزار رنگ لب  
 می کشاید، کیفیت مژگان بهم روش بصد زبان ادا می نماید؛  
 چنانچه کمالات آن مست فاز از حد شمار افزون، کلمات این  
 بی اختیار هم از حیز بیان بیرون - اول صعبت بود زود  
 برخاست، رفیع فقیر زبان برین نشو است پیش پدر آمد، و  
 احوال او همگی بیان نمود - و گفت :-

هر گئی را رنگ و بوے دیگر است

درویشان اهل بخیه؛ کجا بهم می رسند؛ اکثرش می دیده باش -

\* یعنی خراب شدنی      + یعنی هم مشرب

یکے بعد از نماز پیشین، قصد دیدن

او کرد و سرا همراه بروں - درویش بد

عنایت تھامس بر خواند، رو با روے خود بد عزت بنشاند - چون  
 خورد سال بودم، رو بہ عم من کرد و کلاه از سرم برداشت  
 یعنی متفحص احوال شد - التھامس نمود کہ فرزند علی متقی  
 است - گفت چه پرسیدنت، پدر این بابا سردیست کلان کار،  
 دانای اسرار، خورشید آسمان، درویشی مشہور جهان، جان  
 درویشی، دریای است کز و گوهر تر برون می آید - ما فقیران  
 کنار خشک داریم، از ما چه می کشاید - اے پسر! بعد از  
 نیاز من خواهی گفت کہ کوتاہی از شوق بے پایان نیست،  
 شکستہ پائے کوچہ نمی دہد، وز بخت کم مدد نیز گذر نیست،  
 می خواہد کہ ازین خرابہ سر بیرون نہ نہد، تو قلندر  
 مضبوط الاحوال، من بہ نسبت تو کوچک ابدال، در حق چون  
 من بے سرو پای بشرط مساعدت وقت دعای - طرح سخن بطور  
 دیگر انداخت، عم بزرگوار را مخاطب ساخت - کہ اے عزیز  
 ہمد گوش شو و سخن فقیران بشنو -

(فکتہ) عبادت ما برائے ما ست، آنجا خدائی ست کرا

پروا ست؛ طاعت ما این ہمد نیست کہ بر خود بچینم و برو  
 تکیہ کردہ بنشینم؛ اگر بپذیرند، احسان بہشت کنند، ما  
 بندہ ایم و بحساب نگیرند، جز این نمی توان گفت کہ

\* کنایہ از افلاس + یعنی رضانیست

† یعنی احسان کلی کنند

شرمندہ ایم، اینکہ نفس تو چیزے قرار دادہ شومی محض  
 است، چون خوب بکنہ خود رسی، معروسی محض؛ آن سرو ناز  
 مائل رنگین رفتن خود است و جلوہ او بہزار رنگ سر گرم آمد و  
 شد؛ چہ گمان بردہ، چہ قرار دادہ، چہ خیال کردہ، بچہ دل نہادہ؛  
 گاہے گل در آب سی افگندہ، گاہے گل بر سر خاک میزندہ،  
 زمینہار کہ دل شکنی کسی نہ گنی و سنگ ستم بر شیشہ فزنی۔  
 دل را کہ عرش سی گویند، ازین راہ است کہ منزل خاص آن  
 ماہ است :-

فیازارم ز خود هرگز دلے را  
 کہ سی ترسم دروجاے تو باشد

(نکتہ) اے عزیز آن محبوب محبت دوست است یعنی  
 با عاشقان سرے دارد و با آن بے پروائی بحال ایشان نظری؛  
 چون مراقب میگردند، در دل جلوہ گر است، چون چشم  
 می بندند، در پیش نظر - از هر دریکہ سی خواهند سی آید،  
 بہر رنگے کہ سی جویند، رو سی نماید؛ انقباض و انبساط وابستہ  
 بحال ایشان است؛ اگر خوش سی شوند، گرفتگی ازین چہن  
 میروند، و گر معزوں سی گردند، غنچہ وانہی شون؛ اما طور  
 ایشان از راہ و روش بیرون، معشوق در آغوش و دلہا ہمد  
 خون؛ گاہے متفکر، گاہے متعیر، قرار نمیگردند، تسلی نمی شون۔  
 خدا دادہ کہ از خدا چہ سی خواهند، خواہشے ندارند و  
 سی کاہند؛ نشیدہ۔

\* یعنی فتنہ سی انگیزد + یعنی عزت سی کند

(حکایت تہییلی) کہ در عہد موسیٰ علیہ السلام خشک سال  
 شد، مردم در معرض قلع افتادند، گفتند کہ یا موسیٰ  
 در جناب احدیت عرض کن کہ باران نہی بارد، خلق عالم تاب  
 تعب ندارند! مفت ہلاک میشوند و برباد فنا میروند۔ موسیٰ  
 علیہ السلام بر طور رفت، عرض داد، خطاب آمد کہ «گلل خسپ»  
 پریشان گوے دارم کہ در فلان گلخن افتادہ می باشد باکب زدن  
 او خوش داشتتم، از چندے رو بآسمان نہی کند، و بطور خود  
 حرت تہیزند، نزول باران موقوف برواشدن اوست۔ چون ازان  
 جناب این جواب شنید، بسوے همان گلخن شتافت۔ بارے  
 آن بلاش شوق را دریافت۔ مردے دید، بالائے تودہ خاکستر،  
 گلیم سیاھے در بر، از سرتا پا ہمہ ذوق، مستغرق دریائے شوق،  
 یکہ بیت دیوان تجرید، فرد اول جریدہ تغرید۔ بمعرج دو چار  
 شدن زبان بکشاد کہ یا موسیٰ گذرت بر مزابل از چہ افتاد،  
 بچہ دل نہاد کہ اینجا افتادہ؟۔ گفتا کہ امساک باران است،  
 کارے از دست دعائے + کس نہی کشاید، زندگانی دشوار می  
 ماند، رے نیاز بجناب پاک حق بردہ بودم، چنین ظاہر شد  
 تو کہ سکوت اختیار کردہ، انقباض است۔ تا بعبادت قدیم سخن  
 سر کہ کنی، ابر را باد نیارد، و باران رحمت نہارد، خدا را  
 دے رو بآسمان بہ نشین، چیزے بگو و این بلا را بر چین۔  
 گفت اے موسیٰ تو آن فریبندہ را نشناختہ، و بطور من دل را  
 در راہ او نباختہ، عبارت آن طرار کنایہ ہا میزند، اشارتش

• گلل خسپ، کنایہ از کسی است کہ در گلخن می باشد۔

+ (ن) 'دعائے' نہیں ہے۔

دل بصد جا می افکند - استغفر اللہ من بگفتہ او کے راہ میروں  
 اما اگر پاس رسول او نکتم کافر می شوم ، کہ گفتہ افد : ع  
 ” یا خدا دیوانہ باش و با فہمی ہشیار باش ۔۔۔ “

غرضکہ آن مقید عشق مطلق ، و آن حیرتی کمالات حق ،  
 رو بفاک کرد و بساط سخن را بطور خود بہ گسترد - کہ ” اے  
 سراپا فریب ، و اے دشمن شکیب ! پیش ازین ابر و باد و باران  
 مسخر تو بودند ، اکنون حکم کش \* من افد ، کہ اگر من خواہم  
 گفت ، باد خواہد وزید ، و ابر خواہد آمد ، بارش خواہد شد -  
 بلے حق بر طرف تست ، تر اندخی نیست ، متصرف این کارخانہ  
 منم - بیا ! این فریبندگی را بگذار ، و بر حال خلاق رحم آر - و  
 سدہ بار ازین قسم سخنان پریشان گفتہ بود کہ ناگاہ بادے وزید ،  
 و آبر سیاہی سفید شد ، سیلاب سیلاب بارید - اے عزیز ! کدام  
 معشوق این قدر پاس عاشق می کند - حیف است اگر تعلق  
 بدو نگیری ، و در طلب آن سرمایہ جان نہیری ؛ دل اگر برائے  
 از خون شوی بہتر ، جان اگر در راہ او رود خوش تر ؛ معصو او  
 برفگے شو کہ برفگ او بر آئی ، بطریقے گم کرد کہ باز  
 رو نہ نہائی - رباعی :-

نہ دل بخیال زلف و رو باید داد

نہ جان بہ ہوائے رنگ و بو باید داد

اینجا دل راچہ قدر و جائراچہ محل

خود را ہبہ او کردہ با و باید داد

درین حال وقت نماز عصر\* رسید، بر خاستم و باو نماز گذاردیم - بعد فراغ رو به شرق نشست و گفت: اے میرا سان اللہ امروز چیزے خوردہ ام کہ نخوردہ بودم، و دست به چنین طعامے نہ کردہ بودم - عم من قدرے! گستاخ شدہ ہوں، گفت اے درویش مبالغہ را حدے و تکلف را نہایتے است، قامت از بار قاقہا خم است، و سنگ قناعت بر شکم؛ برائے یک نام آب استخوان سی شکنی، نان گوبہ را بہ قیر می زنی، ہر روز برائے مرگ آمادہ، با صد خرابی درین خرابہ افتادہ، گجہا طعام لذیذ و کجہا تو، از دهن خود زیادہ مگو - گفت: واللہ کہ من زیادہ پر و سبک پا نیستم، جائیکہ احتمال دروغ باشد نہ ایستم - بشنو کہ از صبح آتش جوع زبانہ می کشید و نفس شوم چون سگ پا سوختہ<sup>†</sup> می گردید، یعنی می خواست کہ بشہر بروم و پیش کس و نا کس سائل شوم، بارے سنگ زیر سر گذاشتم، و غیرت خود را بزور نگہداشتم، یکایک موشے نیم نان خشک در دهن گرفتہ بر آمد و درین حجرہ شکستہ تر از دل عاشق در آمد، من کہ بمعنی شیر شرزہ بودم، و بظاہر از قاقہ کشیہا گوبہ<sup>‡</sup> لاوہ، چون مرا دید، آن نیم نان را انداختہ گویخت، نصف دل خوش برخواستم و برداشتم، آجے میسر نہ ہوں کہ پاکش کنم، منتظر خضرے نشستم، بعد از ساعتے آواز سقائے بگوشم خورد، گوزہ دستہ شکستہ خود را بردہ آب آوردم، و آن نیم نان خشک را شستہ تر کردم و خوردم - خدا شاہد است کہ لذت نعیم بہشت سی دان -

\* (ن) مغرب + (ن) بالعجلہ † یعنی بے قرار



عزیز من! در سخن درویشان تصنع و تکلف نمی باشد؛ ایشان شاگرد چرخ دولابی نبیند که اگر صد کوزه بسازد، یکے دستہ ندارد؛ در صحبت این طایفه شیشه بند کردن\*؛ سنگ بدل زدن است؛ زبان را فکہ باید داشت که شکر آب+ ایشان شربت شہادت بی ادب می شود۔ ہم بزرگوار از خطاب خجالت کشید؛ و عذر ہرزہ چانکی خواست۔ چون تنبیہ یافت بر سر عنایت آمد و گفت کہ اے عزیز، من قرا از جان عزیز تر دارم؛ این قدر تنبیہ ضرور برد کہ چاہہ بیجا زدن؛ از ادب درویشی دور است۔

ہمدران هنگام شب افتاد، رخصت خواستیم؛ گفت: خدا برو۔ از اچھا کہ آمدیم، بخدست شریف پدر رقتہ سلام و پیام فقیر رسانیدیم۔ گفت کہ عنایت ایشان، اگر بای با عم خود بروی؛ البتہ نیاز من ہم برسائی۔

صحبت سیم۔ بخدست اور رسیدیم، دیدیم کہ بیحضور است+ و بیک پہلو افتادہ؛ آہ آہ می کند۔ چون ہم مرا دید، نہ

تیسری ملاقات اور  
درویش کی وفات

سرد کشید و پیش خواند و این بیت شفائی بر زبان راند:  
پرستاری ندارم بر سر بالین بیمارے  
مگر آہم ازین پہلو بآن پہلو بگرداند  
پرسید کہ چہ حالت است کہ این قدر ملالت است؟ گفت  
اے عزیز سینہ ام بحدے می سوزد کہ گوئی در درون من کیسے

\* شیشہ بند کردن = استمزا نمودن + یعنی شکر زنجی  
+ یعنی حرف بیجا زدن \* یعنی بیمار است

آتش می افروزد؛ ناله که می کشم، زبانه آن آتش است، آہے کہ  
می کنم؛ لا اُحَدُّهُ ههان شعلة سرکش -

من نمی دانم که دل می سوزد از غم یا جگر  
آتش افتاد است در جای و دودے می کند

اگر مرگ بفریاد من رسد، خورش بهشتی است و گرنه دوزخی  
است که قتیجةٔ عمل زشتی است - اکنون بار بستن جان قنوج  
است، که آمد و رفت دم سوهان روح است - شب بیخوابم و  
روز بیخوابم، چه سازم، بچه پردازم که تا بپیرم قرار بگیرم -

روز بشب کنم بصد اندرہ سینہ سوز

شب را سحر کنم بامید کدام روز

بادے کہ می وزد، دامن بر آتش می زند؛ آہے کہ می خورم  
کار روشن می کند؛ دوائے مناسب مناسبتے فدا کرد، تدبیر موافق  
موافقتے نمی کند؛ اگر بهانم ببری از سوز درون تا خوشم  
ور بهانم بیندازی من ههان در آتشم، کاش سینڈ من بشکافند  
و دل و جگر را زود بر آرند، یا مرا از دنیا بپزند و زندہ  
بزیر خاک بپارند -

القصة احوال آن دل سرخندہ، جگر کباب، تا بزوان آفتاب  
بہمین یک و تیرہ ہوں - گاہے دست بدیوار دادہ می ایستاد، گاہے  
می نشست و می افتاد، گاہے چشم می گشاد و نور میدادہ میدید،  
گاہے چون ماہی بے آب می طپید؛ ناگاہ از زبان من شنید کہ  
وقت نماز ظهر رسید - بخضوع و خشوع سجودے برد، "سبعان  
ربی الاعلیٰ" گفت و بہرد -

آتش عشقش بسے را سوختست

لیک زین سان کم کسے را سوختست

عم بزرگوار با چند سلام بہ تجہیز و تکفین او بہرہ داشت  
و در همان حجرہ شکستہ قر از دل عاشق مدفون ساخت۔ از  
شنیدن این خبر جناب پدرم پشت دست گزید و گفت کہ آنسی  
روئے این چنین دیر پیدا می شود، صد حیف کہ زود رفت۔  
(نقل) شبے در خواب عم من آن دلسوختہ از جہان رفتہ  
می آمد و می گوید دیدی کہ عشق چہ آتشے در من زد و چنانکہ  
سوخت، چارہ کار جز مرگ نبود، چون بے تابی جان مرا دیدند،  
در بحر موج رحمت انداختند، و با گوہر مقصود ہم کنار  
ساختند، یعنی تسلی کردیدم و آرام گرفتیم۔ و بکام جان از آن  
نگار بہشت رو کام گرفتیم۔ از دیدن این واقعہ + وحشتے در مزاج  
شریف او پیدا آمد، مدتی بانس آنس نگرفت۔ اکثر اوقات  
میگفت کہ بایزید عجب سوختہ جانے ہونہ داغ جدائی او کہ  
بر جان منست، تا زندہ ام، سیاہی نخواہد افکند۔ بر سبیل  
حکایت این خواب را بخدمت پدرم نقل کرد، گفت چہ عجب کہ  
حق تعالی کریم مطلق است، نشنیدہ۔

(حکایت تمثیلی) کہ عارف ناسی بایزید بسطاسی ہمسایہ  
دیوار بدیوار توسائی بود و از چہل سال باو آشنائی داشت۔  
او ہر سحر تختہ می زد و این می گفت کہ اے توسا ازین  
تختہ زدن، در فردوس بروے تو باز نغراہد شد، اگر نجات

میخواستی، بیا اسلام قبول کن - یکی بغضارش رسید که بایزید  
 آدمی سهلی فیسست، چهل سال است که دعوت اسلام می کند،  
 خالی از چیزه فغواهد بود - سر زده در مجلس او رفته  
 می گوید: اے شیخ تو که هر صبح می گوئی، مسلمان شو،  
 ضامن نجات من می توانی شد؟ شیخ را حالت سکر بود،  
 کاغذی از کاغذگر طلبید و ضامنی نجات او نوشته داد،  
 رفت و مسلمان شد - اتفاقاً در همان هفته فجائت بهرد، ورثه  
 آن نوشته شیخ را بگریبان کفن چسپانده، بخاکش سپردند -  
 چون شیخ بخود آمد، بخود فرود رفت - مریدی باعث حیرت  
 پرسید، گفت: در حالت مستی متعهد امری شده ام که از عهدت  
 آن بیرون نمی توانم آمد - گفتا دران حال ترسای دوست روی  
 از دست شیخ ضامنی نجات خود نویسانیده، پرده بود،  
 می گویند که مسلمان شد، و مرد - شیخ غش کرد، چون این  
 سخنش بگوش آمد، آب بسیاری بر رویش زدند تا بهوش آمد،  
 سو کرد که من در نجات خود تردید داشتم، این جگر از کجا  
 بهم رساندم که متکفل نجات دیگرے شوم، افتان و خیزان،  
 بگور آن تو مسلمان شده رفت، و متوجه باطن شد - در معامله  
 اش دید که همان کاغذ بدست دارد و میگوید که اے بایزید  
 نوشته تو هیچ بکار من نیامد، پیش از نمودن این پرچه که  
 دست پیچ نجات خود کرده بودم، بطرزی کریم سوس خودم  
 خواند که چشم فرشتگان مقرب، حیران کارمن ماند - موجب  
 دل پریشانیء خود مشو، قلم بند کردتو این است، بگیر و  
 برو - هر گاه کرم او بدان را این چنین در می یابد، آن فقیر خود

از خوبان روزگار بود اگر بدریای رحمتش غوطہا فخور دے  
این ماجرا آب بودی —

(سخنان تغز) اے برادر عزیز چون دانستی کہ آن گل همیشه بہار* بہزار رنگ بر می آید، و این چمن† رسانیدہ	میرمقتدی کے کلمات معرفت
---	----------------------------

اوست و این رنگها ریختہ او! اگر بیضا شوی، بتاسل شو، وگر  
قدم کشائی فہمیدہ رو۔ در ہمہ ذرات کائنات پر تو تھان  
آفتاب است، اگر شناسای طرز او شدہ، دلت کامیاب است۔  
کسے را کہ دیدہ و دل بینا است، سی داند کہ حباب و موج  
از دریاست۔ حق بر طرف غافل است، اگر غافل مادہ بر ساحل  
افتادہ از دریا چہ داند۔ بیا کہ برخیزیم و از میان رویم،  
شاید کہ بکام جان ہمہ او شویم۔ موسم جوانی رفت، لطف  
زندگانی رفت، عہر ہشست سالگی کشید، پیراند سالی در رسید،  
قامت خم شد، طاقت کم شد، دماغ ضعیف، جسم نحیف، روانی  
از طبیعت رفت و تیزی از ہوش، بینائی از چشم و شنوائی  
از گوش؛ ذوق بینوق، دندان بیزور، پا ناتوان، سر بے شور،  
موی سفید، دل نامید، رنگ و زنجیر از کھر واکن، ایام  
آرایش فقیروی رفت، زنجیر سر در پاکن، ہنگام زینت قلندری  
گذشت —

(نکتہ) در معاش پناس مشہور کن و در معاد مراعات معقول:

\* گلیست مشہور کہ بہندی سدا گلاب گویند

† یعنی این چمن ساختہ و پرداختہ اوست

یعنی ظاہر را مطابق باطن \* بیار و باطن را مطابق عقل نما۔  
اگر یار در حرم جلوہ گراست، مسلمان شدن هنر است؛ مقصود  
دل اوست؛ از هر دریکہ بر آید، دگر جلوہ او در دیر لاریب  
است؛ پس کافر شدن چه عیب است، منظور چشم اوست از  
هر جا کہ رونماید۔

بدیر و کعبہ میگردیم گاہ اینجا و گاہ آنجا  
کہ مطالب جستجوی اوست خواہ اینجا و خواہ آنجا  
(فصیحت درویشانہ) باید کہ عزات گزینی و چندی  
تنہا نشینی سرمہ خفا در چشم کشی و بر هیچ چیز التفات  
مکن۔ نظر بر خدا دار و هرگز با کسی ملاقات مکن، بسیار  
با مردم سر در هوا برخورداری، وقت آنست کہ مژگان برہم زنی  
و مردی سر پیچ زدن ﴿ تا کجا، شفقت را بگذار، اگر دقیقہ فہمی۔  
سر ازین مضمون برار:

دیدہ ام در عام صعبت ہاے رنگین صد کتاب  
گردہ ام یک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب  
فہمیدانم کہ چہ سی سگالی کہ سر زخم خود نہی مالی، پیش  
ازین سر گران هوا و ہوس مہان، سررا از نشہ یاد حق سبک  
گردان، نظر برریش سفید شاند کاری ﴿ ذنہائی۔ قصد خرق  
عادت فکنی، گاؤ در خرمن زور مندی، چون خدا بستن خودرا

\* (ن) نقل (ن) موافق (ن) یعنی سرمہ از چشم نہان  
کشتن ﴿ غلودن ﴿ یعنی بفریب و تملق یا کسی  
یاری نمائے۔

بخزیت شهره شهر کردنست- وریه اراده کوامتی ظاهر شون ،  
 چون شجر شاخ بر دیوار \* نکنی که نهره آن شاخ از پشیمانی  
 برآوردن ، شاه اندازی + را فقیران عیب میدا فند ، یعنی  
 متکبر و مغتر را آدمی نهی خوانند- وقتی که رخصت شد ،  
 با خود قرار داد که آینده جاب نروم و روزی دوبار حاضر  
 شوم —

یکی پدرم گفت که اے برادر عزیز ،  
 دماغ آخر میروم ، یعنی هر روز  
 ضعیف میشود ، اگر صورت حفظ قرآن

حفظ قرآن عم  
 بزرگوار

شود ، چه طور است- التماس کرد که خوب ، بخاطر گزشت-  
 چنانچه در مدت یک و نیم سال مصحف عجیب را یاد  
 گرفتند —

(نقل عجیب) روزی باهم نشسته  
 بودند و دور میکردند که درویش  
 " اسد العه " نام پیراهن نیلی دربر ،

نقل عجیب و پیشین  
 گوئی وفات میر متقی

و کلاه نهد بر سر ، وارد شد - چون دوچار پدرم گشت ، گفت  
 که اے سیرابدیژ که بود جامه چو سفر دور و دراز اختیار  
 کردی و شداید راه ، خوا بیده بر خود هموار ساختی ؟ آن  
 عزیز دو بدو در قدم افتاد ، سرش در کنار گرفت و قریب  
 خود جا داد - عم من حیران این اختلاط شده پر سید که این  
 بزرگ کیست ؟ گفتنا آشنائے قدیم منست - حیران ترشد و التماس

نمود که برای رابطه این چنین ملاقات بسیار شرط است که این مورد  
 را گاهی ندیده‌ام. گفت که من و این مرید یک پی‌یریم، در دو  
 سال یکبار بغداد است ایشان حاضر میشد. یکم سوال کردم چه شود  
 که آثار مرگ بر من ظاهر شود، تا بکار گور پردازم و دل را بچیز  
 دیگر مشغول نسازم ارشاد شد که هر گاه این سیرا به پڑ کبود  
 جامه را بینی، یقین بدانی که قاسم دیگر زنده نهانی. دانستم  
 باش فرصت شهر من بسیار کم است. عهوی بزرگوار، از استماع  
 این کلمات سخت متالم شد و گفت افساءالعد من این واقعہ  
 را نخواهم دید. یعنی آن روز در جهان نخواهم بود، و این  
 غم نخواهم کشید. دمی که با آن تازه وارد سر حرت و اشد،  
 نقل کرد که از چندی دوکان من نمی‌گردد، یعنی سیرا به  
 مرا کسی نمی‌خرد، شب می‌بیمتتم روز می‌افداختم، دم و  
 دودی که داشتم، صرف خسارت شد، ناچار دل بدریا افکنده لب  
 خشک و چشم تر، بر خاک افتاده بودم، ناگاه خوابم در رود  
 دیدم که پیر بر سر استاده است و می‌گوید که "اے اسدالعد!  
 هر چند صعوبت سفر بسیار است و راه دور، اما یکبار  
 برخوردار تو با عای متقی ضرور؛ در میان من و او اشاره  
 ایست همین که تو خواهی رسید از خواهد فهمید؛ باید که زود  
 بروی و از کساد بازاری پریشان دل نشوی، که چون از آنجا  
 بر گردی، دکانت آنچنان گردد که سیرا به تو تبرک گردد -  
 برخاستم و دوکان را بشاگرد گذاشتم و فهم فان خشک، بطریق  
 زاک راه برداشتم باندک زمانی از حیفانی بهیفانی آمدم، یعنی از



کبوت جامہ بالکبر آباد رسیدم و ترا بہواک دل مشتاق دیدم۔ اکنون رفتن من باختیار تست ، ہرگاہ خواہی گفت ، انداز آنطرف خواہم کرد۔ پدرم متبسم شد و گفت کہ اے اسد اللہ اینہمہ بآہو سوار شدن از برائے چہ ؟ سیرا بہ ضایع نہی شود کہ این ہمہ دست پاچہ می شوی ، از گرد راہ رسیدہ ، رنج بے پایان کشیدہ ، اگر مشتاق ما فقیران نہ ، چندے برائے رفع ساندگی خود بہان شتاب چیست ، رخصت ہم اتفاق میشود ۔ بغلامے اشارت رفت کہ فرہن خوابش در حجرۂ عم من درست کند و آب بدست او ریزد۔ حاصل کہ ساعتے از خود جدا نہی گذاشت و بد لجویئی و مزاح گوئی می داشت —

(فائدہ) یکے آن مہمان عزیز سوال کرد کہ در مسئلہ رویت تردیدے دارم ، خدا خوانان دو جماعت اند ،

مسئلہ رویت میں گفتگو

جماعتے ہر ان است کہ روزے آن غیرت ماہ را چون بدر کامل تہاننا خواہیم کرد۔ عقیدہ جماعت دیگر اینکہ ادراک آن آفتاب از بصر بشر اسکان ندارد۔ فرسود کہ ما فقیران را ہیچ تردیدے نیست ، چون مقور شد کہ او عین عالم است ، بہر جا کہ نظر می افکنیم او بہ نظر می آید۔ در ہر کہ می نگریم او رو می نہاید۔ آن معنی بہر صورت جلوہ گر است و دیدار او بشرط نظر میسر۔ القصہ بعہد یک ہفتہ رخصت شد و گل بانگ بر قدم زد۔

(حکایت جالسوز) صبح عید عہوی من تبدیل رحمت کردہ بمصلی رفت ، از آنجا کہ آمد ، در سینہ اش دردے

بیماری و وفات عم بزرگوار

ظاهر شد؛ بشدتی که رنگ رویش شکست و قرار از دل رخت بست. والد مرا طلبید و گفت دردی دارم که بکمال بے دردیست؛ یافته ام این درد عاقبت ندارد\* و خفگی بورتبه ایست که نفس تنگی می کند؛ غالباً جان فاتوان طاقت ندارد - عبایه† را از تن من بکشید ‡ که خوش نمی آید، گلاهم دور بیندازید که بر سر گرافی می نماید، جانم ناتوان است، بیمار من گران است. چون شام شد، آن درد عام شد، شور آه آهش بلند گشت، هبگی یکدل درد مند گشت، دسے که بضبط پرداختے، خود را غنچه ساختے، گھے که از درد نالان شدے، چون گل پریشان شدے، وقتیے دانش بسیار گرفتے، آه آتشناک کشیدے، دود جگر که کباب گذشته لا بود، باسپهان رسیدے اگر سخن را ندے، این رباعی خواندے - لہ صنفہ :-

وقت است کہ رو بہرگ یکبارہ کنیم  
 آن درد نداریم کہ ما چارہ کنیم  
 بیماری صعب عشق دارد دل ما  
 گر جامہ گذاریم کفن پارہ کنیم

چون پاسے از شب گذشت، کار از بے طاقتی برو تنگ شد  
 باپیر گفت کہ آخر دل سختی کشیدے، دیدے من کباب سنگ شد ☉  
 تو خون آگاہ را از این میخانے، اگر تہ شیشے از عہر من باقی

\* یعنی انجام خوب ندارد + پوراہن کہ زیر جامہ باشد  
 † یعنی منم تن دانداز ☺ یعنی بیماری بشدت دارد  
 ‡ بمعنی ازگار رفتہ یعنی سوختہ ☻ جامہ گذاشتن  
 بمعنی مردن ☼ نوع از کباب

مانده باشد ، بکسے دیگر بده کہ درد قوشی باین درد کشیدن  
 جگرے می خواهد ، من ازین جان شیرین قلخی مرگ را صد  
 مرتبه گوارا ترسی بینم ؛ توجہی کن کہ آسان بویرم ، بخشائے  
 کہ آرام بگیریم - آخر شب کلاه شب پوش را بہن بخشید و چشم  
 از غابۃ ناتوانی بپوشید - دمی کہ شب شکست یعنی سفید صبح  
 دید ، جان الہناک او بر لب رسید ، موذن مسجد "الہ اکبر"  
 گفت ، آن بیمار شب زندہ دار بخت ؛ یعنی دست بر دل  
 نہاد و جان بجان آفرین داد -

پیر او دستار بر زمین زد و گریبان درید و ازین واقعه  
 جانکاه انہما بر سینہ برید - مرید آتش خاک بر سر و داغ برجگر ،  
 با صد پریشافی ، چنانکہ میدانے ، بر سہمیات مردہ او پرداختند  
 و جنازہ آن درد مند را درست ساختند -

عشق دردی بے دوائے بودہ است

بہر جان و دل بلائے بودہ است

ہر گاہ برائے نیاز استنادند ، اکثرے برخاک افتادند ، پدرم  
 گفت کہ اے ناواقف پاس آشنائی ، دیر معلوم شد کہ بیوفائی ؛  
 آنچنان گرم رفتی کہ سینہ موافقتی ، یاران این چنین نہیروند ،  
 غمخواران بیہرروت نہی شوندند -

چہ شد آن وفا و عہد یکہ تو وعدہا نہودی

بتو من چہ گفتہ بودم ، تو بہن چہ گفتہ بودی

بزرگان درہ بر تابوت گذاشتند ، یعنی بعزت تہامش

برداشتند، آه پیر برسم عالم مردگان، پیش پیش روان، معتقدانش  
سیلاب سیلاب سر شک افشان- مردگ او را بیرون شهر بردند و  
بگوشه باغی بخاک سپردند، گلها افشانند، فاتحه خوانند،  
سلاطین بیحد کشیدند چاره جز صبر ندیدند -

روز سیوم که عزیزان شهر برای فاتحه آمدند، پدرم گفت کسیکه این چنین عزیزش مرده باشد، اگر او را عزیز مرده گویند سی افتد- از امروز مرا عزیز	میر متقی نے اپنا لقب عزیز مرده رکھا۔ میر صاحب کارنج و الم
---	---

مرده سی گفته باشند، چنانچه در شهر بهمین لقب شهرت گرفت-  
روزے صدبار گریستے، بهال مردگان زیستے - منکہ بغل پروردہ  
او ہوں، حوائج خود را باو سی گفتم، با او سی خوردم، با او  
سی خفتم، روزها پاک میکردم، شعبها فریان میکردم- درویش عزیز  
مرده بدلجوئی سی پرداخت، و بہیچ وجہ آروردہ دلم نہیں ساخت  
گاہ سی گفت کہ اے پسر من ترا بسیار میخواستہم، اما ازین غم  
میکاہم، کہ من نیز بر سر راہم- گاہ سی گفت کہ ماہ من! نہ طفل  
ہالذہ العہد الدہ کہ دہ سالہ؛ چہ بہ کاشش اُفتادہ، آخر درویش  
زادہ، دل را قری دار، خون را بخدا سپار، شان بزی و خوش  
بہان، مرا طرح کش، خود بدان- جان من! مگر طفل شیری کہ ہر  
زمان دالگیری، اندیشہ خون چرا داری، وارثے چون خدا داری،  
رفتگان باز نہی آیند، گزشتگان رو نہی نمایند- اے پسر دنیا  
در گذر است و ہر کرا سی بینی در جناح سفر، نہ پنداری

• بمعنی شیر خوارہ + بمعنی فرمان بردار  
‡ در تہمت سفر

کہ جاے بودنت جہان است، این قرار داند مجلس روان ست،  
حاضران رفتہ اند، نشستگان گذشتہ اند، غنچہ پیشانی مشو، چون  
گل شگفتہ رومی باش، بہار این چہن رفتنی است، بعہت دل  
مخراش۔ مقاسو خانۂ آفاق را چنان ساختہ اند کہ درو چون تو  
بسیارے دل باختہ اند؛ تا واقف راہ و رسم این جا نشوی،  
زینہار کہ این راہ فروی؛ در حریفان سخت باز و طرار،  
مٹہیست۔ قہار و راہ قہار۔ ہر روز ازین قسم سخن کرے،  
و بناؤ تہامس پروردے۔

(نقل است) روزے بہ تابع کامی تمام  
حلوائے مرگ قسمت می کرے کہ جوانے  
سرو اندام، احمد بیگ نام، شکرے رنگہ  
دائۃ چند شکر انگور بر دست گذاشتہ،  
قدر گزارانید و گفت، تازہ از ولایت

احمد بیگ جوان کا آنا  
'وہ اردہ حج کو ترک  
کر کے سرید ہونا اور  
کسب و ریاضت کیے بعد  
حج کو جانا

آمدہ ام و ارادہ حج دارم، چون وارن شہر شدہ، آوازۂ درویشی  
تو شنیدم، مشتاق شدہ بخدست ساسی تو رسیدم۔ گفت مگر  
نشیدہ۔

چرا بیچے خود اے کعبہ رو نہی اُفتی

ہہان توئی کہ بفرسنگ می نہایندت

اولاً خود را در یاب، انگاہ برائے کعبہ بشتاب، کعبہ عبارت از  
دلہائے خستہ درویشان است، و مقصود دست و بغل ہائے چگر  
ریشان اگر دل ایشان بدست آید، کعبہ مراد ہے سعی نہاید؛

ازین جاست کہ کسی گفتہ، رفتہ است -

و کعبہ آیم و رشک آیدم بہ خوفناہی

کہ از زیارت دلہاے خستہ می آید

دل درویشان جاے خوشیست، این ویرانہ را ہواے

خوشیست، دل را منزل آن ماہ می گویند، مقصود از ہمین در

می جویند۔ سالکے بہ طوات کعبہ رفتہ ہوں، کسی را در آنخانہ

ندید، بادل پر آرزو ناکلم بر گردید، در ہمان حال گفت:-

کعبہ را دیدم دل من درن تنہائی گذخت

مجاس آرائے کہ مارا خواند خون مہمان کیست

افچہ تو می گوئی محرم حرم نیز ہمین گویند، کسی را کہ

تو می جوئی، کعبہ ہم او را می جوید -

ہر کرا دیدم چو من گم گشتہ تحقیق ہوں

کعبہ را ہم بے تکلف در بیابان یافتم

گرد دلہا بگرد کہ طوات حرم ایست، بلا گردان خود شو

کہ مطالب عہدہ ہمین است، وجود غیر موجود نیست و کسی

بے او مشہود نہ -

گفتم بحرم محرم این خانہ کد امست

آہستہ بہن گفت کہ بیگانہ کد امست؟

سرا بر جوانی تو رحم می آید کہ رنجہا خواہی کشید و

بہ طلب نخواستہ رسید، سخن درویشان بگوش جان بشنو، چندے

فروکش کن و ازین جا مرو۔ جوان چون روے دل از درویش

دید، سر را از فرمان نہ پیچید، یعنی رحل اقامت انداخت

و بر ریاضت شاقہ پرداخت۔ ذہن سلیھے داشت، کسب کرد و در

مدت هفت ماه بمراتبه کمال رسیدند - پیوسته باین خوبی جوانی باین محبوبی، پیوسته باین حالت، جوانی باین کیفیت، پیوسته باین کمال، جوانی باین حال، پیوسته باین عنایت، جوانی باین ارادت، پیوسته باین نظر، جوانی باین اثر، دیده رزگار کم دیده، و گوش جهانیان کم شنیده - روز و شب چون شکر و شیر، یعنی صحبت بسیار در گیر، پیر را دمی نمی گذاشت، بچوان عزیز شهرت داشت - اتفاقاً زر توفیقے از جائے بدست پیر آمد، جوان را گفت که برین متصرف شو و سفر حجاز برو - بعد از نماز صبح زیر پیچ دستار و سجاده مخرابی عنایت کرد و رخصتش نمود -

وفات میر معتمد متقی (حکایت جانکاه) روزی درویش عزیز مرده برای عیادت همشیره زاده

برادر عزیز که معتمد باعث فام داشت؛ عالم، فاضل، متصوف، کامل بود، بعالم گنج که معتمد ایست مشهور از اکبرآباد، در آفتاب گرم رفت، چون شام بر روز سیاهی زدن آغاز کرد، از آن جا بانداز خانه روان شد، عشائین را در مسجد خود آمده ادا نمود. هرگاه بر فرش خواب رفت و من حاضر شدم، گفت "اے پسر حرارت آفتاب در مزاج من تاثیرے کرد؛ است - صداعے دارم؛ از آثار معلوم می شود که تب خواهم کرد - غداے شب نخورد و خوابید؛ صبح که برخواست؛ تبیے بشدت داشت - طبییے "ابوالفتح" قام معالج قدیم او بود، آمد و تبرید کرد؛ تسکین نیافت؛ مبالغه در مبردات فوق الحد نمود؛ سود مند نیفتاد - تب درویش بندی شد؛ یعنی هر روز شام می آمد

و تھام شب می ماند، برائے تب بستن قد بپورھاے بے شمار  
 می کردند، اما از هیچ یکے این عقده سخت کشاکش نشد۔ پس  
 از ماھے مشخص گردید کہ این تب متشبهت بقلب است و  
 استخوانی شدہ است یعنی این درویش نحیف کہ مشت  
 استخوانی بیش نیست، مبتلاے رفج باریک است۔ بہن گفت  
 کہ اے پسر! جان من صرف نیاز است و جسم وقف گداؤ، رغبتے  
 با غذایم نیست اگر می خورم، گرانی می کند، دوائیکہ صبح  
 طیب می دہد، تا صبح دیگر کفایت است، می خواہم کہ  
 تا بچیرم، ترک غذا بگیرم، پنج شش دستہ ہاے نرگس از بازار  
 بطلب کہ بشرط حیات گاہ گاہ بو کردہ آید۔ بہوجب ارشاد  
 طلب داشتیم و پیش او برابر گذاشتم، ہر گاہ چشم می کشاد،  
 دستہ بدست گوفتہ بو می کرد و می گفت "الحمد لله کہ سیر  
 شدم"۔ چون بترک غذا پرداخت ما بیکسان را از خون ناسید  
 ساخت، طاقت از دست و پا رفت، کار نا توانی بالا رفت،  
 سخن بسیار کم راندے، نماز باشارت خواندے۔ بیست و یکم  
 رجب حکیم، بعات قدیم، کاسہ تبرید آورد، درویش ابرو  
 ترش کرد و نخورد و آن کاسہ دوا را بر زمین زدہ گفت کہ  
 اے مردہ شو بردہ تاثیر دوا از روز اول ظاہر بود، من پاس  
 تو می کردم کہ می خوردم، افسوس کہ نہ فہمیدی، برو دست از  
 من بردار، نا قباحت فہمی مرضی است کہ علاج ندارد۔ افکاد  
 حافظ معہد حسن برادر کلان مرا کہ برادر اندر \* بود، طلب

---

\* (ن) بے مات، برادر اندر برادر علاتی را گریند کہ از  
 بطن دیگر باشد



نبود و فرمود که "من فقیرم و هیچ ندارم" مگر سه صد جلد کتاب، رو بروی من بیارند و حصهٔ برادرانه گردی بگیرد. او التماس کرد که من طالب علمم، کرم این کار مرا بیشتره است و این برادران ربطی بکتاب ندارند، گزاره های اوراق چیده خواهد شد، یکے کاغذ باد خواهد ساخت، یکے دو آب خواهد انداخت، اگر پیش من امانت گذارند، خوبست و گرفته مختار اند. پدر از مزاج ناساز او خبر بود، شانه گیر شد؛ و گفت چه شد که ترک لباس کردی؟ لیکن کج پلاسی تو هنوز نرفته است، می خواهی که طفلان بیچاره را بازی دهی، و پس از مرگ دل بخرابی ایشان نهی؛ دانسته باش که حق تعالی غیور است، و غیور را دوست میدارد، غایب که سیر محمد تقی دست نگر تو نشود، اگر بنوع دیگر پیش خواهی آمد، کاسه بر سوت خواهد شکست، و نقش عزت تو پیش این بابا نخواهد فشست. خواهی دید اگر بهران خواهی رسید، برای یک جلد کتاب پوست تو خواهد کشید، کم کاسه شایسته بی اعتباری است، بخل و حسد دلیلی ذلت و خواری است، خوب است کتابها را بدر و نگاه دار. پس انگاه روی سخن بهن کرد، گفت که ای پسر قرضدار سه صد رویه بدانان بازارم امید که تا ادا کنی مردهٔ مرا بر فداری که من سکهٔ درست، مرده بودم و در همه عمر دغا بازی نه نموده ام. عرض کردم که غیر از

• یعنی کوشش بسیار درین کار دارم + یعنی اعتراض شد

‡ یعنی رسوا خواهد کرد † یعنی مضبوطالوضع

جگہ ہائے کتاب دم و پوستے\* بنظر نہی آید، آنها را بمرادر  
 کلان سپردید، ادائیگی قرض چسان توانم کرد - چشم پر آب نبود  
 و گفت "خدا کریم است، دل تنگ نباید شد" - کاغذ زر + در  
 راہ است، قریب می رسد، می خواستم کہ تا رسیدن زر زندہ  
 بمانم، اما فرصت عہر کم است، ماندن نہی توانم - در حق من  
 دعا کرد و حوالت با خدا کرد، ساعتی نفس شہرہ، آخر  
 حساب سپرد † -

— (بے سروتی برادر) —

درویش چون چشم پوشید، جهان در چشم من سیاه گردید،  
 حادثہ عظیمی رو داد، آسمان در من بیفتاد، دریا دریا گریستم،  
 لنگر از نف دادم، سر را بر سنگ زدم، بر خاک افتادم -  
 کل و مکمل بسیار شد، قیامت پدیدار شد، برادر کلان من  
 ترک مردم داری<sup>۱</sup> گرفت و بے چشم و روی<sup>۲</sup> اختیار نمود -  
 دید کہ پدر آستین کہنہ داشت □ و بہ بے کسی جامہ گذاشت،  
 قرضخواہان نامن گیر من خواهند شد، پہلو تہی<sup>۳</sup> کرد و گفت  
 کسانیکہ ہمگیر فرز و نعم بودند، آنها دانند و کار آنها، من  
 در حیات پدر دخیل کارے نگذشتم، از وقف اولادی<sup>۴</sup> گذشتم -  
 سجادہ نشینان او سلامت باشند، سر را می کنند، رجہہ را  
 میخراشند، آنچه مصلحت وقت خواہد بود، خواهند نمود -

\* یعنی سرمایہ + کاغذ ہندی † یعنی مرد  
 † یعنی مضطرب شدم ‡ یعنی شور و ہنگامہ  
 ۱ یعنی ظاہرداری □ یعنی بے حیائی  
 □ یعنی انلاس داشت † کاغذہ کردن (بمعنی ورقہ)

منگہ تازہ بیگس شدہ بودم، چون سفینان بے تہ او را شکر دادم،  
 غم و غصہ بسیارے خوردم، التاجا باو نبردیم، کھر را محکم بستیم،  
 نظر بر خدا نشستیم۔ بذالان بازار دو صد روپیہ دیگر آوردند،  
 و سہاجت از حد بردند، پاس وصیت درویش بود، قبول نکردیم،  
 ہمد را بزبان داشتیم، یعنی ملول نکردیم۔

در ہمین حال آدم سید مکمل خان کہ مرید عم بزرگوار  
 من بود با ہندوی پانصد روپیہ تازہ سکہ رسید، و درد شریک  
 من گردید، سہ صد روپیہ بقرضخواہان داد، فارغخطی گرفتم  
 و بصد روپیہ درویش را برداشته بردم و در پہلوے پیرو او  
 بضاک درآوردیم۔

— (حقیقت من دل ریش، بعد واقعہ درویش)۔

بے مروتی ہائے آسمان را دیدم، ستہائے روزگار کشیدم،  
 نے نے گناہ فلک و جرم زمانہ چہیست، من ستارہ فداشتم کہ  
 سایہ چندین آفتابے از سر حدہ من رفت، ہر چہ کرد، طالع من  
 کرد، غیر از دست خود بر سر نیافتیم، یعنی کسی را سایہ گستر  
 نیافتیم، خانہان برسر غیرت نہادیم، زینہار بر در کس نہ  
 ایستادم، ہم بہصرف طلب آشنا نگرید، چشم من بہ بہیچ چیز  
 نہوید، سایہ دست کسی نہ گرفتیم، و سر دستے بہن کسی  
 نگرفت، یعنی خدائے کریم مرا شرمندہ احسان کسی نکرد،  
 و دست نگر برادر کہ برسو من داشت، ساخت، نقل ماتم

\* (ن) "حد" نہیں ہے۔ یعنی امانت کسی نہخواستیم

† یعنی کسی امداد نہوید، آج گناہے از کینہ کردی

دارویش قسمت ساختیم؛ کار را به لطف خداوند اداختم -  
 دم خود را بپرداز خورد سپرده بتلاش روزگار در اطراف  
 شهر استخوان شکستم؛ لیکن طرفی نه بستم؛ یعنی چاره کار  
 در وطن نیافتیم؛ ناچار بخریت شتافتیم؛ رفیع راه بر خود هموار  
 کردیم؛ شداهد سفر اختیار کردیم؛ بشاهجهان آباد دهای رسیدیم؛  
 بسیار گزیدیم؛ شفیقه ندیدیم -

خواجۀ محمد باسط که برادر زاده  
 صاحب الدوله امیرالامرا بود عنایتی  
 بحال من کرد و پیش قواب برد -  
 چون سرا دیدم پرسیدم که این پسر از

میر صاحب کاندهای جانا  
 اور امیرالامرا کا روزینہ  
 مقرر کرنا

کیست؟ گفت از میر محمد علی است؛ فرسود از آمدن این  
 پیدا است که ایشان از جهان رفته باشند - پس از افسوس  
 بسیار سخن زد که آن مرد بر من حقها داشت - یک رده پیه روز  
 از سرکار من باین پسر میداد؛ باشند - التماس نمودم؛ اگر قواب  
 لطف می فرماید دستخط کرده بدهد که جای سخن متصدیان  
 نهاد - التماسی که نوشته بودم؛ از کیسه برآوردم - ناگاه از  
 زبان خواجۀ مذکور برآمد که وقت قلهدان نیست؛ چون این  
 سخن شنیدیم؛ بقای قباخ خاندیدیم - قواب در روی من نید و سبب  
 خنده پرسید - عرض نمودم که این عیار قباخ نهمیدیم؛ اگر  
 ایشان می گفتند؛ قلهدان بردار حاضر نیست؛ این حرف  
 گنجیش دانست؛ یا آنکه وقت دستخط قواب نیست؛ پابندی بود

وقت قلعہ دار فہستہ انشاء تازہ است - قلعہ دار چوہی پیش  
 نہی باشد وقت و غیر وقت نہیدانند بہر فغریکہ اشارت رون  
 برداشته بیارک - نواب بخندہ در آمد و گفت کہ معقول می گوید -  
 عرض تکلیف مرا برخاک نینگندہ قلعہ دار طلبیدہ و آن انتہاس  
 بشرف دستخط رسید - روز دربار بادشاہ ہوں کہ ہر بستہ  
 باستانہ بعنائیت تہامم میان داد - تا عہدیکہ قادر شاہ بر  
 محبہ شاہ کہ حالا بفروردوس آرامگاہ ملقب است مسلط شدہ  
 و نواب مذکور بسبب پیش جنگی گشتہ افتادہ آن روزینہ می  
 یافتہ فہن و نہک میشودم و ہسر میہورم -

بعد این انقلاب باز روزگار سنگین دل کار را بر من تنگ گرفت کسائیکہ پیش درویش خاک پای سرا کحل بصر می ساختند یکبار از نظرم انداختند - ناچار بار دیگر بدھلی رسیدم و منتہائی بے منتہائی	امیر الامرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ دھلی جانا اور اُن کے سامنے سراج الدین علی خان آرزو کی بد سلوکی
--	---

خالوے برادر کلان کہ سراج الدین علی خان (آرزو) باشد کشیدم  
 یعنی چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شہر خواندم -  
 چون قابل این شدم کہ مخاطب صحیح کسے می توانم شدہ  
 نوشتہ اخوان پناہ رسید کہ میر معہد تقی قندہ روزگار است  
 زمینہار بہ تربیت او نباید پرداختہ و در بودہ دوستی کارش  
 باید ساختہ - آن عزیز دنیا دار واقعی ہوں نظر بر خصوصیت  
 شمشیرہ زندہ خود بد من اندیشیدہ اگر دہ چار می شدم

چار چار می ژد\* و گر اعراض می کردم فواخوانی می نمود؛  
 هر روز چشمش بدنبال من می بود؛<sup>۱</sup> اکثر سلوک مدعیانہ  
 می کرد - چه بیان کنم که ازو چه دیدم؛ چگویم که چه حالت  
 کشیدم؛ هر چند پندہ دہانی اختیار می کردم؛ او از حلاجی  
 دست نمی داشت؛ با صد ہزار احتیاج یک رویہ ازو  
 نمی خواستم؛ اما سلاخی نمی گذاشت - خصی او اگر بہ تفصیل  
 بیان کردہ آید؛ دفترے جداگانہ می باید؛ خاطر گرفتہ من گرفتہ  
 تر شد؛ سونا کردم؛<sup>۲</sup> دل تنگ تلگ تو گردید؛ وحشتے پیدا  
 کردم؛ در حجرہ کہ می بودم؛ درش می بستم و باین کثرت غم  
 تنہا می نشستم - چون ماہ بر می آمد؛ قیامت بر سر می آمد؛  
 هر چند از آن هنگام کہ داید ام دم رو شستن ماہ ماہ می گفت  
 و من بسوے آسمان می دیدم؛ دفترے بہاہ میداشتم؛ ایکن نہ  
 باین مرتبہ کہ کارم بدیوانگی کشد و وحشت بجائے رسد کہ در  
 حجرہ من باندیشہ □ باز کنند و از صحبتہم احتراز نہایند -

(نقل تحفہ) در شب ماہ پیکرے

خوش صورت؛ با کمال خوبی؛ از جرم

قہر انداز طرف من می کرد و موجب

بہر صاحب کی حالت  
مجنونانہ

بے خودی می شد - بہر طرف کہ چشم می افتاد؛ بران رشک

پری می افتاد؛ بہر جا کہ نگاہ می کردم؛ تہاشائے آن غیرت حور

می کردم؛ در و بام و صحن خاڈہ من ورق تصویر شدہ بود؛ یعنی

\* یعنی کلابہ می کرد

۱ یعنی جنون پیدا کردم

۲ یعنی بہبودہ ٹوٹی می کرد

۳ یعنی خرابی من مہتہ خواستہ

□ بوجہ یہاں

ان حیرت افزا از شش جهت رو می فہود، گاہے چون ماہ  
 چہار ماہ مقابل، گاہے سیر گاہ او منزل دل۔ اگر نظر بر گل  
 مہتاب می افتاد، آتشے در جان بے تاب می افتاد، ہر شب  
 باو صحبت، ہر صبح بے او وحشت، دمیکہ سفید صبح  
 می رسید، از دل گرم آہ سرد می کشید، یعنی آہ می کرد و  
 انداز ماہ می کرد۔ تمام روز جنون می کردم، دل در یاد او  
 خون می کردم، کف بر لب چون دیوانہ و مست، پارہ ہائے  
 سنگ در دست، من افتان و خیزان، مردم از من گریزان  
 تا چار ماہ، آن گل شب افروز رنگ تازہ می ریخت و از فتنہ  
 خرامہا قیامت می انگیخت۔ ناگاہ موسم گل رسید، داغ سودا  
 سیاہ گردید، یعنی چون پریدار شدم مطلق از کار شدہ، صورت  
 آن شکل وہمی در نظر، خیال زلف مشکیمش در سورا شایستہ  
 کفارہ گیری شدم، زندانی و زنجیری شدہ۔

ہمسر فخرالدین خان کہ مرید درویش  
 بود، قوابت قریبہ داشت، زر بسیاری  
 خرچ فہود، پر بخوانان افسون دمیدند۔

اطیا کے معالجے سے میر  
 صاحب کا صحت پانا

طیبیان خون کشیدند۔ تدبیر اطیا سود مند افتاد، پائیز  
 آمد و بہار ریخت، سلسلہ جنون از ہم گسیخت، نقشے کہ  
 وہم بستہ بود، از صفحہ خاطر محو شد، در سے کہ از جنون  
 خواندہ بودم، فراموش گشت۔ لب با سکوت مانون شد، پریشان  
 گوئی موقوف شد، تر طیب دماغ کردند، جواب افزون، طاقت

وقتہ باز رو نمود، یعنی بحال آمدم و بدخواہی رفت؛ از پیش نظر آن چہرہ مرتدابی وقت پس از چندے رو بصحت کامل آوردم و شروع بخواندن قرسل \* کردم۔

(فقل) روزے برسہ بازار، جز کتابے  
در دست نشستہ بودم، جوانے میرجعفر  
نام ازان راہ گذشت، نظرش بر من  
میرجعفر سے تعلیم  
حاصل کرنا

افتاد و تشریف داد۔ بعد از ساعتے گفت کہ اے عزیز دریاقتہ  
میشود کہ ذوق خواندن داری، من ہم کشتہ کتابم، اما مخاطبے  
فہمی یابم، اگر شوق داشتہ باشی، چاندے می رسیدہ باشم۔ گفتم  
دستے ندارم کہ خدمتے از من بیاید، اگر نلکہ این رنج بر خود  
گوارا کنی، عین بندہ فراوی است۔ گفتا اینقدر هست کہ تہ پاتا  
فباشہ، یا بیرون نہی گزارم۔ گفتم خدایے کریم آسان خواهد  
کرد، اگر چہ من ہم چیزی ندارم۔ یا ورتہای آن نسخہ درہم را  
مطابق سرصفحہای آئندہ کردہ داد و رفت ازان روز اکثر ملاقات  
آن ملک سیرت و آدم صورت اتشاق می افتاد، و بلطف نہایتم  
زبان میدان، یعنی دماغ خود می سوخت و سرا چیزے می  
آسوخت، تا مقدور من نیز بالمش فرم زیر سر او می گذاشتم،  
یعنی صورت او بود، آنچه میسر میداشتیم۔ ناگاہ خطے از وطن  
او کہ عظیم آباد بود، رسید، و آقہرک رخت خود کام و نا کام  
پان صوب کشید۔

\* یعنی مکتوبات می خواہم (ن) شوقی کامے

† یعنی چیزے ہرے ناشنا باشد



بعد از چندے با سعادت علی نام  
سیدے کہ از اسروہہ بود برخوردارم -  
آن عزیز مرا تکلیف موزون کردن

ریختے میں  
سید سعادت علی کی  
شاگرنی

ریختہ کہ شعریست بطور شعر فارسی بزبان اردوے معلی  
بادشاہ ہندوستان و دران وقت رواج داشت کرد - خود کشی\*  
کردم، ر مشقی خون بہر تپہ رسا قدم کہ موزونان شہر را مستند  
شدم، شعر من در تہام شہر درید و بمرش خون و بزرگ  
رسید۔

یکروز خانوی کتائی بر طعاسم طاہیدہ  
قاضی ازہ کشیدم، بیہوزہ شدم دست

رعایت خان کا توسل

در طعاسم فا کردہ برخاستم - چون پائے چواغے ندانستم، شام  
از خافتہ او برآمدہ راہ مساجد جامع پیش گرفتم - اتفاقاً راہ  
غاط شدہ بر حوض قاضی کہ آبگیر حورانی نزدیک بحویلی  
وزیرانہانک اعتماد الدولہ واقع است رسیدم و آب کتیدم -  
آفتابا علیم اندہ نام شخصے پیش آمد و گفت کہ شہا میر معہد تقی  
میر فباشید؟ گفتم از چہ ساختی؟ گفتا طور سوداگیانہ شہا  
مشہور است، رعایت خان کہ پسر عظیم اندہ خان یزوتہ  
اعتماد الدولہ قہرالدین خان باشد، از روزیکہ زادہ طبع فکتہ  
الکیز باو رسیدہ است، نتیجہ مرادہ برتر از پیش دارد؛  
اگر بدست من ازہ دیسہ رسد، بہر مسرتش من گردن -  
رفتہم زندانہ نمیشاید، بہر حال، بہر نام کہ تم کردہ، تہتمی

چہد بلوغ  
تہتمی اردو۔

از بستن و از قید تنگدستی رستم۔

شاه درانی کا دانی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا	ہنگامے کہ شاہ درانی بلاہور آمد و شاہنواز خان پسر ذکریا خان کہ صوبہ دار آفجا ہوں، گریخت، وزیر
---	--

و صفدر جنگ و ایشر سنگہ پسر راجہ جے سنگہ کہ زمیندار  
کلانے ہوں، بادشاہ زادہ احمد شاہ را باخود گرفتہ بجنگ او  
بر آمدند۔ آن طرف سرھند بو وزیر گولہ رسید و زمیندار  
مذکور بس خم زدہ۔ صفدر جنگ و معین الہلک کہ پسر وزیر  
شہید باشد، احمد شاہ را سوار کردہ، جنگ افغانان زدند۔  
من درین سفر باخان منظور ہوں و خدمتہا سی نمودم، ہر گاہ  
شکست قاحتی بر لشکر افغانان افتاد و گریخت، معین الہلک  
ناظم لاہور شد۔ خان مذکور چون عضو از جا رفتہ، ترک رفاقت  
او گرفتہ، با صفدر جنگ روانہ شہر شد۔

معہد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت نشین ہونا	قریب پانی پت کہ شہر یست مشہور، چہل کر رہے شاہ جہان آباد، خیر رسید کہ معہد شاہ بان جہان خرامید،
--	--

عائے لکہ روزگار خورد۔ صفدر جنگ لکہ برابر زدہ،  
چتر و تخت پیش احمد شاہ آورد۔ فوبت سلطنت پار رسید،  
با کز و فر تہام داخل شہر شد۔ این جا جاوید خان کہ خواجہ  
-رات باد شاہ مرحوم ہوں بخطاب فواب بہادر مخاطب گشت

\* یعنی گریخت + یعنی پانچ سال شد

+ لکہ برابر زدن = تباہ کر دین

و اختیار سلطنت بدست او افتاد-

هر روز اختیار جهان پیش دیگریست

دولت مگر گداست که هر روز بر دریست

صفر جنگ کی وزارت | وقتیکه نظام الملک آصفیاه در دکن فوت گشت، منصب وزارت به

صفر جنگ رسید و سادات خان ذوالفقار جنگ به بخشگیری سر فراز گردید. امارت وزیر حال بجای رسید که بال و گوپال او را شاه هم نداشت. بخشی حال، راجه بخت سنگه را که زمیندار کلان کار نام گرفته بود، و برادر کلانش ابهت سنگه ریاست جوده پور داشت، نیابت صوبه اجپیر داد، بر روی او خوانید. راجه مذکور خانرا سردار فوج نموده با خود برد. در ظاهر ساسر که قصبه ایست معروف، بیست گروه این طرف اجپیر، هر دو لشکر طرف شدند و جنگ توپ خانه بهمان آمد. مردمان طرف ثانی پاس نمک نکرده، چون غیرت بحراسان یک روز هم تن ندادند، تا بجان دادن چه رسد. فاجار رئیس آن طرف ملهار را که در سرداران دکن نام برآورده مردی بود، در میان داده سر بسر کرد و رفت. من پس از صلح برای حصول سعادت زیارت درگاه فلک اشتبانه خواجه بزرگ رفتم. و سیر آن نواحی کرده برگشتم —

\* یعنی شان و شوکت + مشهور + (ن) ابهی

§ یعنی مقابل شدند ؛ یعنی صلح کرد و رفت

سات خان ذوالفقار | این جا در امرے زبانبازی بیہیان آمدنہ  
 جنگ اور بخت سنگہ | راجہ بخت سنگہ ابرو قرش کرد،  
 کی نزاع | صحبت خان و اوہ قروتی شد +۔

ستار قای خان کشمیری کہ صورت بازی بیش نہون، برو صد  
 دهنہ خواند، کار بنزاع کشید، خان صوفہ خون ندیدہ، مرا  
 فرستاد و ہندوہ زبانہ خواست۔ رفتم و از جانب او  
 مصحف خوردم کہ آئندہ چنین نخواهد شد، اما دانش آید  
 نخورد، و صرفہ نداد □۔ زر تلمذواہ مردمان رسالہ شہگی  
 فرستاد و خیر باد کرد۔ بارے بخیر گذشت، خان از آن جا  
 و اسوختہ ✕ بشہر آمد، و چندے در خانہ نشست۔

(نقل) شب ماہ بر مہتابی پسر | میر صاحب کی  
 خوانندہ رو بروے خان نشستہ بود و | نازک سزاجی  
 می خواند، چون مرا دید، گفت کہ

میر صاحب دو سہ شعر ریختہ خون باین بیاموزید کہ این  
 طفل در بستہ ○ بکار درست کردہ بخواند۔ گفتیم کہ من نقش  
 این کارفہارم ✕۔ گفت شہارا بسر من۔ چون پایہ تعبیت  
 در میان بود، ناچار حکم او کشیدم، پنج شعر ریختہ باو آموختم۔  
 ما بسیار بر طبع نازک من گران آمد، آخر بعد از دو سہ روز  
 خانہ نشین گشتم۔ ہر چند لطیف فرمود، رفتم و ترک آن روزگار

\* (ن) 'خان و او' نہیں ہے + یعنی صحبت ہے مزہ شد  
 † یعنی صد قسم سخن، ہر وہ گوئی، ‡ یعنی قسم خوردم  
 " اعتبار نکرد □ یعنی فرصت نداد ✕ یعنی اعراض کردہ  
 ○ نام بردہ ایست ✕ از عہدہ کار بر نیامدن

گرفتیم۔ مروت ذاتی آن مرد نگذاشت کہ فقیر را فنا کاہ  
 گذارد۔ برادریم میر محمد رضی را نظر درخاقت من اسپ  
 از خانہ خود داد و نوکر کرد۔ چون پس از مدت مدید  
 رفتہ ملاقات نمودم، عذر بسیاری نمود، گفتیم، گذشتہ  
 را صلواتاً —

هر گاہ چندے بر این گذشت تلاش  
 نواب بہادر کی ملازمت  
 روزگار بخانہ نواب بہادر کردم و  
 نوکر شدم۔ اسد یار خان بخشی فوج او احوال سرا نقل کردہ  
 اسپ و تکلیف توکری معات کنانید۔ پاس من از حد پیشتر  
 می کرد و پہلو می داد\* خدایش خیر نہاد —

ایامی کہ قائم خان پسر محمد خان  
 جنگ وزیر با افغانان  
 بنکش بجنگ رھیلہ ہا کشتہ شد  
 و صفدر جنگ برائے ضبط کردن خانہ او رفت، من بتقریبی  
 باسحاق خان نجم الدولہ جہت سیر آن طرت رفتیم۔ چون با  
 احمد خان برادر خورد قائم خان جنگ عظیم روداد، فوج  
 وزیر شکست خورد، و اسحاق خان کُشتہ افتاد، بان لشکر  
 شکستہ باز بشہر رسیدم و تصدیع بے حد کشیدم۔ وزیر باز  
 دیگر لشکر کشید و افغانان را مغلوب ساختہ بہ تسلط تھام  
 در حضور آمد۔

در حینے کہ ذوالفقار جنگ میر بخشی  
 فیروز جنگ کی وفات  
 بسبب خصوصت نواب بہادر از پایہ  
 اور میر صاحب کا  
 خود افتاد و فوجت اسیر اسرائی  
 مطول کا پڑھنا

یہ غازی الدین خان فیروز جنگ، پسر آصف جاہ رسید۔ او  
برائے نظم و نسق صوبہ دکن رفت و در راہ ہیضہ کردہ در  
گذشت۔ خلعت بخشیدگری عہد الملک پسرش پوشید۔ بندہ ترک  
ملاقات عزیزان گرفتہ بخواندن مطول مشغول شدم۔

قواب بہادر کا قتل،	موسے کہ صفدر جنگ قواب بہادر
میر صاحب کی بیکاری	را بہ دغا گشت روزگار عالمے برہم
اور مہا فراین دیوان	خورد، من نیز بیکار شدم۔ مہا فراین
وزیر کی ملازمت	دیوان وزیر بدست داروغہ دیوان

خانہ خود، میر نجم الدین علی (سلام) تغلص، کہ پسر میر  
شرف الدین علی (پیام) بود، چیزے فرستاد، و باشتیاق بسیار  
سرا طلبید۔ دست در دامن پہلو دار، او زدم و چند ماہ  
بفراغت گذرانیدم۔

وزیر کی بغاوت اور	ہنوز خون خواجہ سراے مظلوم
بادشاہ اور وزیر میں	نخواہیدہ بود کہ روزگار سوپاے زدہ
جنگ اور وزیر کی	قتلہ عجیبے را از خواب بیدار ساخت
شکست	و طرح ہنگامہ عظیمے انداخت، یعنی

وزیر را توہمے پیدا شد، سر از فرمان بادشاہ پیچید۔ ہر چند  
بدر صلح زدند، اما سر از غرور ثروت فرود نیاورد، ناچار  
بادشاہ از پسے او رسن قابید، آخر از شہر برآمد، آمادہ جنگ  
خداوند نعمت شد۔ این جا عہد الملک نمیرہ آصف جاہ کہ منصب  
بخشیدگری داشت و انتظام الدولہ خالوے او پسر اعتہاد الدولہ  
شہید، و دیگر سرداران فوج بادشاہی بحفاظت شہر

پرداختند - شهر کهنه تمام بغارت رفت، تا شش ماه جنگ در میان بود - اگرچه بالقوه خصم او نداشتند، لیکن کسان فوج شاه آنچنان با فشرده که کار را پیش بردند - پادشاه ثبات وزیر سرکش از پیش بدر رفت، ناچار پیغام صلح فرستاد، پادشاه هزیمت او را غنیمت دانسته دستوری صوبه اش داد - وزیر انتظام الدوله شد -

درین ایام، من از فاساعتت ایام،	ماسون کی هسائگی
هسائگی خالو گذاشته نظر برین که	چو رزگر امیر خان کی
مرا بچشم کم خواهند دید، در حویلی	حویلی میں سکونت
امیر خان مرحوم (که امیر کلان عهد	اختیار کی

معهد شاهی بود، و صوبه داری اله آباد، و رگ خواب سلطنت در دست داشت، و انجام تعاض اوست، بخوش سلیمتگی و طلاق لسان زبان زد مردم است، و موجب مهم علی معهد رو هیله شده، پادشاه را بر آورده او را بگیر آورده \* بود، انجام کار از دست یکی از نوکران خود بر دروازه دیوان خاص گشته شد) - سکونت اختیار کردم و بلطائف الحیل بسر بردم -  
 عهد الملک در اندک مدت زور بهم رسانیده، سرداران دکن را از خود ساخته، بجوم رفاقت صفدر جنگ، بر سورج مل که زمیندار زور آورے بود، لشکر کشید، و از سر تنویر قلعه او محاصره کرده کار را تنگ گرفت؛ پسر ملهار در همان جنگ کشته افتاد - زمیندار مذکور نوشت و خوانده

با وزیر داشت ، این معنی سبب نفاق طرفین شد - بادشاه بر آمده ، بست کرده آنطرف آب جهن قریب سکندر آباد خیمه کرد - روزی شام خبر رسید که سرداران دکن و عهدالہلک با سورج مل طرح آشتی انداخته ، بارانہ غارت دائرہ لشکر بادشاه ، حاضر یراق جنگ \* گردیده دویدہ اند ، قریب است کہ برسند - بادشاه بهصلحت صمصام الدولہ سیر آتش و حرام کوزہ چند کہ بکار پردازان بخشی گری ساخته بودند ، فاموس را ہم گذاشته ، مضرب و سراسیمہ گریخت - آنجا نزدیک بصبح فوج دکن رسید و لشکر را ہیگی بغارت بردہ ، متعاقب آمدند ، و آفرود آب خیمہ ہا زدند - فسق شد کہ از مردمان بادشاہی کسی در قلعہ نہاد ، اگرچہ آن حرام توشہ ہا پیشتر ازین برخاستہ رفتہ بودند - بعد از بندوبست عهدالہلک آمد و قلعدان وزارت گرفت - وزیر مغز خر + خوردہ ، از فردلی † بکنجہ خزید و بادشاه خرد کم کرد ، متوجہ باغ گردید . بعد از ساعتی یاران غدار بغدر دستگیر نمودند و میل در چشمش کشیدہ نمیرد بہادر شاہ را بر تخت نشاندند و عالیگیر ثانیس خواندند - مردمان ہی تہ در عرصہ درآسند ، ہرچہ شد بیجا شد - صمصام الدولہ کہ از عقل بہرہ نہداشت امیرالامرا شد - من در این سفر وحشت اثر با احمدشاہ بودم ، آمدہ عزت اختیار نمودم -

درین حال کہ صفدر جنگ بساطحیات در پیچیدہ ریاست صوبہ

\* بمعنی مہیا † بمعنی احق - ‡ بزدلی -



بشجاع الدوله پسر او قرار یافت\*، خالوس من بادیه پیمائے طبع شد؛ یعنی در لشکر شجاع الدوله باین توقع رفت که برادران اسحاق خان شهید آن جا هستند؛ نظر بر حقوق سابق رعایتی خواهند کرد؛ جز بان بدستش نیامد؛ لکن زمانه خورد و هم آنجا مرد؛ مردۀ او را آوردند و در حویلیش بخاک سپردند۔

بعد از دوسه ماه راجه جگل کشور  
 که در وقت مسجد شاه و کیل بنگاله  
 بود و بشروت تمام میگزرانید؛ مرا از  
 خافه برداشته برد و تکلیف اصلاح شعر خود کرد. قابلیت  
 اصلاح ندیدم بر اکثر تصنیفات او خط کشیدم۔

راجه فاگر مل کا عہدہ  
 نیابت وزارت پر  
 سرفراز ہونا  
 در این هنگام راجه فاگر مل کہ در  
 سلطنت فردوس آرام گاہ بدایونی  
 خالصہ و تن ممتاز بود؛ بہ نیابت

وزارت، خطاب بہ راجگی و عہدۃ الملکی سرفراز شد۔ چون  
 مظلومان شہر را در خافتہ خود جا میداد و بداد ایشان می رسید؛  
 کار آن سر کرده بدشمنی کشید؛ اگر بہ دربار میرفت؛ خودش  
 با حزم تمام و کمال طمطراق و فوج او ہمہ حاضر یراق؛ فریب  
 یاران ندیدند؛ از فہمی خورد؛ بہالاجاقی؛ پسر می برد۔ درین  
 ولا صہبام الدولہ کہ عبارت از میر بخششی حائل باشد؛ بہرض  
 سل در گذشت۔ پسرش کہ بے حقیقت محض است بجای او

\* بالاجاتی یعنی شاہ

† (ن) لے تہ

‡ (ن) رسید

مقرر شد —

در این اثنا شاه درانی که هزیمت  
خورده از سرهند رفته بود و در سر  
خیابان هندوستان داشت، بانسکرے

شاه درانی کا دوسرا  
جہاں

گوان به لاهور آمد. رضیح و شریف آفجا چه ستمها که نکشیدند  
و چه جفاها که دیدند. چون مانعی نبود، از آفجا قصد شهر  
نہون. یعنی معین الملک پیشتر مغلوب شده، بعد از چندے از  
اسپ افتاد و رو بوانی قدم نهاد، و از آمد آمد از بنگ از  
کنه یاران پرید\* از بادشاه و وزیر هیچ نہ شد، آخر برسم  
پذیرا او رفته قید شدند. راجه ناگر سل با بعضی رؤسا مثل  
سعدالدین خان خان سامان و غیره برای حفظ خود بقاعد جات  
— ورج مل وقت. قریب یک ماه بر شهر سختی صادره ماند.  
انگاه شاه بعالمگیر سلطنت بخشید، وزیر را با خون گرفت و  
انداز اکبر آباد کرد. فوج او دست غارت کشان، متھرا که هژده  
کره این طرف شهری بود با کمال روفق و آبادی، قتل شد.  
چون هوا متعفن گردید، شاه از خوف طاعون معاملات سورج مل  
سلتوی گذاشته دفعه کو چید و دختر محمد شاه را بحباله نکاح  
در آورده بالا بالا رفت. عماد الملک در نواح اکبر آباد ماند.  
نجیب الدوله که در جنگ صفدر جنگ نوکر وزیر شده بود،  
ترقی نمایان کرده سیر بخشی گردید و مختار سلطنت شد.

\* پیشوا شدن

\* حواس باختہ ہونا

راجہ فاگر مل کا صلحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا

این جا راجہ فاگر مل با سردار دکن بر خوردہ وزیر و احمد خان و آنها را بر نجیب الدولہ برن - او شہر بند

گذشت، جنگ توپ خانہ بہیمان آمد۔ بعضے از سرداران کہ برائے خویش بودند، باندک غلبہ انداز خرابی شہر میکردند۔ راجہ مذکور کہ مدعایش جز نیک فاسی وزیر ہیچ نہوں، برائے مہافعت بر کار سوار شدہ۔ آنها را باز میداشت و می گفت کہ بر شہر و دن شما بر قالب زدنیست، فوج دکن فاموس عالیہ بربند خواهد داد، شما برہ بند □ این کار نہ آید، نہ شود کہ شہر بغارت رون و بد فاسی ہاید شود۔ اصلح آفست کہ روہیلہ ہا را بصلح بر آریم و شہر را سلامت نگہداریم۔ پایان کار با نجیب الدولہ سر بسر کرد و از شہر بر آورد۔ او بہ سپہان پور کہ در فوجداری خود داشت، رفت۔ وزیر و اعزہ دیگر داخل شہر شدہ، فوج دکن را رخصت نہوں زد۔ ناروغگی توپ خانہ بہ پسر راجہ تقرر یافت۔ میر بخشی احمد خان † شد۔

† یعنی ستبر شدہ

\* (ن) سرداران

□ یعنی واقف

‡ کار بہرودہ کردنیست

⊞ (ن) و میر بخشی گدی بہ

بہادر سنگہ پسر دکن

احمد خان ہنگش

یکے پیش راجہ جنگل کشور شکایت	راجہ جنگل کشور سے
روزگار کردم، آن عزیز از خجالت سرخ	شکایت روزگار اور راجہ
و زرد شده گفت که من شال کهنه	کا میر صاحب کو تسلی
دارم، اگر دستے می داشتتم، چشم	دینا اور کچھ مدت
نہی پوشیدم۔ روزے سوار شده بخانه	کی پریشانی کے بعد
راجہ ناگرم رفت و تقریب من کرده	قدر کافی

طالب داشت، رفتم و بدست او ملاقات نمودم۔ لطف بسیاری  
کرد و گفت: ضیافت شیواز حاضر است؛ یعنی حصہ شما ہم  
خواهد رسید، بارے تسلی شدم و بوخواستتم۔ روز دیگر کہ  
صحبت شعر اتفاق شد، گفت کہ ہر بیت میر سافا بعقد گھر  
است، طرز این جوان مرا بسیار خوش سی آید۔ بہمین وقیرہ  
چندے رفتم، اما چیزے بدست نیامد۔ چون کار با استفواں  
رسیدہ بود، اضطراب بسیاری لاحق شد۔ یکے بعد از نهار صبح  
بر در ایشان رفتم، جے سنگہ نام میر دھتہ چربدازان پیش آمد  
و گفت کہ این کدام وقت دربار است۔ گفتتم کہ حالت اضطراب  
است۔ گفتا شہ را مردمان در ریش می گویند، مگر گردش زد  
نشده است کہ "لا تتحرک ذرۃً الا باذن اللہ"۔ این جا از  
علو مرتبت پرواے کسی نیست، صابر و شاکر باید بود، ہمہ  
چیز در گرو وقت است، این راہ اندکے دور است، لیکن پسر  
کلان را ایشان ضرور است۔ تر آسمان و ہر آسمان۔

\* کدایہ از افس + یعنی انچہ مہیاست موجود است  
+ یعنی کار ہتھامی شد (ن) از تلگ دستی بجان  
آسدہ ام (ن) صاحبزادہ (ن) یعنی شرمناک شادم

شبهه بگفته او پیش پسر ایشان رفتم، در بانی سہانت کرد و گفت دیدن ایشان این وقت امکان ندارد. ناچار برگشته آمدم. دیگر بعد از نماز عشا باز رفتم، دیدم کہ در یہ دربانست. پرسیدم کہ "در بان کجا وقت؟" گفتند "امروز درک سوش بعدے گرفتہ برد کہ نہی قرآنست نشست". دانستم کہ ارادۂ حق تعالی متعلق است، بدیوان خانہ در آمدہ، در یافتہ و صحبت شعر داشتہم. خواجہ غالب کہ جوان زور مندی بود، و با من تعارفے داشت، احوان مرا مفصل گفتہ چیزے مقرر کنافید، تا یک سال می یافتہم. شبے بخدست راجہ حاضر شدم، ایشان زر یک سائہ مرا تذخواہ فرودہ گفتند "اخر سرا سی دیدہ باشید". ازان روز بعد نماز عشا بطریق ملازمان در خانہ باغ ایشان سی رفتم و تا دو پھر شب می ماندم. گل این خدمت آن بود کہ بشگفتگی خاطر اوقات میگذرافیدم. اکنون خامۂ زبان دراز طرح سخن بطور دیگر می اندازد—

(سائہ) سرداران دکن ملک را از خرد می دانستند و خیال جنگ شاه در سر میداشتند. تیدور شاه پسر شاه درانی و جہان خان سردار فوج را با مردم قلیل شنیدہ و از دنبالہ آن پروا نکردہ ینغر بہ لاہور رفتند. فوج کم شاہی قاب جنگ نیاوردہ گریخت. اینہا تا بروخانہ آنگ متصرف شدہ صاحبیا نام سردارے را برائے ضبط آن طرف گذاشتہ روانہ وطن

---

\* بدر دای بہادر سنگہ : (بن) غالب : یعنی حاصل  
 در دنبالہ داشتن از عقب داشتن چیزے و این در محل  
 نفرین استعمال کنند —

که عبارت از دکن است گشتند —

چون نوشتن ابن سائحات بر سبیل اجمال منظور داشتیم، اکثر مقدمات مثل چشم سخت کردن و عهادالهلک	چند سائحات کا اجهالی ذکر
---	-----------------------------

بر شجاع الدوله و مصلح بودن راجه و هنگامه بی ادائیگی  
بدخشیان و زیون گشتن آنها از جرأت وزیر و راجه و  
نجیب خان و رفتن وزیر به لاهور برای ضبط اموال  
معین الهلک که خسار بود و بر آوردن زن صوبه دار مذکور  
از شهر مسطور و گشتن عاقبت معهود کشمیری و کشته شدن  
ستار قلی خان کشمیری و حرابی شهر دهلی و بغارت رفتن  
خانهای مردم از جور بی تمسک چند که تازه بر روی کار آمده  
بودند و غافل بودن این خران از چوب خدائی و رفتن  
عالی گهر یا یکی از سرداران دکن که حالا تهمتی بادشاهت  
است و بدست فرنگیان گرفتار و پس از چندی آمدن او  
شهر برای ملازمت پدر و برسم پذیره رفتن  $\Delta$  راجه و غدر  
کردن یاران و زخمی نده رفتن او بجانب مشرق و لکد بخت  
خوردن و بادشاه شدن و قید کردن انتظام الدوله خان خافان  
و بر آوردن سلاطین از قلعه بگفته فاکسان و باز آمدن آنها  
در سوائیس که با نوشته به است قلم زبان آور سن بتفصیل ند  
فکاست زیر اچه این موج جز  $\Gamma$  گنجائی این همه اطباب  $\text{II}$  دانست.

• نمد و نیر نظر کردن - مغلوب گشتن  $\dagger$  بی حوصله  
 $\Delta$  به شوا رفتن  $\text{II}$  لکد بخت خوردن  
 ساعی قلم داده و حوادث زده است و لکد روزگار خوردن  
 مبالغه آن  $\text{II}$  یعنی مختص  $\text{II}$  طویل دادن

<p>هنوز روزگار این همه بلاها را بتمام          برنچیده بود که گردش آسمان حقه بازی          قتنه تازه را بر صدف ظهور آورد - آشوب</p>	<p>فوج دکن کی چڑھائی          دای پر</p>
---	--

عجیبیے برخواست یعنی سردار جنگو نام، یا فوج بسیاری از  
 دکن رسید و گذار لشکرش در سواک شهر افتاد، دن اکثری از  
 جا شد، قیامت برپا شد، رئیسان رنگ رو باختند، شاه و  
 وزیر باو ساختند - دتا نام سرداری که مدارالامہام آن سردار  
 جگردار و جوان چارشاہ بود، از خون کرد، به نجیب الدولہ  
 کہ بکنار گلگ در جاے قلب ثبات قدم ورزیده آپکن داشت  
 دوانیدند - آنجا جنگ عظیم اتفاق افتاد -

ابن جا عزیزان بخانہ وزیر انجمن شدند | کہ اگر این فوج  
 سنگین برگردن و برما ریزند، قیامتی بر انگیزد کہ عالم  
 تہ و بالا شود و شهر بغارت رود! اگر دست دہد، شریک شدہ کار  
 تعجیب الدولہ بسازیم و گرفتہ واسطہ گردیدہ بصلح برداریم -

<p>هرگاه قرار یافت وزیر درآمد و آنطور          آب خیمہ کردہ، مکلف بادشاہ گشت -          او تہارض نہ ہونہ جواب صاف داد -          یاران چون از بادشاہ دلچسپی نداشتند،</p>	<p>دھوکے سے بادشاہ          عالمگیر ثانی اور          اقتضام الدولہ خاندانان          کا قتل</p>
--	--

مشورت کردند کہ بشہر بروند و بادشاہ را از میان بردارند  
 و اقتضام الدولہ را نیز زندہ نگذارند - راجہ همان شب آنروز  
 آب رفت - سفیدہ ہم آن سہاہ درونمان از لشکر بہ شہر آمدہ

یعنی چری  
 | یعنی جمع شدہ  
 یعنی فریبہ و اور  
 بہ بہانہ مرہ، کولہ

پیش بادشاه حاشا زدند\* که ما با وزیر بدیم، اما زمانه سازی می  
کنیم، فوز عظیمی دست بهم داده است، اگر حضرت دریا بند -  
آن سانه لوح فریب آن ناسرانجامان خورده پرسید که چیست؟  
گفتند فقیر صاحب کهای دست از دنیا برداشته از دو سه  
روز در قلعه فیروز شاه وارد است، فردا خواهد رفت، آخر  
روز اگر دیده شود، غالب است که از دعای این بزرگ ازین  
بلا رهایی یابیم، و بر وزیر غالب آئیم - بادشاه از زبان درته  
زبان داشتن + عزیزان عصر غافل بود، وعده داد که البته  
خواهم دید - آخر نزدیک بشام سوار کرده بردند - چون در  
قلعه رسید، بزخم کار کار آن بیگناه ساختند، و مرده او را  
پائین دیوار افداختند - بعد از شام از آنجا برگشته در نهان  
رسن به گلو خانخانان انگنده کشیدند و بسختی تماسش کشته  
لاشه او را از نظر مردم پنهان ربودند و غرق دریا نمودند -  
مرده بادشاه تمام روز برسوائی تمام بر روی خاک افتاده ماند -  
هر که می دید، بر سرتکبان این امر ناشایسته اعنت میکرد -  
آخر وارثان او جگر از سنگ کرده | شبشب زیر خاکش پنهان  
ساختند، و از هراس آن بے چشم و رویان \* ماتم نگرفتند -  
صبح دیگر آن ستم کیشان در قلعه آمده شاهجهان نام جوانی را  
بر تخت نشاندند و قدرها گزرا فیداند - مدت سلطنت عالیهگیر  
ثانی هفت سال بود -

\* یعنی قسم خوردند

† یعنی بیخوف شده

یعنی مذاقت

‡ یعنی بے عزتانی



درانیوں کا دکنیوں کو  
شکست دینا

ہر گاہ این زبون گہر چند از کشتن  
بادشاہ و انتظام الدولہ فراغت کردند  
وزیر را کوچ با کوچ بردند - او بعد از

قطع منازل و طے مراحل بفوج دکن پیوستہ شریک جنگ شد۔  
ہفتہ بر این فرقتہ بود کہ خہر رسید، فوج شاہی از اتک  
گذشتہ، صاحبہا را شکست داد۔ سرداران دکن جنگ تعجیب الدولہ  
را گذاشتہ، سرا سیدہ برای سد راہ شدن روانہ گشتند۔ و برابر  
پانی پت از آب جون عبور نمودہ فرود آمدند۔ در اثنای  
راہ جہانی سر سخت خورد\*۔ از آنجا سنگ بہ سنگ زنان †،  
آنطرف کرناں کہ قصبہ ایست مشہور، و آستانہ شاہ شرف  
بو علی قلندر آفجاست، خیمہ گاہ ساختند۔ شام شنیدہ شد کہ  
لشکر شاہی بر سمت دریا سیاہی کرد۔ ایشان نیز سیاہی  
فوج نمودند۔ روز دیگر پیش از تیغ کشیدن آفتاب جوانان  
جرار کارگذار قریب ہشت ہزار سوار، و یکے از سرداران  
جدا کردہ فرستادند۔ وقتیکہ رفتند و بروے آن فوج ایستادند،  
بیک تک پا، بسیاری از پا افتادند۔ سخت دلان کوہ پیکر  
بر سر سنگ نشستند §، زنج زنان ¶ را زنجہاںہا شکستند۔  
خونخواران آنطرف بوضع آویختند کہ خون بسا کس بیکدم  
ریختند۔ چشم لشکریان این جادب ترسید، و دل جوانان بخود  
لرزید۔ اگر خدا نخواستہ آن دستہ بر دائرہ لشکر سوزد

\* یعنی تصدیع کسید

† یعنی بتدرک و تار

‡ یعنی معذب شدند

§ یعنی گولہاں

همان روزگار بتجاسی کشیده و از ما مردمان یکے بشهر سلامت  
فرسیده - اینان شاخ از پشیمانی برآورده برگشتند؛ آذان  
سرگام زده از آب گذشتند -

هرگاه مخیم شاه درابه شد و نجیب الدوله ملحق گشت،  
دکھنیان وزیر را جهت محافظت لشکر و شهر دستوری دادند  
و خود کنار آب گرفته آمدند؛ و شش گروه افطرت خیمها زدند -  
این جا وزیر شهر را محکم کرده سلچارها قسمت نمود و حویلی  
دارا شکوه که بر دریا واقع است؛ برآجه سپرده؛ بادشاه نور  
را که شاهجهان با شد دید -

پس از چار روز فوج شاه و نجیب الدوله پا جغت دویدند؛  
بدریا رسیدند؛ لاوران پیکار جو و سواران جنگجو درپشته پور فال<sup>۱</sup>  
گودیدند؛ پیادگان روپیله پیش قدمی نموده هنگامه جنگ را  
گرم ساختند؛ و چنان تردد کردند که پایهای شان پوست  
انداختند؟ - ازین طرف دتا که سر کرده فوج دکن بود بکار  
گذاران خود پہلو دادند<sup>۲</sup> به یک پہلو افتاد و مقابل آن فوج  
سنگین ایستاد - نخستین تفرنگی که ازان سر کرده شد؛ تیر  
او به دتا رسید و به پہلو غلطید - دکھنیان دست و پا گم کرده  
لاش او را برداشتند و کنار آب گذاشتند - آذان این طرف آب  
آمده دست جلالت کشادند؛ اینان سر بیابان هزینهت نهادند؛  
وزیر سرداران خود را بر سلچارها گذاشته با فوج دکن آمیخت

<sup>۱</sup> بمعنی انتقام برداشتن

<sup>۲</sup> بمعنی تندی و گوشمال

کجا یہ از محکمیت بسپار

آن امداد نموده

بجود شدن درگامے

ز سائے غدار رنگ خرابی ریخت - درانیان دنبال گریختگان  
افتاده اکثری را علف تیغ بیدریغ کردند و برگشته افداز  
قاراج شهر نمودند۔

راجه شام از شهر برآمده \* قصد  
قلعه جات سورج مل کرد و سلامت  
رفت - بنده برای حفظ ناموس خود

درانیوں کے ہاتھوں  
شہر کی قبضہ

بشهر ماندم - بعد از شام منادی شد کہ شاه امان داده است،  
باید کہ رعایا پریشان دل نگردند - چون لختی از شب گذشت،  
غارگران دست تطاول دراز نموده شهر را آتش داد، خانها  
سوختند و بردند - صبح کہ صبح قیامت بود، تمام فوج شاهی  
و روهیلہ ها تاختند و بد قتل و غارت پرداختند؛ دروازه ها  
شکستند، مردمان را بستند، اکثری را سوختند و سر بریدند،  
عالمی را بخاک و خون کشیدند - تا سه شبانروز دست ستم  
برفداشتند، از خوردنی و پوشیدنی هیچ نگذاشتند، سقفا  
شکافتند، دیوارها شکستند، جگہها سوختند، سینہ ها خستند -  
آن زشت سیرقان بر در و بام، اکابران بہ بے سیرتی، تمام شہنشان  
شہر بحال خراب، بزرگان محتاج دم آب؛ گوشہ نشینان بیجا شدند،  
اعیان همه گدا شدند، ضعیف و شریف عریان، کدخدایان بے خان  
و مان؛ اکثری بہ بلا گرفتار رسوائی کوچہ و بازار؛ بسیاری  
خدا گیر، زن و بچہ اسیر؛ بر سر شہرے هجوم، قتل و غارت

\* (ن) با چندے از دوسے این جا : یعنی بہ بے ناموسی

† بہلا گرفتار

علی العموم؛ حال عزیزان بہ ابتری کشید، جان بسے بہ لب رسید؛  
 زخم میزدند؛ و زبان بہ تلخ می کشودند؛ زر را می گرفتند  
 و سلاخی می نمودند؛ باہر کہ ہر میخورند؛ تا ستر پوش\*  
 می بردند؛ جہانے از جہان ناشاد رفت؛ ناموس عالیہ ہر باد رفت؛  
 شہر نو بخاک برابر شد؛ روز سوم نسق مقرر شد؛ انزلا خان نام  
 نسقی باشی رسید کلاہا و نیم قن؛ مردم او کشید؛ بارے  
 قدغن چیان غارتگران را از شہر ہر آوردہ باحتیاط پرداختند  
 و آن بیرحم مردمان بشہر کہنہ چسپیدہ؛ جہانے را ہلاک  
 ساختند۔ ہفت ہشت روز این ہنگامہ گرم بود؛ اسباب پوشش  
 و قوت یک روزہ در خانہ کیسے نہاند۔ سو مردان بے کلاہ؛ زبان  
 بے رومان سیاہ۔ جمعے چون راہپا قفل بود؛ روزے از زخم  
 پراگندہ خوردند؛ جہانے را از سردی ہوا دندان بدنہان □  
 کلید △ و مردند ○، بہ بے حیائی تہام تاختند؛ روہا ہر زمین  
 انداختند □ شلہ ہا را از گرسنہ چشمے می اندوختند؛ و بدست  
 غربا بطرح ○ می فروختند۔ شور و غارت زدگان شہر تا آسہان  
 ہفتم میرسید؛ اما شاہ خود را کہ فقیر می گرفت؛ بسبب  
 استغران نہی شنید؛ ہزاران خانہ سیاہ □، در عین آن آتش  
 تیز با داغ دل جلائی وطن کردہ سر بصحرا زدند و چون

---

\* بمعنی زار      † بمعنی انکوکہ      ‡ یعنی بستہ بود  
 □ (ن) ہم نغورند      [ ] دندان بدنہان کلہ شدن      چسپیدن  
 دندان باہم      △ (ن) کلید شد      ○ (ن) مردم      □ بمعنی بے عزت  
 گردند      ○ بمعنی بزور می فروختند      □ بمعنی خانہ خراب

چراغ صبحگاهی در راه از هواے سرک خانه روشن گردند؛  
 بے شمار بے دست و پایان را آن سیہ داروفان در رکاب انداختند  
 اسیرانہ بد اثرؔ لشکر خود بردند۔ دست دست ا ظالمان ہوں  
 دست کچی؛ میگردند؛ دست پلشتی □ می نمودند؛ دست  
 چرب بر سر می کشیدند؛ دست بیازوے زنان میرسیدند؛  
 تیغها می آختند دستگاہ می ساختند۔ از دست شہریان هیچ  
 نہی آمد؛ زیرا کہ دست و دل ایشان سرود شدہ ہوں □؛  
 کسی دست پا چہ آ، می شد و کسی دست بزیر سر ستون □  
 بی ہوں؛ ہر ہر درے درون سیاھے؛ در ہر بر زلمے ( )  
 بز نگاہے △؛ بازاری و گیر و داری ○؛ ہر طرف خونریزی؛ ہر  
 سمت بز آویزی □؛ پاتاہد پیچھے □ میگردند؛ بنا گوشی  
 میزدند؛ غریبان از خون خشک ہوںند؛ دیدہ درایان  
 قربہا □ می نمودند؛ خانہا سیاہ؛ کوچہا داغ گاہ؛ صدها از  
 چوب کاری ہلاک شدند؛ جامہ خون بستہ؛ یکے بر سو چوب  
 کردہ نشدہ؛ عالمے از زخم ستم جامہ در خون کشید □ و جان  
 دل؛ اما کسی دم نزن۔ زمین شہر کہند کہ جہان تازه اش  
 میگفتند؛ دیوار صورت کاری افتادہ را مانا شد؛ یعنی تا ہر جا

\* یعنی گردند    † دور دورہ    ‡ دست درازی  
 □ دست برد نمودن    ⊠ یعنی ہونکار شدہ ہوں  
 ○ مضطرب    { حیران    × کوچہ    △ (ن) ہر گاہ  
 □ بدگاہی    ○ گرفتاری و پرسیدنی  
 ○ نمے از تعزیر    { عیاری    ⊙ طمانچہ  
 □ شوخی    ○ یعنی بداد کسی کسی رسید (حاصل معنی)  
 ○ یعنی کشتہ شد

کہ نظر میرفت سر و سینہ و دست و پائے گشتگان بود،  
خائفانے آتشزدہ، سینہ سوختگان از نار بت خانہ ہا یاد  
میداد، یعنی تا چشم بینندگان کار می کرد، سید می نمود؛  
سخت خوردہ \* کہ خود را بکشتن دان آراسید، چشم خوردہ  
آنها روے بہبود ندید۔ منکہ فقیر ہونم، فقیر ترشدم، حال از  
بے اسبابی و تہی دستی ابتر شد، تکیہ کہ بر سر شاہ راہ  
داشتم، بخاک برابر شد۔ غرضکہ آن بے سررقان تمام شہر را  
بار کردہ بردند، عزیزان ہمہ ذلیل شدہ جانہا سپردند —

دراپیوی سے دکنیوں کی جھڑپ	ہنوز از تہیب و غارت دست برداشتنہ بودند، مشہور شد کہ فوج ہزیمت خوردہ دکن با فوج دیگر کہ در نواح
------------------------------	--

سیوات بود، پیوستہ ارادہ فاسدے دارد۔ شاہ از استماع  
این خبر، مہیایے آن طرف گشتہ، شاہجہان را کہ تہمت زدہ  
چند ماہہ سلطنت بود، بہستور سابق در سلاطین فرستاد  
و جوان بخت پسر عالی گہر را ولیعهد او گردانیدہ از شہر  
کوچید و رفت۔ عبدالملک ہمراہیان سرداران دکن گذشتہ  
بقلعہ جات سورج مل آمد، و نشست۔ وقتیکہ شاہ در نواح  
میوات رسید و دکنیان دیدند کہ تیغ ما نہی برد، و چشم  
لشکریان ترسیدہ است، جنگ گریز کندان، بطور قدیم خود،  
تا شاہجہان آباد آمدہ، از دریا عبور کردند۔ شاہ فیض متعاقب  
در رسید و شب در سوان شہر گذرانیدہ از راہ پایاب گذشت۔

\* رنج کشیدہ † یعنی بعین الکمال گرفتار شدہ

‡ (ن) رفت † یعنی تیغ ما کار نسی کلہ

آنروزے آب چون معسکر شد، جہانخان سردار فوج پیش رفتہ  
 قریب سکندرآباد، با فوج ملہار کہ احوال او گذارش یافت در  
 آویخت۔ شاہ ازین جا با سہ ہزار غلام سوار شدہ در عرصہ  
 دو پاس شریک او شد۔ سردار آنطرف توب مقاومت او  
 نیاوردہ، دم خود را بیکے از سرداران دکن سپردہ، پنهان  
 گریخت۔ آن سرکردہ دکن دلاوری داک، و کشتہ افتاد۔ کسان  
 دیگر دندان بحدت گذاشتہ \* از روبروے جراران فوج شاہی  
 گریختہ، پراگندہ شدند۔ شاہ تا کول کہ قصبہ ایست معروف۔  
 تعاقب کندان رفت۔ گریختگان بتلعجات سورج مل پناہ بردہ،  
 بعد از دو سہ روز روانہ پیشتر گردیدند۔ فوج شاہ با یکے  
 از قلعہاے او کہ این طرف آب چون بود، چسبید و کار بر  
 مردم حصار ساخت گرفت۔ زمیندار مسطور امداد آنها بالقوہ  
 خود ندیدہ بدر تعاقب زد، ناچار حصاربان اقتہا ز فرصت  
 یافتہ، ہنگام شب گریختند و میان دار فرستادہ صلح نمودند۔  
 بہاؤ سردار دکن کا فوج (سانحہ) ہنوز لشکر میان در آب  
 بود، شہرت یافت کہ فوج سنگینے از  
 دکن بانداؤ جنگ در نواح اکبرآباد  
 رسیدہ است، و زود میروند۔ نجیب الدولہ سرداران بہت  
 مشرق مثل شجاع الدولہ و احمد خان و حافظ رحمت وغیرہ را  
 برائے ملازمت آورد و ہر یکے را بوعددہ مالکے خوہں دل ساختہ  
 سرا پا دہانید و آسائہ جنگ گردانید۔

درین نزدیکی بہاؤ کہ سرسران دکن بود بانہوہ پیش از پیش

\* دندان بحدت گذاشتہ بمعنی عاجز شدن، یعنی خلعت

از ملک سورج مل گذشت و وزیر و راجه او را مستمال ساخته با خود آورد و متصرف شهر گشت - یعقوب عالی خان که قرابتی باشا ولی خان وزیر شاه درانی داشت و در قلعه بادشاهی بتوقع آنکه فرج شاه آنطرف آب است کم مددی نخواهد کرد بخود سپردند\* بدست و دندان در جنگ چسپید† - دکهنیان † معاصره نمودند بدان لیجهها گرفتند - اکثر مکانات بادشاهی را که فظیر نداشتند (بنا ک یکسان) ساختند - چون دریا بسبب برشکال مسیرا عبور بود و شاه نمی توانست گذشت خان مذکور بدست راجه سر بسر کرد از قلعه برآمد نظر بر عهد و پیمان کسی مزاحم احوال او نشد - در این ایام من بدست راجه حاضر شدم و التماس کردم که از گرم و سرد روزگار در آتش و آب میخواستیم که ازین شهر برویم و جای دیگر بروم شاید که آسوده شوم - ایشان رعایتی نمودند و رخصتم فرمودند - لواحقان را همراه گرفته † برو آمدیم - جای مد نظر نداشتیم بتوکل قدم در راه گذاشتم - در تمام روز پس از خرابی بسیار هشت و نه گروه راه طے شد - شب در سرای زیر درختی بسر کردم - صبح آن زن راجه جنگل کشور که احوالش نگاشته آمد از آن راه گذشت ما کم پایانی از خاک برداشته همراه خود تا برساند که معبد هندوانست و قصبه ایست هشت گروه این طرف قلعه جات سورج مل برد و با انواع مراعات دادگی کرد -

\* بمعنی مشهور شدن - بمعنی کوشش تمام

† (ن) جنویدیان (ن) برابر (ن) (ن) پیاده پا



میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور پریشانیء حال	سلاح ذیبحہ او بکامان کہ سے کروہی آن مکان شہر ریست سرحد راجہ جے سنگہ رفت - بندہ با اہل و عیال در عشرہ آنجا اقامت نمودم؛ فرداے عاشورا
--	--

قدم کشیدم و بہ گھنچیرہ رسیدم —

این جا بہادر سنگہ نام پسر لالہ رادھا کشن کہ بیشتر خوانچی گری صفدر جنگ داشت او در این اوقات با راجہ ہوں، شام آمد و سونستی بہن گرفتہ او میافہ سر کود : احسان مند اویم کہ غیر از دوست روی حقہ بر نداشتم - چندے بغواست ماندم و روز و شب گذراندم —

( حکایت ) روزی بسبب فقدان اسباب معیشت دل تنگ نشستم بودم ، بخاطر رسیدہ کہ با اعظم خان پسر اعظم خان کلان کہ در عہد فردوس آرامگاہ اسیر شش ہزاری ہوں و دست و پای داشت ؛ اگر ملاقات کردہ شود ، یک دو دم خرش بر آوردہ شود - رفتم و در طویلہ سورج مل کہ تازہ اقامت گاہ خانہ خرابان شہر دہلی شدہ ہوں بر خوردم - آن عزیز خدائش بیامرزاد لب را بخیر پرسش من کشادہ سر رفتہ خود بر زبان آوردم ، سامعان را از ہوش بردم ، چون حقہ و قلیبان بہیان آمد ، این بیت آمدہ بر زبان آمد : —

امروز کہ چشم من و عرقی بہم افتاد  
باہم نگویستیم و گویستیم و گندنتیم

چند شعر ازین قبیل خواندم، دو سه اشک از مژه افشاندم. پس از نفس چند خان را متفکر دیدم، گفتم \* چه بخون فرو رفته گفت خیر. گفتم - آخر گفت هر گاه شما در شهر می آمدید،<sup>۱</sup> اقسام شیرینی و انواع حلویات می آوریم و باهم میخوریم امروز عجب اتفاق است که دست بر شکر خام هم نداریم، تا کاسه شربت برائے شهابیاریم - گفتم که مواع این همه نیستم آنهم بر سبیل تفتن بود، صاحب خوب میداند که گاهی شکم را نان سهاط نکردیم. اوقات مختلف است، آن هنگام شربت و شیرینی بود این موسم تلخی کشیدنت - همین گفت و شنود بود که زنی خوانی بر سراز در در آمد و گفت همشیره سعیدالدین خان خان سامان دعا گفته است و قدری حلوا<sup>۲</sup> فزاکت و شیرینی شنبه فرستاد. خان چون سر خوان کشاکش نگاهش بر گل حلوا فتان گل گل شکفت و با من گفت که این روسیاه قدر خود خراب میداند، عوریست که بغاقت کشی میگذراند، گاهی از جای دم آبی لب فانی فرسیده، قابطلوا و شیرینی چه رسد، شما مهمان عزیزید، این اقامت<sup>۳</sup> شجاست حصه مرا بدهید و بخانه خود فرستید، گفتم بسیار است من چه خواهم کرد. گفتا بکار میر فیض علی پسر شما خواهد آمد - غرضکه مرد خوشی بود کاسه بند نبود<sup>۴</sup>، قابطلوا و خوان شیرینی

\* (ن) پرسیدم - (ن) بر می خوردند -

† نوعی از حلوا، و شیرینی شنبه، چنانچه شیرینی - پنجه

شبهه که این جا رسم است که آن جا روز شنبه فائده می کنند -

③ به معنی مهمانی - Δ یعنی خوشامد کرده -

بغافه من فرستاد و خندان خندان دام داد \* دو روز  
 به پیمان شیرینی گذرانیده شد - روز سوم پسر خورد راجه +  
 مرا طلبید و احوال گیری کرده گفت تا تشریف آوردن  
 راجه صاحب پیش من باشید ؛ گفتم که اسباب معیشت منفقود  
 است - گفت ' دل را جمع کنند ' اینجا همه چیز موجود است  
 آن تو گل باغ کرم که شاداب و خورم باشد ' به شگفتگی خاطر  
 مایحتاج مرا میر ساقید -

( سافعه ) اینجا چنان مسروع شد که  
 بشهر شهرت گرفت که صدخان فوجدار  
 سر هند با چند زمیندار و فوج بسیار  
 می آید ' و اراده لشکر شاه دارد -

درانیوں اور دکنیوں  
 کی مشہور خونریز  
 جنگ پائی پت میں

بهاؤ سردار دکن کہ جوان ہو خون چیده † بود ' کسی را پیش  
 خود وجود نہی گذاشت ② ' اسباب زاید در قلعه شاہجہان آباد  
 گذاشته ' بہقتضای حرارت ذاتی قصد حرکت آن طرف تہود  
 بخاطر داشت کہ وزیر جواہر بسیاری دارد و سورج مل  
 زمیندار کلانی است ' اگر زمانہ فرصت دہد ' از ایشان چیز  
 بگیرد ' راجہ ناگرم مل بسبب ملاقات سرداران او ازین معنی  
 خیر بود ' روزی ہراجہ پیغام فرستاد کہ تصدیق مہالک  
 معروضہ باختیار شہا میگذارم - این عزیز نظر بران معنی گفت  
 کہ از مدتی با وزیرم ' مناسب قیست کہ او فاکام باشد و من کار  
 خود بوم ' پس انسب آنست کہ اورا دستوری بھرت پور شود '

\* یعنی رخصت داد - ( ن ) راے بشن سنگہ -

† یعنی مغرور - ② یعنی موجود نسیداشت -

من و سورج مل بطریق مشایعت رویم و از سرش واکرده  
 موافق گفته کاربنده شویم - غرضکه از چرب زبانی \* روغن قاز  
 مالیده روز کوچ دکهنیان ، خون و سورج مل بد بهانه که نگارش  
 یافت با بهیرونیه از لشکر آنها بجز گرد آری تمام + سوار شده  
 در بلم گده که حصار نیست محکم ، دوازده گروهی شهر آمده  
 نشستند - وزیر و اسباب و خیمها روانه پیشتر شدند - و کلا  
 دکهنیان هر چند بسهاجت گفتند ، اما بشنیدن حرف آنها  
 نپر داختند و نسبت خود بشاه درست ساختند - رئیس  
 دکهن که استقلال واقعی داشت و نظر بر لشکر بیشمار  
 والات و اسباب بیحد جمعیت ایشانرا بحساب نهی گرفت +  
 چون شنید بخون پیچید و گفت که اینها چه چیز اند ؛  
 چراغ دولت اینها به رفی دزدی است ، من با عتقاد ایشان  
 از دکن نیامده ام ، در مژگان بهم زدن بخاک برابر خواهم کرد -  
 تدارک این حرکت بر وقت دیگر موقوف داشته ، رفت و قلعه  
 نجابت خان رو هیله سر سواری گرفته ، صمدخان را کشت و آن  
 انبوه را پراکنده ساخت - چشم دکهنیان از برهم زدن این فوج  
 خیره شد ، از آنجا برگشته متصل پانی پت سنگربستند ، و  
 آماده جنگ میدان شاه گشتند - وقتی که آب جرن رویکوی آورد ،  
 شاه بصد جوشن و خروش بر سرداران سمت مشرق از دریا عبور  
 نموده ، دست جلالت کشود - چند روز پیش از جنگ صف  
 خبر رسید که گویند پندت باجم خفیر  $\Delta$  آمده است و انداز  $\square$

\* زبان آوری یعنی نزدیک داده

+ یعنی بجز آنست تمام

$\Delta$  یعنی به اندک چوئے موقوف

نوسمت  $\Delta$  یعنی انبوه بسیار  $\square$  قصد

پہوستان لشکر دکنیان دارن، سردارے بافوج سنگین از لشکر  
شاہ جدا شدہ دوید و بے خبر رسیدہ، اورا بخاک و خون کشید؛  
اسپایش ہبہ بغارت ہون، آن اچھاج برہم خورد —

درین ولا راجہ در کہتیر کہ قلعہ سورج مل است، باوتشریف  
داں، منکہ بندسب قسمت در آنجا بودم، رفتہ التماس نمودم  
کہ از چندی انتظار قدوم فرحت لزوم داشتم؛ اکنون اجازت  
شود، بطرفے برہم کہ با روز گار فاساز گار طرحت نہی توانم شد  
از راہ عنایتے کہ بحال من مہداشتند، گفتند، معلوم شد کہ قصد  
بیابان سرگ شدن دارید، اما اگر من ہم گزارم۔ همان روز چیزے  
جہت خرچ فرستادند و علوفہ من بدستور سابق دستخط کردہ  
دادند —

چون این بزرگوار بسبب آن کہ شاہجہان آباد خرابہ پیش  
قہانہ است و مردمان سالیہ دوبار خانہا را بر خروش بار می کنند،  
کسے تا کجا خانہ بروش باشد و درین سر زمین کہ گوشہ  
عافیتے است و رئیس این جا مرد آر میدہ ہست، بر خود نہی  
شکندہ، توطن اختیار کرد۔ ما مردم نیز در سایہ دیوار او سقر  
خود مقور ساختہ افتادیم —

(سانحہ) حقیقتا ہر شہر لشکر آنگہ اگر دکنیان بہ جنگ  
گریز کہ طور قدیم آنها ہون می جنگیدند اغلب کہ غالب

\* مقابل : کنایہ از خانہ ویران کردن

† (ن) بہ سبب ظاہر : بہ سبب شہر

می گردیدند - ایشان توپخانه را گرد کرده نشستند ، فوج  
شاهی در پرتی آن شد که رسد فرسید ، وقتیکه کار تنگ شد ،  
سردار دکن مستعدی حرب گشت ، سران از سنگ چین \*  
بر آمده میخ نوژه ایستادند ، و جگر داران شاه میخ چشم آنها  
بوده بیک پهلو افتادند ، کار گذاران میدان کشیدن ؟ و برهم  
کردن آغاز کردند ، دلاوران پیکار جو بند بر بند قبا بافته  
به پشت کمان گرفتند ، فیرد آزمایان جنگ جو ، بندوقها  
گرفته بدست و دندان چسپیدند ، بر رو استاد گان تیغ ها  
آخته بر سر هم دویدند ، بی دهل رقصان ، معركة گشت و خون  
بر کار سوار گشتند ، پیش جنگل پیاده شده در آویختند ،  
و از هم گذشتند ، زخمها بجوانان رسیدند ، جامدها در خون  
کشیدند ، جنگ آوران هر صده تنگ آوران از دو طرف ریختند ،  
و تفنگها گرفته آویختند . سردار دکن ثبات ورزیده با میدان  
گذاشت و اکثر دستهای فوج شاهی را ز پیش برداشت - چون  
فتح از شاه بود ، از تردن کاری نه کشود ، هزار هزار بندوق  
می انداختند و بیک نفر این طرت نمی رسید و از دست تفنگ  
اندازان سهل مردان ، کار آمده از کاری رفتند چنانچه در اول

\* سنگ چین دیوارهایی خورد + مضبوط و محکم  
؟ آزار رسان ؟ یعنی بجهد تمام ؟ میدان کشیدن خود  
را جمع کرده پس رفتن برای جستن ؟ یعنی یکجا شده  
ک بمعنی تیر باران کردن ، بجهد و کد کردن کاری  
II یعنی حریفان ، پهلوئان (بر دست  
III یعنی مقبر شدند ، یعنی مردند  
IV یعنی هلاک شدند ، یعنی مردان که کار از دست  
ایشان بر آید ، یعنی اول مرتبه

و هلهٔ تیر تفنگ بوسواس راؤ که ریاست بنام او بود؛ رسید  
و بضاک و خون غلطید - می گویند که بیاؤ جوان غیورے بود  
و داد مردانگی میداد، د می که این سانه را بچشم خود دید،  
بر زبان راند که حالا روی رفتن دکن نهاده، دل از جان برداشته  
دندان بخگر افشرد، بر قاب سپاه زد - یعنی دیده و دانسته  
خون را بکشتن داد؛ سپاه پیر گرگ بغل زن \* بادوسه هزار  
کس از آن مهلکه بیرون رفت و تھام لشکر غارت شد.  
سردارانے که زده بر آسده بودند، برهنه بحال فقیران  
آواره شدند، واسپ و سلاح هزار هزار سوار فرار نمود  
را د د زمیندار اطراف شهر گرفتند چه نویسم چه که روز  
سپاه بر این قوم آمد، هزاران هریان، گریه کنان از هر راه  
که می گذشتند باعث عبرت می گشتند - مردم دیهات  
حبوب بریان کرده، بهر نفر یکمشت میدادند و احوال آنها را  
باحوال خود سنجیده، زبانهها بشکر میکشاند - شکستی این چنین  
کم اتفاق افتاده باشد، بسیاری از گرسنگی مردند و بسیاری از  
سردی هوا جان سپردند. فوجی را که در قلمه گذاشته رفته بودند،  
از خوف دست اندازی مردمان شاه هنگام شب گریخته رفت - جنس  
کرورها بدست انگریزان شاه و سرداران مشرق افتاد - و باهم  
قسمت شد - توپخانه و آلات دیگر حرب و فیل و گاؤ و شتر و اسب  
سوائے نقد و جنس شجاع الدواک و غیره بیای خود گرفتند -

\* نوعی از گرگ که در رفتن از راهی آواز بر آید - (ن) هزاران

در انبیاں کہ فقیران ، محتسب بودند ، سوار دواست گردیدند . با هر  
 ده یا شی صد شتر بار ، بایک نفر در خروار ، دولت عظیمی دست  
 بهم داد ، هر یک کلاه کج نهاد . شاه بعد ازین گوید فتیحی که شاهان  
 سلف را هم میسر نه آمده باشد ، با کروفر تمام داخل شهر شده ،  
 رقبها بتمام سرداران اطراف و جوانب نوشت که بیایند و نوکری  
 نمایند . نوشته براجہ نیز رسید ، ایشان بگمان آنکہ شاه بادشاه  
 هندوستان شد و ازین ملک زرخیز نخواهد رفت و سارا نوکری  
 باید کرد ، رفتند . و نجیب الدولہ پیشوا آمد ، برد و ملازمت شاه  
 بدست شالی خان وزیر او نمودند . صحبت بآن دستور دانشور  
 بر آو شد . مهر خود حوالہ کرد و نیابت وزارت داد ، چنانچہ موجب  
 رفاه امرائے عظام گشتند .

راجہ ای وساطت سے	وزیر یکبار گفت کہ پدر شجاع الدولہ
شجاع الدولہ کی صفائی	با شہانہ دای داشت ، و این بابا طفاست
وزیر درانی سے	و غیر بابا   کاری ندارد و نہی فہمید کہ

این شاه است ، بیک پشت چشم فزک کردن § جہنی را بورد  
 میدهد ، خبر شرطست ، بادپرافی ○ اینگونه بسیار بدماغش  
 میخورد ○ نظر بر رفاقت هیچ انہی گوید ، لیکن برین غرض نباید شد .

بادشاهان و نکوین دوگروہ عجبند

کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی

بہتر آنست کہ شاہ و نجیب الدولہ رفتہ اورا معقول کنند ،

• یعنی طالع مند تمدد - یعنی دوستی داشت + یعنی بلند پروازی  
 § یعنی بیک ناز کردن ○ یعنی غرور ○ یعنی غرور ○ آزردہ کردن



و گرنه فردا جرم از مانیست - رفتند و اورا با تیغ و کفن آوردند  
از وزیر رخصت گرفتند - بارے صحبت کوک شد و کدورت بصفا  
افجا مید - من در این سفر بایشان بودم -

<p>(حکایت) روزے پرست زدم، راہم برویرانہ تازہ شہر افتد، برہر قدمی گریستم و عہرت گرفتم، و چون بیشتر رفتم، حیران تر شدم، مکافہارا نشناختم، دیاری</p>	<p>درانیوں کے حلیے سے دلی کی خوابی اور غارت گری کی پرورد داستان</p>
---	---

نیافتم، از عہارت آزار ندیدم، از ساکنان خبر نشنیدم -  
از ہر کہ سخن کردم، گفتند کہ اینجا نیست  
از ہر کہ نشان جستم، گفتند کہ پیدا نیست

خانہا نشسته، دیوارہا شکستہ، خافقہا بے صوفی، خرابات بے  
مست خرابہ بود، ازین دست قابان دست -

ہر کجا افتادہ دیدم خشت در ویرانہ

بود فرد دفتر احوال صاحب خانہ

بازارہا کجا کہ بگویم، طفلان تہ بازار کجا، حسن کو کہ بپرسم  
یاران زرد و خسار کو، جوانان رعنا رفتند، پیران یار سا گفتندی  
معلمہا خراب، کو چہا نایاب، رحمت ہویدا، افس نا پیدا، رباعی  
استادے بیام آمد -

افتاد گذارم چو بویرانہ طویں

دیدم چندے نشسته بر جابے حرویں

گفتم چہ حیرتاری ازین روانہ

گیدا حیران دست کہ افسوس افسوس!

ناگاه در محله رسیدم که آنجا میماندم، صحبت میداشتم، شهر  
 میخواندم، عاشقانه میزیستم شبها می گریستم، عشق باخوش قدان  
 می باختم، ایشان را بلند می انداختم \*، یا سلسله مویان  
 می بودم، پوستش نکویان می نمودم، اگر کسی بی ایشان می  
 نشستم، تنها بر تنها می شکستم، بزم می آراستم، خوبانرا می  
 خواستم، مهمانی میکردم، زندگانی می کردم. دوست روی نیامد  
 که باو نفس خوش برآرم، مخاطب صهیحی نیافتم. که صحبت  
 دارم؛ باز از وحشت گاهی بصررا راهی استادم و بهیروت  
 دیدم؛ مکروه بسیار کشیدم، عهد کردم که باز نیایم، تا با شم  
 قصد شهر فتهایم —

(سافعد) هرگاه قرار یافت که ساولیخان با راجه براید و ملک  
 گیری نماید فوج شاه که از غنیمت ممالک بود، بردارخانه  
 هنگام آراش گفتند که ما بوطن خود میرویم، اگر شاه خواسته  
 باشد بماند؛ سافعد گفت که برائی کار  $\Delta$  بر کار سواریم  $\textcircled{U}$ ، از زن  
 و فرزند خبر نداریم. شاه چون فکر نمود، دید که بی فوج در  
 ملک بیگانه نمی توانم بود، ناچار رفتن فلههار که دارالملک  
 او بود، مقرر گردانید. وزیر خیمه برآمده را باز طلبید و از  
 روی سرداران اینجا خجالت کشید. در روز پیشتر شجاع الدوله  
 و راجه را مرخص کرد، شهبازده جوان بخت را ولیدهد شاه عالم  
 نمود و شهر را اختیار نجیب الدوله گذاشته برخواستند، و در راه  
 فوجدار سرهند زین خان نام افغانی  $\square$  را که از قوم و قبیله آنها

\* سناپش کردن؛ اشلا دژی  $\Delta$  (ن) اد  $\textcircled{U}$  بهلی، مکریم  $\square$  سردار راجه

بودا کرده بلا دور رفتند. چون فرور این قوم از حد گذشت، غیرت الهی از دست سکهان که عبارت از فاکسان و شعر باغان و فداغان و بزازان و سهساران\* و بذالان† و فجاران و قزاقان و مزارعان و کم بغلان‡ و پانچاریان§ و کلل خسپان¶ و بازاریان و بجهتپان⊠ و بی مایگان و قهی دستان آن ذواح باشد، دلیل ساختن قریب چهل و پنجاه هزار کس گرد آمده خود را بر روی آن لشکر گران کشیدند. گاهی برفگی چهره Δ می شدند که زخمها بر میباشند و رونهی گردانیدند، و گاهی طوت شده با طرات پریشان گردیده) (صد و صد را بدنبال می بردند و می کشیدند. هر صبح گرد فتنه می انگیزیدند، هر شام از چارسو میریختند، لشکریان را سکان روی یخ ساخته بودند، یخ بسیار آب می گشت، تا فرار می نمودند، گاهی سفید □ می شدند و بر بهیرو تپه می افتادند، گاهی سیاه می نمودند و می استکانند و پشته می ریختند، و سنگ بسنگ میزدند، مو پریشان و سر پیچدار در اردو می شدند، شب سرد و شور، روز سرد و کور، پیاده آنها سمشیر بر سوار زدی و قلع زمین را خون ریز کردی، دست کش احشان قدر انداز ♀ را گرفته بردی و شست آویز ♂ نمودی غرض که این بے فا موسان بے دولت آن بی حقیقتان را آنقدر

\* ذلالان + ای بقالان † کم مایگان § یعنی سفلسان ¶ یعنی کسا توکه در گذشتن می خرابند ⊠ یعنی بے حرحله گان Δ ای مقابل (ن) نه گردیده □ ای مضطرب کرده بودند ♂ یعنی رنج بسیار می کشیدند □ نمودار ⊙ یعنی خرابی می کردند ⊙ یعنی آواز فریاد نامعقول و هرزه و طمطراق بے جا ♂ یعنی خادم ♀ یعنی قادر انداز ♂ شصت آریز، تپه از تعذیب

رسو ساختند که سرداران اطراف این صعبت را شنیده، از نظرها انداختند. مفاومت بواقعی نتوانستند، سلامت رفتن خود غنیمت دانستند، آخر سر پائی • نطاست آتشهروه هندی دان راه پیش گرفتند. این انبوه دنباله گردان، غارت کنان، سرگله زنان، تا آب آتک رفت و شست و شوی، خوبی داده متصرف آن صوبه که در کرور روپیہ حاصل داشت، شد. بعد از چندی آن هندی خون گرفته، شهر نشین را کشته مالک گشتند. چون وارثی در میان نبود، آن عوام کالانعام ملک را با هم قسمت نمودند و بر روئی رعایا در احسان کشودند، یعنی آگاه رسم ملک داری نبودند، پرچہ مزارعان دست برداشته دادند، مغت خود شهردہ گرفتند۔

(سابعه) در همین سال سورج مل که زمیندار زور آوری است، آبا و اجداد او همیشه مورد عنایات بادشاهان اولوالعزم مانده اند، در حالتی که خبر بود، راهداری سابقین اکبرآباد و شاهجهان آباد باو تعلق داشت. در این ایام از سستی رؤسای اسلام سوی کشید و متصرف اکثر محالات گردید. بسبب حرام توشگئی قلعه دار سیه روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت؛ شاه عالم بتحریر یک شجاع الدوله که حالا وزیر اوست، با لشکر بیستهار حرکت کرد؛ زبان زد خلق شد که برای اخراج سورج مل سی آید، زمیندار مذکور جهت محافظت شهر و حصار مسطور، از قلعه جات خود رفته به اراده پرخاش نشست و به راجد نوشت که آمدن شما

\* بهمن خلعت + ای (مهمول کنایه) | تابه خوب کرده

• در پی گرفتار، اجای رسیده

مناسب تر است ایشان که آشنا از چوب خشک سپتر اشپدند میان  
دار فرستاده، آن انبوه را باز گردانیدند۔

میر صاحب کا آگرے جاؤا | من به این تقریب بعد سی سال  
باکبر آباد رفتم و زیارات مزارات

پدر و عم بزرگوار کردم۔ شعرے آن جا مرا سر آمد این فن  
دانسته، اکثر ملاقات سی کردند۔

(حکایت) اواز عالمی شنیدم، رفتم و دیدم، ملاے قشری  
بر آمد، یعنی بجز سخن تہی رسید، هنوز نفس درست  
نکرده بودم کہ از بے تہی سخن سر کرد کہ اکثر جوانان این  
عہد رافضی سی باشند، و در حق بزرگان از سقیفہ سازی چہا  
کہ تہی تر اشند، این تسبیح خاک امام شہا کہ موجب غبار  
خاطر ما صفا پیشگانست دلیل است کہ شہا میل بر قرض داریندا  
اگر در واقع چنین است، مرا بحال من وا گذارید۔ گفتم کہ  
مرا نیز ہمین تردد بود، الحمد للہ کہ صاحب سنی بر آمدند۔  
مغز خر خوردہ \* کنایہ نفہمید و بسیار خوش گردید۔ چون مرا  
موافق یافت، پر و بوج چندے بافتن پیہوزہ تر شدم و  
بر خاستہ آمدم۔

(حکایت) صبح و شام بر لب دریا کہ بسیار بخوبی  
واقع است، آفطرت باغات و این طرف قلعه و حویلیہاے امرای  
عظام، گوئی کہ نہر بہشتی است، میرفتم و چشم آب میدادم۔

\* ای مختصر آشنائی بودن : یعنی بے منزل  
: یعنی حرف دروغ بستن \* یعنی احمق : یعنی تماشا کردم

شور بکر قراشی من \* آفاق را گرفته بود ، بکر نگاہان ، † مژگان  
سیاہان ، خوش ترکیبیاں ، جامہ زیبیاں ، پاکیزہ طینتیاں ، موزون  
طبعتیاں مرا نہی گذاشتند و بعزت میداشتند ۔ دو سے بار  
سراسر شہر رفتم ؛ علیہا ، فقرا ، شعراے آنجا را دیدم ، مخاطبے  
کہ ازو دل بیتاب تسلی شوم ، نیافتم ۔ گفتم ، نبھان اللہ این  
آن شہر بیست کہ ہر برزن او † عارفے ، کاملے ، فاضلے ، شاعرے ،  
منشئے ، دانشمندے ، فقیہے ، متکلمے ، حکیمے ، صوفئے ، محدثے ،  
مدریسے ، درویشے متوکلے ، شیخے ، ملائے ، حافظے ، قاریئے ، امامے ،  
موزنے ، مدرسے مسجدے ، خانقاہے ، تکیہ مہمان - روا ، مکانے ،  
باغے داشت ، اکتون جائے فہی بہم کہ درو شان کام نشیدم ؛  
آدمی بہم فہی رسد کہ باو صحبت کزیدم ؛ خوابہ وحشت ناکے  
دیدم ، رفعتے کشیدم و بر کونیدم ۔ مدت چار ماہ ازین قرار ۔ /  
در وطن مائون گذرانیدہ ، وقت رفتن آب حسرت بچشم  
گردانیدم و بقلعجات - سورج مل رسیدم ۔

(سابقہ ) آنجا آمدہ سنیدم کہ با	قاسم علی خان ناظم
قاسم علی خان ناظم بنگالہ و نصرانیان	بنگالہ سے شجاع الدولہ
تجارت پیشہ کہ آنجا از مدت سکونت	کی یہ عہدی
داشتند ، جنگ واقع شد ۔ رعایا	

و زمینداران آن ملک از ستم بے نہایتش بہان آمدہ بودند ؛  
حائب او نگرفتند ۔ بایان کار ہرزہت حورده ، با لشکر سگستہ و  
زر و جواہر و اقمشہ ، امتعہ بسیار ، بہ عظیم آبد کہ این صوبہ ہم

† یعنی معنی تارہ پیدا کردن

† یعنی خوبان شہر مگھوں

اوپر سے کوچتا رہ

بہ طور

باو بود آمد - قرقگیان نیز در رسیدند، خواست که شهر بپزند  
 شود و بجنگد؛ لشکرش پشت دان، باو شکست افتاد، مال و  
 اسباب خود را بار نمود، بانده هزار کس بسرحد  
 شجاع الدوله رسید، آنها بالفعل دست برداشتند و قدم پیش  
 نگذاشتند - وقتیکه متصل بنارس رسید، خیمه کرده، بوزیر  
 نوشت که من بامید اعانت شما آمده ام، اگر سر دستى بهن  
 بگیرند و بجنگ نصرانیان مخالف سذهب در آید، خرج  
 سپاه و ملازمان حضور متصدیان من سر انجام نمایند. ایشان  
 نوشتند که اول شما بیائید و ملازمت بادشاه نمائید، آنچه  
 بحضور قرار خواهد یافت، موافق آن بعمل خواهد آمد -  
 آن فلک کرده، آسمان غدار، نا آگاه از نه کار، مع اسباب و  
 آلات و پانصد فیل، باعتقاد خام داستان + چند که واسطه  
 بودند، از آب آن رود خانه که زیر شهر مذکور واقع است  
 گذشته داخل لشکر شد و دائره کرد. نظر تلگ چشمان این  
 طرف نظر بر اسباب بادشاه، نه او افتاد، چشم سپاه کردند  
 و کهنه فعله چند، فرستاده، بفریب و عذر محبوسش ساختند -  
 بعد از دو سه روز از زر بسته، و خرده و جواهر و اجناس  
 دیگر و اسب فیل و گاؤ و شتر و خیمه و فرش هر چه داشت  
 وزیر بگفته، نا مال اندیشان پیش او هیچ نگذاشت - بد عهدان  
 که در میان بودند، نظر بد عهد نامه گذاشتند، چون خامه سیه

---

\* فلک کردن نوعی از عذاب کردن آن و از روزه آویختن است.

+ اے خام طمعان - یعنی مکار و مصطل و تجریه کار

ز (ز بسته) مقابل خود ده (ن) استر

روندگان بحالت خود گذاشتند \* آمد \* بود که کسی دست او خواهد گرفت، این حا انگشتر + باشد، چون انگشت از ستم روزگار بر آورد † و حلقه بر در وزیر زد، یومیه از سرکار بیگم که عبارت از قام شجاع الدوله باشد، برای او مقرر شد، باقی داستان بفردا شب میگذارم که افسانه دیگر در زبان دارم —

(ساعده) جواهر سنگهه پسر کلان سورج مل که سردار جگر داریست از مدت خیال ریاست در سردارند؛ چنانچه پیش ازین با پدر در آویخته، خون بسیاری ریخته بود و در سه

جواهر سنگهه کی  
دست دزازی اور  
نجیب الدوله کی  
گوشمالی

زخم دامن دار برداشت - در این ایام بفرخ نگر که سه منزلی شاهجهان آباد، شهریست، بسوت مغرب، و سرحد آن بسرحد ملک پدر او پیوسته است، رفت - و با زمیندار آنجا که پدرش فوجداری گرج شهر دهلی میکرد، آویزتی نمود و طون داد - او نیز سو فروک نیارود در افتاد؛ چون دو ماه برین گذشت، سورج مل با فوج سنگین قصد آن طرف نمود - بخائفه راجه برای رحمت آمد، ایشان گفتند که شما زینهار فرود، مباد؛ باعث فتنه و هذگامه شوید، آنجا نجیب الدوله هم قریب است - اگر میراعات اسلام کنی، جنگ بهمان آید، معینا طرف قانی قنده دار و صاحب انوس است، اگر سهاجت فهاید و دیر شود،

\* آه بر گرفته خود ثابت نبودن

† کنایه از چیزه منحصرا ‡ آه پناه خواستن

‡ یعنی مرد جری



عظیم‌شان شگفتانند - در آداب ریاست نوشته اند که ذکار از  
تقریر آید؛ باید که سردار به پسر فرماید؛ و تا از پسر نشود  
خود نرود - خاصه آنست که چون وعده قریب می شود  
حرف معقول نمی شنود - گوش بر حرف ایشان مینداخت؛ رقت  
و رئیس انفجارا اسیر ساخت؛ سپاهیان دست تعدی دراز  
فروید؛ خانهای شرفائی انفجارا بغارت بردند - برادرانش که  
با قبیله دوله بودند - دستارها بر زمین زدند و طاقتی  
نموندند - او بوائی خاطر آنها ملتجی شد که ایشان به سزائی  
کردند خود رسیدند؛ اکنون از سر تقصیر باید گذشت؛ فشیند  
و دایرانه بشاهجهان آباد رفت - او بدر تغافل زده دروازه هائی  
شهر را بند نمود و سر بر فکر؛ این بر خود چیده؛ متکبر  
از آب دریا گذشته؛ بر سرش دوید و موجب آشوب گردید -  
در آن می گیری او شبه نیست؛ صد بار پیغام داد که من با شما  
سر پر حاض ندارم؛ لهذا فوج خود را بر قوی آرم؛ غربائی شهر  
تصدیح می کشند؛ دایره کردن اینجا مناسب نیست؛ یک جواب  
آن میانه ندان؛ و بسفاهت گفته فرستاد که من فوج نواب را دیده  
خواهم رفت؛ اگر زود برآیند؛ احسان است که کارهائی دیگر  
در پیش دارم؛ وگرنه فوجی که در اختیار من نیست صبح  
و شام بشهر می تازد - آن سردار گفت که البته صبح برومی  
آیم و سان \* فوج - خود می نمایم -

( نقل ) شخصی که در میان بود بجهن می گفت که در شب

فوج را رخصت عبور دریا داد و خود را کشید. و بعد از ساعتی چشم کشاد، و گفت که عجب واقع \* دیدم. گفتند چه طور است؟ گفت: کلاغی بر درختی نشستند است و زاغان بسیار بر و گرد آمده، شوری دارند. منکه ازان راه گذشتم، بیک تیرش بر خاک انداختم. زاغان کشته او را دیده، همه یکبارگی پریدند. غالب که فتم از من است، افشاءالمه صبح سوار میشوم، و این سیاه درون را می کشم —

چون صبح رسید، آسمان تیغ حادثه بچرخ کشید، جار چیان جار زدند، خود بر فیل نشسته، از آب گذشتت و باستقلال تمام مقابل گشت. حریف چون گاؤ چهار پهلو بر خود شکسته و خر خود را ① دراز بسته، صفوت فوج بر روئی ایشان کشید تنگ چیان گوم انداختن تنگ، آزموده کاران نظر بر اسلوب جنگ؛ سردار این طوط آماده کین استاده بود و پا از وضع خود بیرون نمی گذاشت. رئیس آن طرف دامن بالا زده خود کشی ② می نمود و دست از شوخی بر نمیداشت —

هر گاه روهپله ها سرگرم دو تیغه باژی شدند، او در دسته خود را پنهان ساخت و بالا بالا رفته، غافل از این که اجل چیره دست ③ در کھین است، بر سپاه که بسمت شهر بود، زد.

\* واقع عجبی      † یعنی تیز کرد      ‡ اے قربه

① اے مغرور      ② کذا یه از با مائی کردن

③ اے جهد با یغ      ④ یعنی تیز دست

شورے برخاست، رواداران قلب بمدد آنها شتافتہ این بلا را بر چیدند \* در همان گرد و غبار آن اجل رسیده زخمی برداشت کہ از اسپ برخاک افتاد و جامہ گذاشت + اما کسی ندانست کہ این سورج مل است باہم می گفتند و قتیکہ او سہند را جلو خواہد داد، قیامت در جلو او خواہد بود - فدائستند کہ جماعت درازبست از پیش جنگی خود را بکشتن داده است - از آن وقت تا شام باز جنگ ہمیان نیامد، آن جا کار تمام شد و این جا ہرمان کہ شب افتادہ است، میدان شہزین زد، و مارا برخاک ہلاک افکند - بعد شام فوجی رو بہ شدہ بود، پراکنده شد و رفت؛ تا نصف شب مہیائے کار بر اسپ و قیل سوار استادہ ماندند - اما ہمہ متامل کہ چہ بلاست از آن طرف صدای بر فہمی خیزد، نشرد کہ فوج حریف شافل ہریزد و قیامت بر انگیزد - حاسوسان از لشکر بر آمدہ دوسہ کروہ این طرف آن طرف کافتند، احدی را نیافتندی - قریب بشکستن شب + آمدہ گفتند کہ از مردم دیہات سغیدہ شد کہ جماعتی بسراہیمگی میرفت و میگفت، افسوس سردارے چون سورج مل گُشته شود و ما بیہر و تان لاش اورا برخاک میدان گذاشته از ترس جان برویم - ازین جا بد ظہور می پیوندد کہ او در شورش آخر روز کہ بفوج الشمس <sup>۱</sup> بود کشتہ شد و لشکرش گویختہ رفت -

\* یعنی شورا کردند - یعنی -

۱ یعنی قریب آخر شدن شب - یعنی چند اول

در این گفتگو بودند که صبح سفید شد و سوارے دست بریده آورد و گفت که این دست آن دست خشک شده اوست که جراحه داشت؛ دیگران نیز شناختند و کوس شادی فواختند؛ و چون به یقین پیوست، قدم به تعاقب گشادند و دنبال گریختگان افتادند؛ اگر از دریامی گذشتند، باعث خرابی جهان می گشتند. اما راجه نوشت که فواب این دولت را که عبارت از چنین فتح است از صحرا یافته؛ باید که غایت بداند و عذر بگرداند. این جا نموده بسیار است، اگر استادگی نهایند، باز کار دشوار است. راه درستی و قلب سلیم داشت، نوشته ایشان را دید و بر گردید —

جواهر سنگه که از استماع این خبر جان در تن داشت و بظاهر خود را بهسهار دوخته قایم بود، آمد و بر مسند ریاست نشسته در فکر گرد آوردن لشکر افتاد — در همت و شجاعت و مروت صد مرتبه از پدر خرد بهتر است —

دولت ندهد خدای کس را بغلط

— (حقیقت حال لشکر پادشاه و وزیر) —

(سازجه) حالانکه شجاع الدرله بگفتند نا کسان و نا تجربیه کاران چند که در مزاجش تصرف داشتند، بطمع صوبه عظیم آبان که اگر به یک نگ نگ پاید دست بیاید مفت است، شاه عالم را با خود گرفته بشکر بانصوب کشید. کشیش  $\Delta$

\* یعنی ناسور  
 † (نا) نگ و دو  
 ‡ از صحرا یافتن مفت یافتن  
 Δ این معرب قسوس است یعنی  
 رئیس و ائمه است

عیسائیوں یعنی سردار فرنگیان شهر را محکم کردہ نوشتت کہ  
 سر بر سر کسیکہ داشتیم \* او را زدیم و ازین ملک بر آوردیم،  
 با نواب و بادشاہ کارے نداریم، سبب این حرکت معلوم  
 نہی شون کہ چیست و محرک سلسلہ فتنہ و فساد کیست؟  
 اگر انقیاد منظور است ما مطیع منقادیم، حاجت بکشیدن این  
 رنج بیفائدہ نیست، رگر استیصال ما بگفتہ نو کیسہ گان +  
 نا فہم مقصود است، گذر نداریم †؛ مزاج بزرگان حکم سیل  
 ندد دارد، بہر جانب کہ روسی آرد می آرد، ما حسانرا چہ  
 سر و سامان کہ سد راہ توانیم شد، طبیعت سرداران را بباک  
 صرصر نسبت میکنند، ما کہ مشیت خاکیم، چہ ساز و برگ داریم،  
 کہ راہ بر توانیم گرفت۔ نا معاملہ فہمان حضور کہ بے بہرہ از  
 شعور بودند، نوشتن باہ مکرے انہارا معمول بر بدائی نہودہ،  
 باصرار باعث کوچ شدند۔

ہر گاہ تلاقی فریقین در ظاہر آن شہر نسبت بہم دان،  
 فرنگیان بندوقہا گرفتہ در آویختند، مغلان غیرت بہرام  
 بر خزائے آقا ریختند، نصرانیان قدم جرأت پیش گذاشتند۔  
 عیسی نام چیلہ نواب جسارتے ② کرد و جان داد، باد، اہ چون  
 تہاشائیوں ایستادہ ماند، شکست افتاد۔ نواب کہ بظرفی از  
 اطراف ③ می جنگید توقف مصلحت ندیدہ، با محدودے راہ  
 صوبہ پیش گرفت، مسافت بعید را بیک نیم روزے طے نہودہ،

\* یعنی کونہ کسیکہ داشتیم + اے نو دولتگان

† یعنی چارہ نداریم Δ اے فامردی ② دلیری

③ (ب) شہر

بمقرر خود رسیده - از آنجا نقد و جنس و ناموس بضرورت  
برآورده زوانه فرخ آباد شد -

اگر چه این عالم دارالجزا نیست ، اما گاهی چنین هم اتفاق  
می افتد که این شکست فاحش بر این چنین لشکر گران کینگران  
بود که بقاسم علی خان کرده بودند -

آنجا نصرانیان متصرف خیمه ها و آلات حرب و غیره گشته ،  
بادشاه را با خود گرفتند و بآرمیدگی عازم این طرف شدند -  
در عرصه هشت هفت روز باو ده که دارالقرار شجاع الدوله  
باشد ، آمده شکرانه این فتح که فوق تصور آنها بود ، مجوز ازار  
احد نگشتند - بعد از هفته بادشاه را دو لک روپیه ماهیانه  
کرده به اله آباد رخصت کردند که حضرت بطور خود باشند  
ما را نیم و ملک -

(سابقه) در خلال همین حال جواهر سنگهه با لشکر غدار  
او ملهار که احوال او نوشته آمده بدعوی خون پدر ، بر  
نجهب الدوله رفته ، به دهلی چسپیده بود - خلقی از گرانی غلام  
بجانب آمده قتل و قتال ، جنگ و جدال قریب دو ماه ماند -  
عهادالهاک که در فکر کناره کردن بود ، معه ناموس از قلعه  
بهرت پور بر آمده ، مردمان زاید را بفرخ آباد فرستاد و خود  
شریک جواهر سنگهه شد -

آخر از آمد آمد شاه که در این سال قاسم آباد آمد و از  
نشویش سکهان بی سر و پا برگشت ، مسوده ها همه باطل شدند  
و آن جنگ بصاحب آنجا مید - عهدالهاک با ملهار ، پیش  
حید خان بنگش که ربط درستی داشت رفت ؛ و جواهر سنگهه

بهاگ خود آمده بکارهای دیگر پرداخت - سواران عهد پدر  
که بخاطرش همی آوردند؛ بعضی را کشت و بعضی را مفید  
ساخت -

نواب عهدهاگهایک باین سن یگانه عصر است، اوصاف \* بسیار  
دارد، چنانچه پنج شش خط بخوبی می نویسد، شعر ریخته،  
فارسی، هر دو باسزه می گوید - بحال فقیر عنایتی بیش  
از پیش می کند؛ هرگاه بخداست شریف. او حاضر شده ام،  
خطی برداشته -

( سانه ) تبیین مقال احوال شجاع الدوله آنکه بامید حمایت  
کسان که به فرخ آباد رحل اقامت افکنده بود، از آنها غیر  
شہادت و بی مروتی ندید - ناچار باسلمار که احوال او سبق  
مذکور شد، طرح سلوک انداخته انبوهی گرد آورد، و بجنگ  
فرنگیان برد، چون مقابله فدیتن شد، با دلچپها از طرفین  
انداختند، گرفتند، دسته های فوج دکن، برائے نبود جرأت  
خود، بروی توپخانه رفته نیزه بازی نمودند و دست خونریز  
کشوند - عیسائیان از سنکر باهستگی برآمده توپ اندازان  
برو ضعی در آمدند که چشم دکنیان توسید و ترکی تمام گردید.  
آنچنان دست و پا کم کرده گریختند که گوئی در میان  
نمودند - در دو سه روز بگوالیار که سه منزلی اکبر آباد،  
شهریست حاکم نشین و در تصرف آنها بود، رسیدند و حال  
شکسته خود را در چند روز درست کرده آماده جنگ

جواهر سنگیه شوند. آنها دعوی شجاع الدوله قطع شد، راضی بهرگ  
بوده، تن قتها پیش فرنگیان رفت. آنها رو ازو گرفته دست  
از همه چیز برداشتند و صوبجات را بطور او گذاشته به  
عظیم آباد رفتند —

هر گاه رفع حجاب + شد، باز خلعت وزارت پوشیده،  
خلع العذار بدارالقرار خود که اوده باشد آمد و نشست —

<p>(سافحه) این جا دکهنیان تیره روزگار، با فوج بسیار، بسرخد جواهر سنگیه آمده، اکثر دیهات را تاختند و خراب ساختند. جواهر سنگیه که دلارز مقرر است، از قلعبجات برآمده هشت</p>	<p>دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راؤ کا شکستہ دل ہو کر وفات پانا</p>
---	---

فہ ہزار سوار سکھان کہ دران ایام دران ضلع آمدہ بودند،  
نوکر کردہ رفت و چہرہ شد + - ہنگامیکہ جنگ بہم پیوست،  
آن مدبران رو باختند و ایشان باسر و نہیب برداختند. چنانچہ  
قریب پانصد کس با سردارے اسیر کردہ آوردند و عرض  
سپاہگیری آن ہا بر دند. چون ملہار مرد روزارے بود،  
شکست بر شکست خورد، از فرط اندرہ و غم سہ چار منزل  
رفتہ سون —

• یعنی از و شرم کردہ — + (ن) بادشاہ و وزیر —

± ای مقابلہ —



دکنیوں اور جواہر سنگھہ کی لشکر آرائی۔ شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کر کے بھاگ جانا

بدھمین نزدیکی رکھنا تھے راؤ کدسردار مقرری دکنیان است ، بافوج کثیر رسیدہ ، بیکی از زمینداران آنطرف سرحد جواہر سنگھ چسپیدک و سوجب فتنہ آن ملک گردید۔ زمیندار مذکور بایشان رفتگی داشت ، نوشت کہ اگر

دکنیان مرا پایمال ساختند ، یقین خاطر باشد کہ بہلک شہا ہم دست قصر درواز خواہند کرد ؛ آمدن بسرحد خود من از واجبات است و صرفہ من فیروز درین است۔ این جوان فراخ دامن با لشکر بے پایان رفتہ ، این طرف چنبل کہ رود خانہ مشہور است ، دایرہ کرد۔ دکنیان دو دہہ شدہ ، طرح یکدلی اذناختند۔ هنوز ہردو لشکر سعادتی ہونہ کہ خبر آمدن شاہ شایع گشت۔ سران \* دکن کہ از نام او آب می تاختند ؛ جگر درباختہ رہگراے او طان خون گشتند و بشکستن قید اُساری کہ در جنگ ملہار بگیر آمدہ ہونہد ، صلح فہودند۔ این عزیز بعضی فہک بحر امان را کہ بان دکنیان در ساختہ ، چہا کہ فہی گفتند ، گوشمال ہواجبی دادہ بانہر آبان آمد۔

راجہ از قلعجات [ برائے ملاقات اور رفت ، مرا زیارت مشیت خاک پدر و ہم بزرگوار باین تقریر باز میسر آمد : ہمگی پانزدہ روز آن جا سافدہ عدان آن طرف بگرداند۔

این بار ہم شاہ درانی تا این طرف  
ستلج کہ روہ معروف است، از  
دست سگھان پا درہوا خرابیہا کشید  
و بر گشت۔

شاہ درانی کا ستلج کے  
اس طرف تک آنا اور  
سگھوں کے ہاتھوں سے  
تنگ آکر واپس جانا

(ساتھ) درین ولا جواہر سنگہ را  
ہاراجہ مادھو سنگہ پسر جے سنگہ  
بر آورے از امورات زمینداری  
ناخوشی شد و رفتہ رفتہ بتزع کشید۔

جواہر سنگھ راجہ  
مادھو راؤ میں تزع  
اور جنگ۔

این جوان جری بخرابی ملک او کھر بستہ در ظاہر  
بہمانہ ملاقات راجہ جے سنگہ پسر بخت سنگہ کہ احوال  
او رقمزدہ کاک سحر طرا از گردیدہ، بر پھکر کہ آبگیر  
کلانیست، غیرت بحیرہ، و ہنودان غسل آن جا را عبادت  
مہدانند، رفت و در راہ اکثر قریات را بذاک برابر ساخت  
بجے سنگہ اگرچہ جوان بزرگ لیکن رائے صایبے داشت،  
آمدہ بر خورد و واسطہ صلح شد عہد پیمان پیمان آمد  
چون جواہر سنگہ بر گشت، سرداران راجہ مادھو سنگہ  
نقض عہد نمودہ آمادہ پیکار شدند، تا در پھر جنگ نیر و تنگ  
ماند، آخر راجہ پوتان جہالت کیش از اسپان فروہ آمدہ،  
دست بشہشیر ہا زدند، پائے ڈپات اکثر از جا رفت۔

\* یعنی جھیل و قلاب (ان) رائے بہادر سنگہ  
یہ کلان راجہ ہے جوان بھجرات و خدمت اشدت درین  
اہ جواہر سنگہ بد تقریب فصل آن آبگیر رفتہ ہر چوں  
ان جا پر گشت۔

این جوان دلاور \* داد جو انہودی دادہ ؛ این چنیں بلائی صعب  
 را برچیدہ † چون شام افتاد بر هر دو لشکر شکست  
 افتاد آتش تیز کهن از هر دو سو زبانه کش است و  
 رعایا مثل خس و خاشاک می سوزد باید دید کہ از پردہ  
 غیب چه ظهور میرسد —

(سائعه) چون جواهر سنگه بقلعجات  
 آمد و نشست، فوج راجپوتان بخیرگی  
 تمام دست تاراج بدیہات نواح  
 دراز کردند، و با ستظہار دکنیہان

راجہ مادھو راؤ کا  
 بیمار ہو کر مرجاٹا اور  
 لڑائی کا خاتمہ

آبادیہا را خراب نمودند۔ درین ایام افبوهے از سکتان آنطرت آب  
 جون بود۔ رئیس این طرت بآنها مستظہر شدہ طرت گشت، گشت  
 و خون بہیان آمد۔ عالیہے تلف گشت، آخر فوج حریف را از  
 ملک خود بدر کردہ، سرداران سکتان را بر روے آنها دوآئید II  
 و رفتن خود مصدعت ندید۔ این قوم داخل بآنها در ساخت و  
 باین سردار بد ساخت۔ هر گاہ بد عہدی این بے سرو پایان دید،  
 کار بسیار بد بے مزگی کشید۔ در همین حال اقبالی باوری کرد  
 کہ راجہ مادھو سنگه بسبب بیماری کہ داشت در گذشت۔  
 سر کردگان آن فوج فاچار سر بسرہ کردہ برگشتند و سکتان  
 بے تہ از ہمان راہ گذشتند۔

\* (ن) جواهر سنگه و راے بہادر سنگه - (ن) چیدند  
 † پشت گرمی II ان اکشید

(سانحه عظیمہ) آنکہ درین نزدیکی	جواہر سنگھ کا قتل
جواہر سنگھ باکپرا آباد رفت و از	اُسکے بیٹے کی جانشینی
دست فاکسے بہ یک زخم شمشیر	اور سارا جافا۔ کھیری
جہان قافی را پدرون فہون۔ ریاست	سنگھ کا جانشین ہونا
بہ زاؤ سنگھ رتن سنگھ برادر او	ابتوری اور خانہ جنگی

رسید۔ این سیدہ کار مدام شراب میخورک و بر خلق خدا جفا  
از حد می برد، چنانچہ در ریاست ۱۵۰۰ سالہ فاکس و فاکس  
بد باخت، آخر مہوسہ بزخم کارک کار او ساخت۔ سردارے  
بنام پسر او کھیری سنگھ مقرر شد، اختیار بدست فوکران  
افتاد، کار ابتر شد۔

اکنون کار پردازان، نول سنگھ پسر چار سین سورج مل را  
کہ در عرصہ فہون، بہ نیابت آن طفلی برداشته اند، اگر از آب  
خوب بر می آید خوبست وگرنہ کار بسیار بے اسلوب است۔  
وقتیکہ نفاق این قوم بہ طول کشید و فوجت کار پردازوی ملک  
بہ سفہا رسید، نول سنگھ و برادر حورک رفحیت سنگھ کہ  
قلعہ کھیر باو تعلق دارد، ہر دو بجنگ بر خواستند، قریب  
پانزدہ سالہ روز جنگ توپ و بان و تیرو تفنگ در میان ماند۔  
چون قلعہ استحکام واقعی داشت، فچار نول سنگھ بدر صلح  
زد و گذاشت۔ ہر چند در میان ہر دو برادر بظاہر صلح و صفا  
تند، اما کینہ باطنی را چہ علاج؟۔ چیا رام کہ سر کونڈہ فوج  
رفحیت سنگھ و مدارالہمام بود، در لشکر دہلییان، کہ در آن  
ایام چار پنچ سزوں آن طرت سی گشتند، رفت: سرداران را  
ترغیب فہون، در ملک خود راہ داد۔ ہمیں ہا کہ حالاً کالہ گوشتہ

به آسمان می ساینند، بحال خراب باو آمده، زیر دیوار قلعه  
 کههیر دایره کردند - آن قدر دل باختند بودند که از هر کس  
 می پرسیدند، فوج نول سنگه چه قدر است و چه قسم می جنگد -  
 اگر نول سنگه از جای خود حرکت نمی کرد، کار او باین  
 خرابی نمی کشید و دکهنیان هم بطریق ضیافت چیزی گرفته  
 میرفتند - چنانچه حرکت بجانب متها کرده بودند که هنگام  
 شب با آزموده کاران نول سنگه قریب گوردهن که آن هم سعید  
 هنودانست، آمده پریشان جنگیدند - صد این جا و دو صد آنجا  
 هزاری این جا و پانصدی آنجا از این جهت هر که هر جا بود،  
 همان تنها بود، کسی بدان کسی نرسید، نسیم قتح و ظفر  
 بر پرچم علمهای دکهنیان وزید - اسپان و فیلان و شتران  
 و آلات حرب بسیار این طرف بدست قلقچیان آنطرف افتاد -  
 بر چنین شکست هم نتوانستند که بقلاعجات نول سنگه  
 بچسبند، غنیمت شهر ده از رود خانه چون گذشتند و میان  
 دو آب را خیمه را ساختند - چون اقامت ایشان بامتداد کشید،  
 فتحیب الدوله از حرم بهره وافق داشت، با خود سنجید که این  
 بلا بالا بالا نخواهد رفت، مبادا که آسیبی بشهر رسد، با پسر  
 و برادر و قوچه که همراه بود، توکل کرده پیش سرداران  
 آمد، تا جان در تن داشت نگذاشت که دکهنیان رو بسوی  
 شهر کنند - وقتیکه او از موض مزمنی که داشت، از میان رفت،  
 سرداران بو امور و از امورات سهل ناخوشی مضابطه خان

پسر او در میان آوردند - آخر الامر او واسوخته بسکو قتل رفت  
ایشان قریب شهر آمده خیمها زدند -

چون بد پردازی و ناسازی جاتان از حد گذشت و لطف  
باش و بود بالکلید رفت، راجه ناگرسل با بست هزار خانه  
که بسبب این مرد آبد شده بودند و اکثر وابستگی بدامن  
دولت این داشتند، برخاستن سقر کرد، و اجازت از سرداران  
آنجا خواست، که آن بے چشم و رویان که هنوز در کھین آزار  
مردمان اند، بلیت و نعل گذرانیده، خواستند که در بنای  
عزم این سر کرده خلل افراز شوند، و باهستگی دست تطاول  
کشانید - هر گاه بییقین پیوست که اینها نمی گذارند، بلکه  
سه راه می شوند، راجه نظر بر خدا کرده آنچه لازمه  
سوداریست، بکار برده، با هر دو پسر بعجرات تمام سوار شد  
و بیرون قلعه آمده، چنان همت بامداد غربا گهاشت که ناموس  
نفری هم آنجا نگذاشت. از لطف دادار بیبھال و بیبھن نیت  
خوب در دو سه روز معه این قافلہ گران داخل کامان که شهر  
سرحدی راجه پرتھی سنگھ پسر مادھو سنگھ است که  
حالا رئیس او را قرار داده اند، گشت - ما تلخ کامان نیز  
بسبب علاقہ نوکری وابستگی در این اقامت گزیده ایم و  
می بینم که آبھور، چندے اینجا نگاه میدارند، یا جائے دیگر  
می برد -

\* (ن) مردم دهلی

۱. بمعنی قسمت

(سانحه) درین ایام مشہور است\*  
 کہ رایات اقبال بادشاہی، بفروخ آبان  
 سایہ افکن گشت؛ راجہ سرا پیش  
 حسام الدین خان کہ در مزاج بادشاہ  
 تصرف داشت، فرستاد، رفتیم و عہد

میر صاحب کا راجہ کی  
 جانب سے بطور ایلچی  
 بادشاہ کے لشکر میں جاانا  
 اور عہد و پیمانہ کرنا۔  
 راجہ سے شکر و نسیبی

و پیمانہ درست کردہ ام۔ این جا پسر خورد او کہ با سن خوب  
 نبود، از آن سبب کہ من با برادران کلانش ربط گوئند داشتیم  
 علی الزعم بہ پدر فہمائید کہ پیش دکھن بیان رفتن اولی است۔  
 چنانچہ بلشکر بادشاہ نہ رفتند و عازم شہر گذشتند۔ ناچار من  
 نیز معہ اواحقان خود برسوائے تہام با ایشان شدم؛ چون بشہر  
 رسیدم، زن و فرزند را در سراے عرب گذاشتہ، از ایشان  
 برخاستم۔

در این ولا سندیہا کہ یکے از سرداران  
 کلان دکن است پیشوا رفتہ بادشاہ  
 را با خود آورد و داخل شہر کرد۔

سندیہا کی قوت اور  
 بادشاہ کی دولت

چندین ہرین نرفتہ بود کہ سرداران باہم قرار دادند کہ  
 بادشاہ را با خرید گرفتہ، بر ضابطہ خان پسر نجیب الدواہ  
 مرحوم باید رفت۔ ہر چند بادشاہ تعامل بہیمان آورد، فائدہ  
 نکرد، باین تقریباً من ہم؛ شہرہ لشکر بادشاہ روانہ آنطرف

\* (ن) شد

۱ (ن) بعد از دو - دو، یا راے بہادر سنگیہ ہر خوردہ  
 حقیقت حال ہمہ بیان نمودند۔ او با راے موافق متذکر خود در  
 برداشت احوال شکستہ، تصویرے نکرد۔

۲ (ن) با راے بہادر سنگیہ

گشتم - رفتند و ضابطہ خان را بے جنگ گریزانیدہ، اموال و اسباب و خانہ و مایوس او بتصرف در آوردند۔ بادشاہ را غیر از دوصد اسپان لاغر و چند خیمہ کہنہ فہ دادند۔ بادشاہ ازین حرکت بسیار بے مزہ ماند، اما چہ فائدہ کہ نکوئیان مغتر و این جا زور نہ زر؛ چون زور یافتہا فرسید، متصدیان حضور بضبط جاگیرات اعزہ این جا پرداختند و بسا عزیزان را قلیل و خوار ساختند —

من بگدائی برخاستہ بردار ہر سرکردہ لشکر شاہی رقام، چون بسبب شعر، شہرت من بسیار بود، مردمان رعایت گوئہ بحال من مہقول داشتند۔

میر صاحب ک لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جاذا اور مایوس ہونا

بارے بحال سگ و گربہ زندہ ماندم، و با وجیہ الدین خان؛ برادر خورد حسام الدولہ ملاقات نمودم۔ آن مرد فظہر بر شہرت من و اہلیت خون، قدرے قلیلی معین کرد و دلہی بسیار نمود۔

القصد چون بادشاہ از سر کشتی رئیسین دکن دن خوشی داشت، بے مرضی آنہا روانہ شہر شدہ، داخل قلعہ گشت۔ ابن جا آمدہ نجف خان

بادشاہ کو بیڑکا کر دکنیوں سے لڑانا اور ناکام رہنا

کہ خود را در لشکر بادشاہی سپاہی می گرفت، بادشاہ را نا سنجیدہ و نا فہمیدہ برین پلہ آورد کہ محاللات متعینہ جات را متصرف باید شد۔ آخر باصرار تمام اجازت این امر عظیم،

\* (ن) ازین جہت را بے بہادر سنگھہ را نیز دستے نمائد۔  
 † (ن) وجیہ الدولہ — ‡ (ن) دل پردے داشتہ۔



بے مشورت حسام الدولہ کہ با سرداران دکن ربطا تمام داشت ،  
 گرفته ده پانزده هزار مردم مغلوک شهر و بیرونجات گرد  
 آورد و شروع در آن مهم نموده ، دوازده محلات نزدیک  
 شهر را متصرف شده طرف کلاه بر شکست - چون کم سن و نا  
 دیده روزگار بود ، بگفته سفیدپان فامال اندیش از جائے رفتہ ،  
 مستعد حرب دکندیان شد - آنها مشورہ کردند کہ هنوز بادشاہ  
 ما فایگد است ، باین زور و طاقت ارادہ مقابله ما کرده است  
 اگر زور واقعی بہم خواهد رسانند ، کار بر ماتنگ خواهد کرد ،  
 بہتر آنست کہ دوآبہ کوچ بطرف شهر نہایم و فرصت فداہ  
 کار او بسازیم - اگر در جنگ از میان بروں ، رفتہ باشد  
 وگرنہ سر جنگی زدہ اندوہ کذائی را پراکنده سازیم و خودش  
 را بحال فقیران نگاه داریم ، کہ بدان و نہک معاش می کردہ  
 باشد و دست نگر ما باشد —

شهر کا سلامت رھنا  
 ہرگاہ این مشورہ قرار یافت ، ضابطہ  
 خان را \* بوعده بخشی گری و سہارنپور  
 کہ از تصرف او بر آوردہ بہادشاہ دادہ بودند ، خوشدل ساختہ ،  
 رفیق نمودند - فوج جات را نیز برین منوال ہمراہ گرفتہ ،  
 از میان دوآب بتری ہائے اتمام † برابر در عرصہ یک ہفتہ  
 برابر فریدآباد آمدہ ، عبور دریا پایاب کردند - دو سہ روز  
 زود خوردی ماند - آخر روزی جنگ ہمیان آمد ، از این طرف  
 ہم نجف خان دیلوچان و موسی مدک فرنگی کہ باغوالے

\* ( ن ) دوسو نچیسب الدولہ — † اے بشوخیہ پائے —

‡ ( ن ) کہ نہ نوشتند بہ است —

نجف خان از نوکری جات دست برداشته ، صلاحی این فوج  
 فلک زده گشته بودند ، پائے جلالت به میدان معرکه فشردند .  
 چون سیاهی فوج دکنیان دیدند ، مخلان حرام قوشه پشت  
 داد ، روسیاهی گزیدند . اجل رسیدگان چند کی جامه هم سرتن  
 نداشتند ، مفت زخم هائے دامن دار برداشته ، بوالی عدم  
 شتافتند . دسته آن طرف میدان را خالی یافته بی محابه به شهر  
 در آمد . قیلان بادشاهی و عراق بسیاری را بر سر گریختگان  
 گذاشته ، باخود برد . پریشانی چند که جمع شده بودند ، بیگ  
 چشمک زدن از میان رفتند . تا یکپاس شب گذشته ، حسام الدین  
 خان باسعدونے چند در ریتی استاده ماند و باز برخاسته پیش  
 بادشاه رفت ، قریب نصف شب نجف خان فیروز مظلومان چند  
 را بکشتن داد ، داخل حویلی خود شد . شهر کهنه که جسته  
 جسته آبادی داشت ، در این ساقچه از سر نو بغارت وقت ماغربا  
 را حافظ حقیقی در حفظ خون نگهداشت ، صبح جراران این  
 طرف قاب مقاومت گذاشته که به میدان برآیند ، مورچال برابر  
 دیوار شهر پناه درست کرده ، بجنگ باد لچها آن روز  
 گذرانیدند . اقبال بادشاهی کار کرد ، وگرنه قلعه مبارک راهم  
 می پرانیدند . سلیقه جنگ و استعداد این طرف همان روز  
 معلوم شده بود که چون آمد آمد فوج دکنیان شد ، هوش اکثرے  
 رفت و مردم توپ خانه درائے تیاری آلات حرب مثل توپ و  
 رهنکه و جزایر افتاده و سرب و باروت و بان وغیره ، عرضی  
 بحضور اقدس کردند ، تصدیان صد روپیه به میر آتش که از  
 برت خذک تراست ، تلخواه کردند . هئیت او و سبالت او اگر بینی

دانی کہ سرداران چین میں باشند۔ آنہیں ان درکنجے خرید  
کہ تا جنگ در میان ہوں اورا کیسے ندید۔ آخر روز سوم  
حسام الدولہ سوار شدہ رفت و صلح دلخواہ آتھا کردہ آمد۔  
بارے شہر نو سلامت ماند، کنون باشارۃ مختار \* دکھنیاں  
دریچے ہر آورتن نجف خان و مغلان حرام کوڑا آند، بہ بینم  
کہ چندان صورت میگردن، این ادبار زدگان چہ طور از شہر  
برسی آیند و بکجا میروند۔

القصہ سندھیا کہ سردار سیوسین دکھنیاں ہوں، بطرف جہ پور  
رفت۔ سرداران دیگر ارادۃ ان طرف آب دارند، غالب کہ از راہ  
قرخ آباد بچھانسی بروند، از آن جاسب آشوب ملک  
شجاع اللہ ولہ شوند۔

(سائحد) چون زبان زد مردم شہر بود  
کہ نجف خان وغیرہ سرداران و  
مغلان شوریہ پشت دعویٰ تنخواہ در  
سر دارند، ہر گاہ دکھنیاں کوچیدہ

مغلوں کا شہر بدر ہونا  
اور دکھنیوں پاس  
چلے جانا

میروند، این جم غفیراً ہر در بادشہ نشستہ، مقصدیان را تلگ  
کردہ زر طلب خون خواہند خواست۔ لہذا حسام الدولہ  
بدکنیاں گفت کہ این ہا قہک بحرام و ہنگامہ پروازند، بہر  
طوریکہ دانید، ہمت ہر اخراج ایشان ہر گہارید۔ حالا  
حسب الاشارۃ □ او سرداران جنوب در پے آئند کہ ان قوم را از

\* (ن) نواب موصوف  
بمعنی چمنامت کثیر  
□ (ن) الارشاد نواب مذکور  
+ (ن) سہ رو  
○ (ن) کہ مختار ہوندا

شهر بر آرد؛ چنانچه قدغن است که مغلی در شهر نهاند. وقتی که این گفتگو بطول کشید و متصدیان حضور در قلعه رفته نشستند و مردم شهر را بند کردند. در ظاهر آن گروه بی شکوه تا لاهوری دروازه ملچارها بسته، آتش فتنه و فساد بر کردند و بیاطن با دکنیان بالقوه رو کشی آنها نداشتند؛ در ساختند. چون از هنگامه آرائی کار پیش فرقت و دیدند که در استنادگی کشته خواهیم شد؛ ناچار مهیای بر آمدن شده با جنوبیان عهد و پیمان نمودند. بعد از دو سه روز نجف خان و دیگر سرکردهائی مغلان با همه یاران خود در لشکر آنها رفته، اهل دکن که صاحب سلوک اند؛ و مراعات ظاهر را در هیچ وقت نهی گذارند؛ در عزت این از دحام فافرجام تقصیر نمی کردند. اما آن عزت که در نوکری پادشاه بود، معلوم. در چند روز این جهامت بی حقیقت پراکنده می شود؛ هر کس بطرفی خواهد رفت. و همین مشهور است که بالفعل دکنیان این هتایت مخبوعی را تا اکبر آباد پاخود می برند و از آنجا اجازت خواهند داد که هر کس هر جا که خواسته باشد برود —

الحاصل مغلان شرارت بنیاد و جنوبیان سراپا فساد، قریب است که بروند و حضرت ظل سبحانی بذات قدسی صفات با دو سه معرور در قلعه مبارک بی تشویش آینده و رونده تشریف دارند. اگر روزی صد بار بر کنگره کنگره حصار جهت سیر بر آیند، کیست که حجاب او مانع شود؛ و گر به بازار پیاده یا بر آیند، حاجب کو که دور پاش نماید. اسلوب پندین

به نظر می آید که اهل حرفه سر بصره را زنده و سپاهی  
پیشگان بگدائی دست دراز کنند - هر کسی راه خود گیرد، شهر  
روفق بسیار پذیرد -

(سافعه) تازه آنکه چون جنوبیان  
نجف خان را همراه گرفته، رو بآن  
روے آب آورند، وزیر حال از صوبه  
خود باستظهار نصرانیان یلغار کرده،

پادشاه کا حسام الدین  
خان کا مغلوں کے  
حوالہ کر دینا

به فرخ آباد رسید، و روکش گردید - چون سرداران جنوب  
خود را دران مرتبه نیافتند که حریف آنها شوند، قریب سه ماه  
به قیل و قال گذرانده، خواهان صلح شدند - چون وزیر هم  
دلاور مقرری بود، غنیمت دانسته، قبول این معنی نمود -  
آخر الامر نجف خان را مختار کار حضور کرده روانه صوبه خود  
شد - دکنیان و شرقیان هم جواب و سوال خود باو سپرده  
به مکان های متصرفه رفتند - چون نجف خان داخل شهر گردید،  
رنگ از روی حسام الدوله پرید، دو سه روز درخانه نشست،  
بعد ازان پادشاه در قلعه طلبداشت، کاغذ حساب چند ساله  
خود را طلب کرد و همان جا نگاهداشت - مجد الدوله  
عبد الاحد خان پسر عبدالحمید خان مغفور که از کار پدر ازان  
مقرری پادشاهی بود، از تغییر راجه ناگرم، خلعت دیوانی  
خالص پوشید و بکار پادشاهی پرداخت - آخر کار پادشاه  
حسام الدین خان را که مختار اهلک بود، مجبور ساخته بابت

زر پادشاهی و تلخوای مغلان بعوض هشت صد لک روپیہ حوالہ  
فتح خان درانی وغیرہ نمود، او را از قلعه بخلافه خود برد۔  
حالا مغلان مختار اند خواد بکشند و خواد بگذارند :  
این شامت احوال قیامت بسر آورد

(سازمه) عبدالاحد خان کہ دیوان  
خالصہ شدہ بود، و در مزاج پادشاه  
داخل تہامی کرد، مختار گشت، و ہرچہ  
می خواست، میکرد؛ کسی را یارے  
نہ زند نہ بود فرج پادشاهی باحال تباہ،

نجف خان کا بادشاہ  
کی رائے سے جاٹوں پر  
حملہ کرنا اور کامیاب  
ہونا

بادشاہ بیدستگاہ بر سایر شہر و چند نہ گذران معلوم،  
جات کہ عبارت از اولاد سورج مل باشد، تا درگاہ حضرت خواجہ  
قطب الدین بختار کاکہ کہ از شہر سہ چہار کروہ است،  
متصرف بود۔ نجف خان پیش پادشاہ عرض می کرد کہ  
حضرت زندگانی باین قسم ظاہر است، اگر این ملکہ کہ  
در تصرف جات است بدست بیاید، نصف دل خوش بسر  
می توان کرد۔ پادشاہ می گفت "مگر خراب می بینید،  
سختن کہ از دہن خورد زیادہ باشد، چہ را با بد گفتند،  
او می گفت "مگر چہیں انغاتی نمود، حضرت، و اچہ میدہند،  
پادشاہ گفت "سوم حصہ از ملک من بگیرم، باقی بخش  
شما ست۔" چون اندبار آن قوم نزدیک شد، روزے فوج آنها  
بہمدان کرہی کہ قریب درگاہ خواجہ مسطور علیہ الرحمۃ  
است، آمد و آغاز شوخی کرد، نجف خان با سرزمی کہ

یراق هم نداشتند، حرکت مذبحوحی کرده، بروی آنها دوید. آنها که مغرور بودند، بخاطر نیاورده زود بر دی نمودند. چون جنگ بهمیان آمد صورتی که متصور نبود، جلوه گر شد. یعنی قاشام آن جنگ زدند، مردمان پادشاه شب بزرگت خام معاش کرده هم آن جا اقامت انداختند و کوس شادی دواختند. صبح آن قدم پیش گذاشته، به بلم گده که حصار مضبوط آنها بود، بفاصله دوازده کرده از شهر رفته چسبیدند. چند روز جنگ توپ و رهکله در میان ماند، سردار آنجا گفت از گرفتن حصار جنگ جاتان تمام نمی شود، بیشتر بروید، جنگی که با سردارانست، آن جنگ را بزقید، این حصار را من بی جنگ خالی کرده خواهم داد. نجف خان باین سن کم سردار سخن شنو بود، دست از آن حصار برداشته، همان سردار را آنجا گذاشته اراده بیشتر نمود. چون قریب هوزل که قصبه متصرفه جاتان بود، رسید، کار بدشواری کشید. یعنی فوج سنگین از آن طرف آمده، بر رو استاد، کار کلانی بر سر افتاد، سردار جاتان که قول سنگه نام داشت، بالشکر گران و توپخانه بسیار آمد و چهره شد \* هنگامه جنگ گردید، فلک جامه هائے بسا کس بخون کشید، رفته رفته زمین به تنگی گرائید، پر خاش به یراق کوتاه آنجا سید مردمان پادشاهی، از کثرت فاقها تباهی، دست از جاقها برداشته، پائے ثبات افشردند، و سخت خوردند، و مردند.

چون فتح باد بار آن قوم بود، سرداران پیاده شده کار  
 را پیش بردند - آن فوج گران هزیمت خورده برگشت -  
 سهر و نام فرنگی که توپ و رهکنه آن طرفت بجزات تهنم  
 دیوی ایستاده ماند، آخر روز آن هم رو بفرار نهاد : نجف  
 خان که این کار بزرگ بسرداری او سرانجام یافت، کلاه  
 کج کرد - هر که این ماجرا شنید، خیلے متعجب گردید -  
 سردار جاتان بحصار خود رفت و بر بستر افتاد - این جا  
 بر نجف خان مردم بسیاری گرد آمدند، رئیس کلانے شد -  
 چون زر پیش خود نداشت، مردمان را بزبان نگاهداشتند ؛  
 هر کسی که می آمد، نوکر میشد - در چند روز لشکر حکم  
 دریاخانه بے کزان پیدا کرد - اگرچه کنار خشک داشت،  
 اما بتدریج باقی کار خود می کرد - چون دید که بسخن هائے  
 دروغ فوج نمی ماند، جگر کرد و سرداران را به محاللات  
 حنت فرستادن آغاز کرد - آخر این نقش درست بنداشت،  
 خودش رفته بحصار تیک که از آن جا درازده گروہ بود  
 چسبید - سردار آن طرف که بیمار بود، قضارا در گذشت،  
 آنها رفیقیت پسر چهارم سورج مل را برداشتند، همت بر جنگ  
 گذاشتند - دروغه توپخانه آن قلعه سرداران این طرف سازشے  
 کردند، راه در آمد، حصار نشین داد، سرامان یورش نمودند  
 در آمدند، و بشارت تهر منتفع شدند - هر کم بغل دو بغل  
 قاس بادله آورد، اسباب بسیار و توپخانه بیستهار، بدست



نجف خان هم آمد - قلعچیان این فوج مالدار شدند ، بعد غارت هفت هشت روز ، آن قلعه را حواله سردارے کرد ، قدم پیش کشاد - کهپیر که حصار دیگرش بود ، قصد آنجا نمود ، رنجیت که سردار آن قوم شده بود ، آن قلعه را خالی گذاشته ، و آلات جنگ یکشاخ \* افکنده ، به بهرت پور که حصار معکبیت ، رفت - ایشان متصرف این شهر قیز شدند و سال بسیاری بدست سپاهیان آمد - ناچار جاتان پیغام صلح دادند و کشوری که مادر رنجیت باشد ، و از شعور بهره داشت ، آمد و آشتی خواست - نجف خان بهرت پور را باینها داده و کار بر وقت دیگر گذاشته ، باکبرآباد که دارالسلطنت مقرریست و جاتان متصرف بودند ، رفته ، مهیمای جنگ آن قلعه شد - چون اقبال یاور بود ، در اندک فرصت لقب داده بدست آورد - سرداریکه از طرف جاتان داران تمکن داشت ، بوعده و وعید بدر کرد - با مردمان آنجا سر کرد ، و تمام آن صوبه را متصرف گشت - بهر که میخواست ، محالات آنجا تقاضا می کرد ، در چند مالک تمام آن ملک شد - راجها و زمینداران همه سو حساب شدند - اگر جاتان حرکت مذبوحی می کردند ، بیک سیلی زدن ناز روی اینظورت نمی آوردند -

حسب وعده نجف خان	هر گاه نجف خان مالک این همه
بادشاه ملک کا	ملک شد و کار او بالا گرفت و در
تیسرا حصه دینے پور	حضور عبدالاحد خان لکھ برابر زد
مجبور هوا	یعنی مدار سلطنت بران قرار گرفت -
	بادشاه از نجف خان موافق وعده

\* اے یکطرف اے سلوک کرد + فخر کردن و سر بشلک رسانیدن

سوال سوم حصہ ملک نہوں، او در حضور آئندہ گفت کہ  
 این ہمہ فوج کہ با من است ملک تنخواہ مردمان کردہ دادہ ام؛  
 حضرت زور سوم حصہ ملک از من می گرفتہ باشند۔ بادشاہ از  
 زبان زور زبان \*داشتن او اطہینان نہاشت؛ گفت:- این قدر  
 ملک باید گذاشت؛ کش زدن + مردانہ او پیش زور آوری  
 عبدالاحد خان پیش رفت نشد؛ تا چار معاملات سوم حصہ ملک  
 بطور مختار جدا کردہ دان، و خلعت میر بخشیدگی عطا شد؛  
 امیرالامرا شد۔ بعد از چندے از حضور رخصت خواستہ؛  
 باکر آبان رفت۔

عبدالاحد خان سکھوں سے سل کر راجہ پٹیالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے	این جا عبدالاحد خان سکھان را از خود کردہ، هر چه بالقوه داشت؛ بآنها دان۔ باعتبار آن جم غفیر بادشاہزادہ فرحندہ اختر را گرفتہ براجہ پٹیالہ لشکر کشید۔ نہ دلش
---	---

این کہ اگر اتفاق شون، سکھان را بروے نجف خان باید روانید۔  
 آن طوت میرفت؛ و خیال این طوت داشت۔ رفتہ رفتہ کار  
 بآنجا کشید کہ مردم بسیاری از لشکر امیرالامرا جدا شدہ؛  
 ملازم مختار گردیدند۔ چون ملک دار نہوں؛ و تدبیر ریاست  
 خوب نہیدانست؛ کارها را نا تمام میگذاشت۔ چندے بسر کرد  
 و بمشورت سکھان با راجہ سربسر کرد؛ - زوریکہ داشت؛ بخروج  
 آمد؛ چیزے از بادشاہ خواست۔ شاہ از طلب کردن زور بے مزہ شد

\* اے از عمدہ ہاے دروغ او۔

+ دست در کردن حریف انداختہ آویختن۔ † اے صلح کرد۔

و نوشت کہ بہر طوریکہ باشد، آنجا باشد، من زور ندارم۔

<p>(سائسد) وزیر اعظم امیر معظم نواب شجاع الدولہ کہ سر بگلک داشت، بجنگ حافظ رحمت روہیلہ کہ باو ہم ہمسری میزد و خصوصت سی کرد، برآمد۔ حریف از راہ خصوصت</p>	<p>نواب شجاع الدولہ تنہا فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روئے مروت کرہ و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں</p>
--	---

بغزنگیان سی فرست - وزیر کہ این ہمد فوج نگہ سی دارن، سر بر سر شہا دارن - چنانچہ گورنر بہادر کہ صاحب است، بارانہ پر خاش پیشتر آمدہ ہوں، نواب وزیر کہ مراعات این قوم، غالب پیش از پیش سی نہوں، تنہا پیش آنها رفت و گفت من پاس شہا سی کنم و از کسی دیگر فروتنی نخواہم کشید۔ درین ہر چہ خواستہ باشد، بشوہ - یا مرا ہر آہ بہ کالکتہ بہرند، یا ملک را بطور من گذارند۔ فرنگیان سکوک وزیر دیدہ دست از ہمد چیز کشیدہ، کرہ و الہ آباد را ہم حوالہ کرد، رفتند۔ سپہر کاسہ باز، چرخ زدن آغاز کرد و زمانہ دیگر گشت۔

<p>ہر گاہ وزار از آنجا برگشت اکثرے از فرنگیان مقدسنا ہمیش وزیر شدہ، جنگ را بطور خون منغرر کردند و چون چشم روہیلہ شا ازین لشکران کہ حکم دریاے بیکران داس</p>	<p>شجاع الدولہ انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پاتا ہے</p>
---	---

فرسیدہ ہوں، ضابطہ جان و سرداران چند نہ جمعیت نہ دوازده

هزار کس الف بر زمین کشیده\* اظهار این معنی نمودند که ما مردم دولت خواهانیم، سرتابی نمی توانیم کرد. وزیر اعظم نظر بر فضل نامتناهی الهی گفت که پس پشت قوج استاد باشند، اگر چه بعضی از سر کرده ها گفتند که این قوم غدار است رو نهدید داد، میدان در وقت جنگ، موجب تشویش شوند، و چون وزیر جگر دار واقعی بود، پشت چشمی فاذک کرده + گفت که "زور اینها را در نظر دارم، به یک تگ تگ پاپخاک در آرم -

صاحبزاد، آصف الدوله بهادر که حالا وزیر اعظم است، در تردد کارزار، سر گرم بسیار، بهر طرف که رومی آورد، گرد می انگیزخت، زنجیره توپ خانه بزرو تیغ می گسیخت. وقتیکه هنگام جنگ گرم ترشد، حریف که غرق آهن بود، از مرم نرم ترشد. گونه ها به این بسیاری می رسیدند که بسیاری را بخاک و خون می کشیدند. چون زمین تنگ شد، حریف دید که گذر و گریز نیست، ناچار جگر از سنگ کرده، در میدان باستانک و دل از جهان برداشته، تن بگردن داد. زود بروی بهیمان آمده، اندوه آن طرف بجان آمد، هوش از سر دلبران پرید، گونه بسینه اش رسید، صفوفها برهم خوردند، سر دشمن چون گوئی بردند. هرگاه در این لشکر ظفر اثر آوردند و نمودند روهیله ها زبان به تصدیق کشودند، که هر عمل را جزای، و هر کرده را سزائی است. چون یقین شد که او کشته افتاد، شکرانه این فتح وزیر سر بسجده نهاد. لشکرش

بغارت رفت و فاسوس بگیر آمد\* ، ملک سیر حاصل او شہد در  
تصرت وزیر آمد —

فجف خان کہ در این جنگ از اکبر آباد آمدہ ، مسلح لشکر  
وزیر شدہ بود ، رخصت شدہ باو باکر آباد رفت —

میر صاحب کی خانہ	فقیر در آن ایام خانہ نشین بود ،
نشینی	بادشاہ انٹر تکلیف کرد ، فرقتم -
	ابوالقاسم خان پسر ابوالبرکات خان

کہ صوبہ دار کشمیر بود و بنی عم عبدالاحد خان مستقر است ،  
مرعات گونہ بکار می برد ، گاہ گاہ بار ملاقات می شد ، گاہے  
بادشاہ ہم چیزے بہ چیزے می فرستاد :

مصروعے گاہ گاہ می گویم

کار دنیا ئے من ہمین قدر است

وفات شجاع الدولہ	بعد این فتح عظیم وزیر اعظم ،
	امیر معظم ، بشکوہ تہام ، داخل صوبہ

شد - چون چشم سپہر بدنیال + اہل روزگار می باشد ، گوئی  
کہ چشمے + باین اقبوہ پر شکوہ رسید - یعنی دستور جگر دار  
کلان کار ، بسبب آب گردش  $\Delta$  بیماری بہرسانید کہ تدارکش  
نشوار بہ نظر می آمد - ہر چند اطبا و فرنگیان بہعالجہ سعی  
نہودند ، اما فایدہ متوتمب نشد - از ہشیار سری چون دید کہ  
بیماری بطول کشید ، خاف الصدق آصف الدولہ بہادر را کہ

\* اے بقید آمد : دریمے خرابی کسے شدن

+ چشم رسیدن - بہ بلائے عین الکمال گرفتار شدن

$\Delta$  یعنی تغیرات آب و ہوا

شایستگی کار و جوار و عالم مدار و سدوارہ فیض و احسان است،  
 بر مسند وزارت نشاندہ، و از جہان فانی دامن افشاند۔ در  
 مقام آن امیر بزرگ عالمی سیما پوش گردید، \* عجیب سائندہ  
 بظہور رسیدہ اگر ہزار سال چرخ چرخ میزدند، تا این چنین جوان  
 سردارے ۵۵۵ تن جرأت، سراپا سرور، بہم می رسد۔

وفات مختارالدولہ اور  
 حسن رضاخان کی فیہایت  
 بعد از چندے مختارالدولہ کہ اختیار  
 کاروبار وزارت و صوبہ داری داشت  
 زمانہ اش فرصت نداد و نگذاشت

از دست خواجہ سرائے بسنت نام کشتہ افتاد، و سر بوالئی  
 عدم نہاد۔ فوبت فیہایت بہ حسن رضا خان سرفرازالدولہ بہادر  
 رسید۔ و این سردار است یا تمکین، متواضع، متصف بہ حسن  
 خلق، صفت کرم، بر صفت ہائے حمیدہ اش غالب، دالچوئی  
 و ضیع و شریف را بہ حسن سلوک طالب، الطاعت ہمیشہ مواجہ  
 اکثرے را در می یابد، خدش سلامت دارد۔

بادشاہ کی طابہی پور  
 نجف خان کا آنا اور  
 عبدالاحد خان کا گرفتار  
 کرنا اور اس کا مرض  
 سل میں مبتلا ہونا  
 (سائندہ) بادشاہ از طلب کردن رز  
 مختار بے مژہ شدہ، بہ نجف خان  
 ذوالفقارالدولہ نوشت کہ خود را بہر  
 طور یکہ داند، اینجا رساند او بایہائے  
 بادشاہ شیرافہ و دایبوافہ روانۃ حضور

گردید۔ از استماع ابن خبیر کہ امیرالاسرا سی آید، سرکن پورکن،  
 یا بدوہ سکھان معہ بادشاہزادہ عبدالاحد خان باہو سوار شدہ،†

\* یعنی چشمہ + اے مضطرب الحال  
 † اے شتاب

دو روز پیشتر از نجف خان مسطور داخل شهر گشت و در قلعه  
 بندوبست کرده نشست - شوری برخاست که ذوالفقار القوله  
 آمد بادشاه همین مختار را برائے پذیرا شدن \* گفت، بتزک تمام  
 وقت و ملاقات کرد. وقت سوار شدن هر دو بر یک فیل نشستند،  
 نجف خان عیدالاحد خان را در رو متفق دانستہ، بزبان داشته،  
 تا دروازه قلعه بنرسی تمام آمد - ازین جا اشارتے به مردمان  
 خود کرد کہ توپ رهنده و فوج من بلا تعاضا اندرون قلعه  
 بروند و جا بجا ایستاد شوند - هر چند تفاوت میان هر دو  
 یک پشت کار بود اگر می خواست، کار مختار می ساخت،  
 اما نظر بر بندگی بادشاه کہ این ہم بنده است، مرضی  
 بادشاه را اول دریافت کنم، بعد ازان هر چه خواهد شد - خواهد  
 شد چون باین هنگامه پیش بادشاه آمد، و ملازمت گردید،  
 آقا دل پری دارد، می خواهد کہ این را فگنارد - از آن جا  
 برگشته در میان بازار ایستاد و عرضی فرستاد کہ من از لحاظ  
 حضور دست انداز نشدم، اکنون تا ازین جا عیدالاحد خان را  
 با خود ببرم، نخواهم رفت - بادشاه در ظاهر گفت و شنود بهمان  
 آورد، و بباطن گفت کہ بہر طوریکہ باشد این را باید  
 برد - چون مردمان مختار مجبور شدہ رفتہ بودند و سکھان  
 یکسو شدند - ناچار قول و قسم بهمان آوردہ کہ نجف خان  
 با من بد نکند و خواهان عزت من نباشد - بادشاه گفت :  
 من ضامن شما، بے اندیشہ بروید - چون چاره ندید و زمانہ  
 را بطور دیگر یافت، آخر روز بر یک فیل سوار شدہ از

قلعه بر آمد - امیرالاسرا که در بازار افتضار می کشید ،  
 خود هم سوار شده ، فیل این را برابر فیل خود کرده بخافه  
 بود و آن جا نگهبانان - چند روز به نیت و لعل گذرانید  
 که امروز پیش پادشاه میروم ، فرما می برم ، بعد از آن گفته  
 که آن جا رفته چه خواهند کرد ، بهتر اینست که پیش  
 من باشند - لیکن بر مال و اسوان او دست انداز نشد -  
 بیست روپیه روز از خانه خود کرده و چند خدمتگار پیش او  
 گذاشته ، خود باسورات ملکی و مالی حضور مشغول شد -  
 رفته رفته کار بجای کشید که سر بفلک رسانید - بسبب  
 مرجعیت و علو مرتبت امیران را وقت مهرا بدست نمی  
 آمد - روزی که بحضور می آمد ، در بار می شد ، و گرفت  
 پادشاه با چند صاحب بسر می کرد - چون جوان بود و  
 شاهجهان آباد طلسم خانه یاران بعیش عشرتش مایل کردند ،  
 باستعمال منہیات و تماشائی زنان ، چندان پرداخت که قوت  
 از بدن زایل شد ، آخر بهر حال سل گرفتار شد - اطبا کوشش  
 بسیاری در علاج او بکار بردند اما فایده ترتب نشد -  
 چون مایوس شد ، بهسرت می گفت که :- من هیچ نمی  
 خواهم ، جز این قدر که زنده بمانم - در بیماری او زمانه  
 رنگ دیگو گرفت -

فقیر که خانه نشین بود ، خواست که از شهر بدر زده ، از جهت بی اسبابی حرکت متعذر بود - برائے	آصف الدوله کا میر صاحب کو طلب کرنا
---	---------------------------------------

نگهبانان عزت من ، در خاطر نواب وزیرالهماک آصف الدوله



بہادر آصف الہلک گذشت کہ میر پیش من فیاید۔ بطلمسہ  
 نواب سالار جنگ پسر اسحاق خان موتمن الدولہ و برادر خورد  
 نواب اسحاق خان نجم الدولہ، کہ خالوے وزیر اعظم  
 می شوفد، نظر بر ربط قدیم کہ خالوے من بایشان بود،  
 گفتند ”اگر نواب صاحب از راہ عنایت، جہت زادراہ،  
 چیزے عنایت نہایند، میر البتہ بیاید۔ اشارتے رفت کہ  
 چنین باشد ایشان چیزے از سرکار گرفتہ، خطے بہن بنوشتنہ  
 کہ ”نواب والا جناب شہارا می خواہد، باید کہ بہر طوریکہ  
 دانند، خود را از این جا برسانند“۔ من کہ دل برداشتہ نشستم  
 بردم، بہجرون دیدن خط برخاستم و روانہ لکھنؤ شدم۔  
 چون ارادۃ الہی متعلق بود، بے یار و یاور و بے قافلہ و  
 رہبر، در چند روز از راہ فرخ آباد، گذر افتاد۔

مظفر جنگ کہ از رئیس آن جا بود، ہر چند خواست  
 کہ چندے پیش من نہانند، دل من آن جا آب فزورد۔  
 بعد از یک دو روز روانہ گر دیدہ بہنزل مقصود رسیدم۔  
 اول بخانہ سالار جنگ رفتم، ایشان را خدا سلامت دارن،  
 عزت بسیاری نمودند۔ و آن چہ می باہست بہجناب ہندگان  
 عالی گفتہ فرستادند۔

پس از پنج چار روز اتفاقاً نواب  
 نواب آصف الدولہ سے  
 ملاقات  
 عائی جناب، بتقریب جنگا نیدن  
 خروس، تشریف آوردند، منکہ آن جا

بودم، ملازمت حاصل نمودم۔ از قرأت دریاقتہ فرمودند  
 کہ میر محمد تقی است! بہعنایت تہام بغل گیر شدہ، باخوہ

در نشینہ \* بردند ، و شعر ہائے خود مخاطب نہونہ خواندند۔  
گفتم " سبحان اللہ کلام الملوک ملک الکلام "۔ از فرط مہربانی  
مکلف من ہم گردیدند ، آرزو چند شعر غزل التماس نمودم۔  
وقت برخاستن نواب سالار جنگ گفتند کہ " حالا میر  
حسب الطلب آمدہ است " بندگان عالی مختار اند ، جائے برائے  
ایشان نہایند و ہر وقتیکہ خواستہ باشد ، طلبہاشدہ صحبت  
دارند "۔ فرمودند " من چیزے معین کردہ پیش صاحب  
می فرستم "۔ بعد از دو سہ روز یاں فرمودند ۔ حاضر شدم ، و  
قصیدہ کہ در مدح گفتہ بودم ، خواندم ۔ شنیدند و بلاطف تہامم  
در سلک بندگان منسلک گردانیدند و عنایت و مہربانی بحال  
من مبدول دارند۔

بعد از آمدن من این طرف آنجا کہ  
نجف خان بر بستر افتادہ بود ،  
فوت کرد۔ کاروبار حضور در ہی  
پذیرفت ، غلامان او مثل نجف قلی

دلی میں نجف خان کا  
انتقال اور مرزا شفیع  
کی وزارت

خان ، و افراسیاب خان ، و دیگر سرداران ، ہر کسے بطرف  
خون کشیدہ ۔ چندے کشاکش درمیان ماند ، آخر مرزا شفیع کہ  
از برادران او بہن ، برائے تلبیہ سکھان فوج کشی می کرد ،  
باشارہ حضور حاضر شد ، و عبدالاحد خان را عہوی خون  
قرار دادہ ، از قید رها کرد۔ و دیوانی حاکمہ دہانیدہ ، و خون  
بر ۔ سدا ریاست نشست۔

( سادہ ) چون سفاک و جوار نوک ہر یکے ازو خطر مند

می ماند؛ از سرکشی غلامان نجف خان بی مزه شد؛ در شهر طرح جنگ انداخت؛ و نجف قلی خان را اسیر ساخت. افراسیاب خان آمده، در ظاهر به سرزای مذکور پیوست. چون دولت این بابا مستعجل بود؛ چند روز نکشید که «لطافت» خواجه سرائیکه از طرف وزیر الممالک بحضور می بود؛ و فی الجمله روزی همداشت؛ و فرنگی از اقربای سمرقند فرنگی باهم ساخته هیچگاه او را یافتند دره از بر تافتند. بادشاه را نیز فهمانیدند که این عزیز بی تمیز است. چون آتش او پختند؛ و او هم خمیر شد؛ یک آتش پختن صبر کرده از شهر بدر زد؛ و عبدالاحد خان را با خود برد. را خبردار شدند؛ خبر او نیافتند. بادشاه شقه ها به مردمان شهر و اطراف فوشت که هر جا که بیابند؛ نگذارند؛ و بحضور بیارند. فوشته بسردار بلم کهو نیز رسید. اتفاقاً این آنجا رفته فروز آمده بود؛ سردارے آن قلعه فوشته را نمود؛ مضطرب گردید. عبدالاحد خان را پیش او گذاشت و خود راه گریز اختیار کرد. یک منزل دو منزل پیش رفته؛ متوقف گشت. در آکهر آبک که احمد بیگ همدانی تسلط داشت؛ باو عهد و پیمان درست نمود؛ بجنگ یاران حضور ستمد ساخت. او با بست هزار کس همراه او شده روانه گشت. این جا فرنگی و خواجه سرا و دیگر اهزه بادشاه را از شهر بر آورده خیمه بر لب دریا استاده کردند. غافل از ریسمان؛ تابیدن او که تا قتل

همراه است، بمطمنانه تمام قریب رسیدند. بادشاه چون دید که کار او بالاست، لطافت علی خان خواجه سرای و فرنگی را برای آوردن او پیش فرستاد. آنها دویدند، خواجه سرا را گرفتند، و فرنگی را کشتند. بادشاه بجوأت تمام خون را نگهداشت، زور آنها نیز پیش فرقت، بجواب و سوال پرداخته، بسیار کسان را بد وعده و وعید از خون ساختند. هرگاه دیدند که بادشاه، بے جنگ و جدل بدست نمی آید عبدالاحد خان را در میان داد، قول قسم بکار بردند، و اظهار رسوخ و بندگی نمود، از خیمه بقلعه آوردند. نجف قلی خان و افراسیاب خان و عبدالاحد خان یک دل شده، بکار بادشاهی دخل کردن آغاز نهادند. با همدانی که سرزاد شفیح وعده و وعید داشت، هیچ ندان. او چند توپ و رهکله گرفته، روانه اکبرآباد گردید. این جا بعد چند روز افراسیاب خان بد معاللات خود رفت و سرزاد مذکور با نجف علی خان در شهر جنگیده، او را بدست آورد. پیش بیگم که همشیره نجف خان است، فرستان و عبدالاحد خان از خانه خون آمده، به چرب زبانی باز کار خود را پیش برد. بیگم مسطور شفیح شده، نجف قلی خان را و رها نید. و بجائے داد وردانه ساخت. رفته رفته تسلط سرزاد شفیح خوب شد. بیرون شهر آمده، متوجه ملک گیری گشت. چون همه ها ازو دانجهمی ندانستند، افراسیاب آمده، همدانی را آورد و مقرر کرد که سرزاد برای دلدھی همدانی بخیمه او بیایه، آوردند و بعد او را کشتند. بعد کشته شدن او دور دور افراسیاب خان شد، کار ریاست باو رسید. همدانی باز

بھکافہاے خود رفت۔ ایشان در حضور امیرالامرا شدہ، بکار  
بادشاہی مختار گشتند۔

( سافحہ ) این جا وزیر اعظم ، امیر مکرم ، برائے پذیرہ شدن گذور فریہادر ، کہ از کلکتہ حسب الارشاد می آمد ، و غالب این تہام ملک او بود ، روافد	گورنر کا لکھنؤ آنا ، اس کا استقبال اور سہانہ داری
--	---

شدند۔ گرد فوج تا آسہان می رسید ، این سفر تا الہ آباد  
کشید۔ از آمد آمد صاحب مسطور ، سرداران این ضلعہ ہمہ سر  
حساب شدہ ، مہیائے دیدن او شدند۔ یک منزل پیشتر ، باقواب  
گردون جناب ، ملاقات شد۔ از آنجا با خود در لکھنؤ کہ محل  
سکونت است آوردند۔ و در ہر سفر ضیافتی جدائی اتفاق می  
افتاد ، و خیمہ ہائے نو و طعامہائی خوب ، و اسپان ترکی  
و تازی ، و فیلان کوہ پیکر ، کشتی ہائے پوشاک و جواہر ،  
بیش بہا ، و شربتہائے خوشگوار ، میوہ جات لاتحصی ، تحفہ ہائے  
نغز ، این جا ، شمشیر ہائے جنوبی و مغربی ، و کمانہائے چاچی ۔  
ہر گاہ در دارالقرار لکھنؤ آمدند و داخل دولت خانہ شدند ۔  
فرش بوقلمون ہر روز ، در گوشہایش ، طلاء لعلخہ سوز ،  
اطراف مکان گلاب پاشیدہ ، ستر خواب مائیدہ ، لباس بوئے  
خوش برداشتمہ ، فروش مخمل پانگداستہ ، دیوار ہائے سیم  
گل کردہ ، ایوانہائے موتب بخچی و پردہ ، بہار عنبر ، طرفہ  
سناطے گستردہ ، مکان گرد از بہار بند پردہ ، پستہ و باد ،

بوداده \* ، نقل فرنگی برائے تنقل تہادہ ، شبہا رقص زنان  
 پریوش نے نے از حوران بہشتی ہم دلکش ، گلدانہائے شیشہ و  
 چینی بسلیقہ چیدہ ، طاقتہا پر از سیوہ ہائے زسیدہ ، رقص  
 فرنگچی ، تہاشائے خوشی ، خانہ جائے خوشی ، ہوائی خوشی ،  
 شام سیم بندی کردہ † ، آتش بازی سی آوردند ستارہ و  
 ہوائی سر بفلک میزدند ؛ تہاشائے چراغان دل از دست  
 ربوندے ، مہتابی شب را روزے نمودی ، سائبان زر بفتت بدین  
 خوبی کشیدہ کہ دیدہ خورشید مثل اوندیدہ - امیران سر گرم  
 پاسداری ، راجہ ہا در خدمت گذاری ، مدح خوان شاعران  
 مربوط ، جواقان مضبوط ، در ہر خانہ داریست خوب ، ظل  
 مہدود و ماء مسکوب ، نوگسدانہا برابر جلوہ پرداز ، چون  
 باغ بنظر ‡ برت بہ از سیم مذاب § خوب بر آمد - از آب گلہائے  
 فالودہ الموان شربت آن شیرہ جان ، اقسام نان در وقت طعام نان ،  
 بانام ، بنزاکت تہام ، شیرمال باقرخانی ہر خورشید گرم  
 فواخانی ¶ - ، نان جوان بہ آن گرمی و خوبی بود ، کہ پیر از  
 خورد آن پیر افشانی سی نمودل - نان ورقی چنان کہ اگر  
 وصفش کنم ، دفتر شود ، نان زنجبیلی کہ ذائقہ از درکش  
 محظوظ تر شود ، انواع قلیہ و دو پیازہ ، درمیان تہادہ ،  
 نان مہمانان ہمہ بروغن افتادہ ، اقسام کباب بردستار خوان

\* بریان کردہ + یعنی چراغان کردہ † بمعنی پائین بلخ —

‡ گداخته — § کنایہ کردن —

¶ در پیری کار جوانان کردن —

کشیدہ ، کباب گل \* بخوبی و تازگی رسیدہ - کباب خوش نمک  
 ہندی داپارا از دست می برد - کباب قندھاری + امزجہ سوئے  
 خون می آورد ، کباب سنگ † از سختی کشیدگان را کوفت زایل  
 می کرد ، کباب ورق عجب فسختہ برشتہ ہوں کہ طبایع را  
 مایل می کرد ، کباب ہائے ستعارت ہجہ ہامزہ و با نمک -  
 قابادہ دہ گذاشتہ ، پیش یک یک پلازھا انواع و آشہا اقسام ،  
 عجب آس در کاسۂ سہمان ذی العود والا کرام -

سہمانے باین وفور ، میزبانے ہمچو دستور ، سہمانے باین  
 شوکت ، میزبانے باین دولت ، سہمانے باین حسن احلاق ، میزبانے  
 باین ریاست آفاق ، سہمانے باین خوبی و خوش معاشی ،  
 میزبانے چون خورشید بہ این زر پاشی - سہمانے باین عقل کامل  
 میزبانے باین لطاف شامل ، چشم روزگار ندیدہ ، و گوش عقلا  
 نشنیدہ - بدین گوندہ روز و شب تماش ماہ گفت و شنود ، وہام  
 معاش و شورت و صحبت ہوں -

ہرگاہ این خبر بحضور رسید ہریکی	بادشاہ کو فرنگیوں سے
ار امرایان آفعا بفکر خویش افتاد ،	ملانے کے لئے اکبر آباد لانا
عبدالاحدخان کسان را اینجا فرستاد	

با فرنگیان ساخت - افراسیاب خان وغیرہ را گمان شد کہ فرنگی  
 اینجا خواهد آمد - چون زبردست است باشاہ را بطور خود نگاہداشتہ  
 آس ساخواهد بخت آ - بہتر آنست کہ پادشاہ را باکبرآباد

\* نوعی از کباب ، افسسے از کباب ،

† کبابی کہ در سنگ گرم کنند -

○ آس کسی پختن ، در فکر کسی ہونے

بہریم و مردمان را گرد آوریم و سرہتہ کہ منصرف رانائی کوہد  
والہ است، از آن خود کردہ، پیغام با فرنگی کنیم - اگر جنگ  
اتفاق افتد، افتد، و گرنہ ازین بدبہدہ ہمانجا باشند - چنانچہ  
بادشاہ را برآوردہ بہ اکبرآباد رفتند و در راہ عبدالاحد خان  
را محبوس ساختند -

(سائے) وقتیکہ بہ شہر مسطور  
رسیدند، پادشاہزادہ جوان بخت از  
انجا گریختہ، پیش نواب وزیر

شاهزادہ جوان بخت  
کا نواب وزیر اور  
فرنگی کے پاس آنا

و فرنگی آمد - مضطرب با سرہتہ عہد و پیمان درست کردند  
او جانب ایشان گرفتہ، گفت و شنود فرستادن شاہزادہ  
درمیان آوردند - این جا فرنگی بزبان داشتند کہ کار ملک  
خود کہ کلکتہ باشد، مد نظر داشت -

گورنر کا واپس کلکتہ  
جا فا اور شاہزادے کو  
واپس بھیج دینا

بعد چندے پادشاہزادہ را ہمراہ  
گرفتہ، از وزیرالممالک رخصت شد  
و رفت - هنگام وداع بہرہمان

صاحب نواب والا جناب چنان انعام بی احصا مبدول  
داشت کہ در قیاس نگذرد - بہر کس اسپ و فیل و قباہ  
بہرے سر و پا سواری -

چون صاحب از راہ دریا متوجہ شد و وزیر بہدارانقرار  
خود آمد سرہتہ و فراسیاب خان با متحد بیگ ہمدانی  
ارادہ پرخاش کردند، او ہم سر فرود نیارندہ، بجیک



اینگھان ایستاد و در همین اثنا کس میر زین العابدین برادر  
 مرزا شفیق خنجرے باقراسیاب خان حوالہ کرد . بعد از  
 در چار روز مرد . حالاً سرداری در حضور نیست ، بادشاہ  
 بے زور است . غالب نہ دور دور مرہتہ شود . بعد این  
 سافعات فوج مرہتہ و احمد بیگ ہمدانی با ہم جنگیدند .  
 چون دست بر او نیافتند ، عذر کردہ ہمدانی مذکور را  
 بگیر آور دند \* - این جا صاحب کہ بادشاہزادہ را بن خود  
 پردہ بود رخصت کرد ، چنانچہ برگشتہ آمدہ اند ، یا در  
 اطراف می ماندند یا پیش بادشاہ می رسانند - بالفعل سایہ  
 دولت نواب عالی جناب می گیرند ، آنچه ایشان می گویند  
 می پذیرند -

میر صاحب کا نواب	این جا فقیر با نواب عالی منزلت
وزیر کے ساتھ شکار	است در دعا گوئی ایشان بسومی
میں جانا اور شکار نامہ	کند - بندگان عالی برائے شکار قا
موزوں کرنا	بہرائیچ رفتند ، من در رکاب بودم

شکار نامہ موزوں نمودم . بارہ دیگر باز برائے شکار  
 سوار شدند تا دامن کوہ شہالی تشریف بردند . اگرچہ مردمان  
 از نشیب و فراز این سفر دور دراز سخت حوراند ، لیکن  
 شکار چنبن و فضائی چندین و ہوائی چنبن ندیدہ بردند . بعد  
 از سہ ماہ بدارالقرار خود آمدند . فقیرے شکار نامہ دیگر  
 گفتہ بحضور حوالہ دو خول از غرلہائی شکار نامہ اقتضاب  
 زندہ ، خود بدو لک ... پس کردند . بخوبی کہ می بایست

و در زمین غزل پسند افتاده، غزل دیگر فرمایش نمودند۔  
 آنهم از فضل الهی گفته شد، زبان مبارک به تحسین کشادند،  
 و داد سختوری دادند۔

درین ایام بسبب آنگردش بعد عشره محرم الحرامی  
 در مزاج عالی شد، استعلاج نمودند، نصیب اعدا بطول کشید۔  
 عالمی از خیر و خیرات بهره اندوز شد، و هر کسے دست  
 بدعا افراشت۔ حکیم مطلق و شافی برحق شفا داد، بر ما  
 و بر عالمان ملت نهاد، ع۔

الهی تا جهان باشد تو بانی

مرهتوں کا تسلط | (سائعد) چون در حضور بادشاہ از  
 غلامان نجف خان کہ مسلط بودند،

کسے نہاند، مرهتہ کہ قریب ہوں، تسلط بہہر سائندہ، کوس  
 امن الہلک زد۔ بادشاہ مرهتہ را مختار ساخت، و روہائی  
 مردمان نجف خانی بخاک انداخت: اکثر مشورہ بار دارند  
 و امورات رابطور اوسی گذارند۔ فوج مرهتہ بہ شاہجہان آباد  
 ہم رفت: زبان زد است کہ تسلط یافت۔ سکھان کے اطراف  
 شہر را می تاختند، جالا سر حساب شدہ اند، چراکہ  
 کہان دکھنیاں نہی توافند کشید و بگرد میدان داری اینان  
 نخواہند رسید بادشاہ بیرون شہر اکہر آباد خیمہ داشت،  
 پس از چند روز روانہ دہلی شدند۔ عبدالاحد خان را در  
 عالی گدہ کہ در تصرف ہمشیرہ نجف خانست، اکثر مردمان  
 نجف خان در آن قلعہ جمع اند، فرستادہ: مفید ساختند۔  
 مرهتہ مالک الہاک است، ہر چہ می خواہد سی کند، بادشاہ

را چیزی دست برداشته میدهد و هر جا که می خواهد  
 می رود - چنانچه در شهر یکماه ماند و به علی گنده برود  
 ده پانزده روز جنگ کشید ، آخر بعهد پیمان بیگم را  
 برآورد ، ازو چیزی از سال نجف جان گرفت و گذاشت -  
 از آنجا بادشاه را بر اچپوتان برد ، آنها استادی کرد ، اند  
 بعد از چند روز صاحب از راجپوتان نهوده ، بادشاه بشهر دهلی  
 آمد و مرهته در شهر اکبر آباد ماند - چون خیال راجپوتان  
 در سر داشت ، باز فوج کشی کرده به آن طرفت رفت - راجه ها  
 همدانی را که سردار نجف خانی بود ، طلب داشته رفیق خود  
 کردند - جنگ بمیان آمد ، همدانی جرأت نمود و گشته شد -  
 سرداری بجای او مرزا اسمعیل که همشیره زاده او بود ،  
 یافت - این بابا بجزارت تمام جنگید ، بلاه مرهته را بر چید ،  
 شکست فاحشی شد ، آلات جنگ و اسباب مرهته با نکل رفت -  
 جان خود را غنیمت دانسته گریخت و به اکبر آباد آمد - آنجا  
 هم مرزا اسمعیل رسیده ، ازان شهر بر آورد و قلعه را خود  
 چسپید - جنگ قاعه بطول کشید ، مرهته صرقت خود بطرف دیگر  
 دید ، بادشاه از شهر بر آمده ، به نجف قلی خان که جانب  
 حصار بود ، رفت - آنجا جنگ بسیار شد ، آخر الامر از نجف قلی  
 جان چیزی گرفته بشهر رسید - درین حال پسر ضابطه خان که  
 غلام قادر نام داشت بعد از پدر خود متصرف سهارنپور و غیره  
 بود - زور به پورسانیده و فوج سکیمان را همراه گرفته آمد -  
 اکثر محاللات پادشاهی که میان دو آبه بودند ضبط کرد ، قریب  
 رسیده ، از بادشاه چیزی خواست - بادشاه جواب داد - او

آنروزے آب مورچال بستہ، مہیایے جنگ شد۔ چنانچہ یک ماہ  
 کسرے زیادہ جنگید۔ بادشاہ اگرچہ فوج و زورے نہداشت  
 بہ دفنان چسپیدہ، آن بلا را برچید۔ آن از آنجا برخواستہ  
 قاگرد اکبر آباد تسلط کرد۔ این جا کہ مرزا اسمعیل بیگ در  
 شہر بقعہ چسپیدہ بود، روز آن را دیدہ، دستار بدل شد و  
 عہد و پیمانہ بیان آمد کہ با مرہتہ ما و شہا بالانفاق خواہیم  
 جنگید۔ بعد از چند روز مرہتہ کہ ارادہ آن طرف چنہل داشت  
 یلغار کردہ، رسید۔ درین روزها این جا شاہزادہ صاحب عالم  
 بود، لیکن تغافل کرد، تنہا جنگ بر سر مرزا اسمعیل افتاد  
 آن بابا پائے جسارت افشردہ، این جنگ را ہم زد۔ مرہتہ  
 گریختہ آن طرف گوالیار کہ در تصرف او بود، اقامت کرد۔  
 بعد از چندے فوج دیگر طلبداشتہ، سوگرم پرخاش شد۔ کہ  
 یانزدہ روز در ظاہر اکبر آباد جنگ شد، آخر شکست  
 مرزا اسمعیل اتفاق افتاد۔ غلام قادر خان تہاشائی ماند  
 مرزای مذکور فرار کردہ پیش غلام قادر آمد۔ این را دید کہ  
 در احتیاط خود است و بکار من نہی پردازد، ناچار پیش او  
 ماند، و بعد از چند روز ارادہ ملک خود نہودہ، روانہ شد۔ —

غلام قادر کا جور و ستم	فاظر پادشاہ کہ غلام قادر را پسر
اور بادشاہ کی آنکھیں	خواندہ بود، فوجت کہ تنہا این جا
فکان لینا	بیانید، گفتہ من پادشاہ نہی شادہ

یعنی طرف مرہتہ نہی گذارد۔ ایشان هر دو شہر رفتند  
 پادشاہ چون زورے نہداشت بہ متاورت فاظر ایک بہ  
 حرام بندوبست در قلعہ کردہ بادشاہ را بوداشت، و سورے کہ

فهی بایست کرد، و تمام قلعه را غارت کرد، و با پادشاهزاده‌ها آنچه نه کردن بود کرد. زر بسیارے بدستش آمد. چشم پادشاه برآورد و پادشاه دیگر کرد؛ چون تسلط کلی یافت، ناظر را نیز قید نمود، و بر شهر هم کار تنگ گرفت. چون غلبه از حد قزون گشت، از مرزا اسمعیل پسر هیچ بے مرزہ شد و در چیز دادن کوتاهی کرد، آن عزیز با مرهتہ صلح کرد. درین هنگام فوج مرهتہ قریب رسید؛ بعضے از سرداران داخل شهر شدند؛ روھیلہ قلعه بند گشت، و هنگام شب از راه خضری دروازه، معہ فوج و اسباب و زر و مال خود و پادشاهزاده‌ها را و ناظر را و اراحقان او را نیز همراه برد. نزد شاه دره با فوج سنکر بسته استدانگی کرد؛ احوال مرهتہ‌ها بے حیائی او دیدہ، آن روز آب رفته، مقید جنگ شدند. گاہے ایشان غالب می آمدند و گاہے آن ملعون. چون قریب یک ماه کشید، علی بہادر قام سردارے از دکن آمد و گرم جنگ روھیلہ شد. بعد از دو سه جنگ بجزاآت تمام او را اسیر کردند. مال او اسباب معہ پادشاهزاده‌ها ازو گرفتند و قید داشتند. و پادشاه ہوان شاه عالم کور را مقرر داشتند، و قلعه را حوالہ جاقان نمودند، و صد روپیہ روز بہ پادشاه می دهند، و بر تمام ملک مقصرت اند. آن ملعون را بخواری تہہ کنند. حلالا پادشاه مرهتہ اسیر ہر چه می خواہد می کند. باید دید کہ چنین تا کجا خواہد و ...

القصد : جهان صعب حادثہ گاہیست  
چہ مکانہا خراب نشینند، و چہ جوانان

عبرت و خاتہد

از هم گزشتند\* چه باغها ویرانه شدند، چه بزم ها افسانه  
 شدند، چه گلها افسردند، چه جوانان مردند، چه مجلسها  
 بر شکستند، چه قافله ها رخت بستند، چه عزیزان دلت کشیدند،  
 چه مردمان بجان رسیدند - این چشم عبرت بین چها دید و این  
 گوش شنوا چها شنید

هر کاسه سر ز افسوس می گوید  
 هر کهنه خرابه از در می گوید  
 دنیا است فسانه پاره ما گفتیم  
 و آن پاره که ماند دیگر می گوید

درین مدت کم، این یکقطره خون که داش می نامند، انواع  
 ستم کشید، و همه خون گردید - مزاج ناساز می داشتیم، ملاقات  
 همه کس گذاشتیم - اکنون که پیری رسید، یعنی همه عزیز  
 بنصرت سالگی رسید، انقراض اوقات بهار می رسم، چندی در  
 چشم کشیدم، ضعف بصر، چشم خود دیدم، سینک خواستم و  
 دست بهم سوختم، نظر بر این شعر ترک نظر بازی نمودم  
 دیده چون محتاج سینک گشت فکر خویش کن  
 بر نفس داران روز وایسین آینه را  
 از جمع اسنان خود چه تویم، حیران بودم که پاره تا کجا  
 حویم، آمو دل درکادم، و یک یک را از بیخ برکندم  
 روزی، خود را برنج از درون دندان میخورم  
 نان بخون تو میشود تا پاره نان می خورم

غرض که از ضعف قوی و بی دماغی و نا توانی و دل شکستگی،  
 و آزرده خاطر، معلوم میشود که دیر نخواهیم ماند، زمانه هم  
 قابل ماندن نمانده است، دامن باید افشاند. اگر خاتمه  
 بخیر شود، آرزوست و گر نه اختیار در دست اوست —







